بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاعرانہ کلام از شاعرِ مغرب

مقصود احمد نسیم

فہرست ۔ ا

نمبر شمار	عنوان	مصرع	صفحہ
۰	بسم اللہ	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	۳
ا	سرورق	بادِنسیم	۴
۲	فہرست	فہرست	۵
۳	دیباچہ	مکرم ومحترم جناب پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب	۹
۴	تعارف	مکرمہ ومحترمہ زبیدہ نسیم بیدی صاحبہ (ایم ۔ اے)	۱۰
۵	انتساب	اپنی اولاد کے نام	۱۶
۶	خلوص دل	خدا کا نام لے کر جو شروع ہو تو وہی آغاز بہتر ہے	۱۹
۷	خدا	وہ یہاں بھی ہے وہ وہاں بھی ہے	۲۳
۸	تیری شان	بہت پاک ہے تیرا ہر ایک نام	۲۸
۹	بادنسیم	اے میرے محسن میرے پیارے میرے رب الکریم	۳۰
۱۰	دین ایمان	اول حمد خُدا دِی کریئے تے فیر پڑھیئے قرآن	۳۲
۱۱	عہد انصار اللہ	عہد انصار اللہ	۳۳
۱۲	بندگی	یہ ہے روحِ سجدہ میرے جسم کی	۳۹
۱۳	ہماری زبان	تو ہی پالتا ہے زمیں آسماں کو	۴۱
۱۴	میری کتاب	جو لکھا ہے میری کتاب میں	۴۷

فہرست ۔۲

نمبرشمار	عنوان	مصرع	صفحہ
۱۵	دل کی صدا	اے میرے اللہ میرے مؤ لا میرے پیارے خدا	۴۹
۱۶	تُو	تُو ہے مہرباں تو رحیم بھی	۵۱
۱۷	میری سرشت	اے میرے خدا میں ہوں پُر خطا	۵۲
۱۸	یارب	تم ہو بُلند یوں پر اور ہم ہیں پستیوں میں	۵۵
۱۹	انسان	اِنسان خدا کو جانتا ہے	۵۶
۲۰	مرحبا	یا خدایا بخش دے رو کر دعا کرتا ہوں میں	۵۸
۲۱	اللہ ہُو	کِنوں دل دا بھید سناواں	۵۹
۲۲	دین ودنیا	ایک دن جو باعث شفقت تو پوچھے اے خُدا	۷۳
۲۳	سخاوت	کروں سجدے میں اُٹھ اُٹھ کر کہ یہ میری عبادت ہے	۷۶
۲۴	روح کی غذا	ذکر ہر محفل میں واللہ بار ہا تیرا کیا	۸۰
۲۵	خدایا	شروع کرتا ہوں میں تیرا نام لے کر	۸۳
۲۶	حُور	تخیل نے میرے جو پرواز کی	۸۶
۲۷	میرا محبوب	میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال	۱۰۱
۲۸	سورج	تیرے عشق میں مَیں ہوں غرقاب اِتنا	۱۰۹
۲۹	اقرار	میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً	۱۱۰

فہرست ۔۳

نمبر شمار	عنوان	مصرع	صفحہ
۳۰	آواز	میری آواز سنو	۱۱۱
۳۱	صلے علیٰ	ہے ایک شخص ہادی میرا	۱۱۲
۳۲	سلام	سلام اُس پر لکھے تعریف کے اشعار یہ مسعود جس پر	۱۱۷
۳۳	مسیحا	کیا دعویٰ مسیحا نے صدی چودہ کے سر پر	۱۱۶
۳۴	مسیح محمدی	اے پیارے مسیح محمدی	۱۳۰
۳۵	مسیح ومہدی	اِک متقی نمازی اور قادیاں کا غازی	۱۳۲
۳۶	افتتاح ۔ا	آئے ہیں پیارے آقا اب ہوگا اِفتتاح	۱۴۹
۳۷	گل تے سنو	آؤ لوکو گل تے سنواج والے پیر دی	۱۵۵
۳۸	ٹی آئی کالج قادیان	کون کہتا ہے وہاں ملتا نہیں علم وہُنر	۱۵۷
۳۹	ماں کی ممتا	جب صبح کے نُور کی پہلی کِرن اِس دُنیا کو چمکاتی ہے	۱۵۸
۴۰	شانِ مامتا	اِک بے سَر وساماں کو بیٹا بنایا تُو نے	۱۶۱
۴۱	دعا کی طاقت	میں جو جی رہا ہوں اب تک	۱۶۷
۴۲	نیک بندہ	اللہ کا نیک بندہ اور اُس کا تھا بھکاری	۱۷۰
۴۳	باعزم بامراد	اے ماں تیری یہ پیاری حکایت مجھے ملی	۱۷۶
۴۴	چھوٹی سی دعا	اے میرے اللہ میرے مؤلا میرے مُشکِل کُشا	۱۸۱

فہرست ۔۴

نمبر شمار	عنوان	مصرع	صفحہ
۴۵	نیک وپارسا	دل میں اُلفت کی لہر اور آنکھ میں چاہت کا نُور	۱۸۳
۴۶	ابرِکرم	میرا جسم بھی تم میری جان بھی تم ہو	۱۸۶
۴۷	بابل	ہمراہ رہیں تمہارے بابل کی یہ دعائیں	۱۸۸
۴۸	اللہ کے کام	اللہ کے نام لیوا محمدؐ کے تم ہو پیارے	۱۹۱
۴۹	چراغِ وفا	تُو سورج کی مانند چمکتا رہے	۱۹۴
۵۰	عادت	تم کو دعائیں دے کر ہوتی ہے مجھ کو فرحت	۱۹۶
۵۱	شکریہ	شکریہ	۱۹۸
۵۲	دیوانِ نسیم	دیوانِ نسیم	۲۰۰
۵۳	عرض داشت	عرض داشت	۲۰۳
۵۴	امپریسم	امپریسم	۲۰۴
۵۵	نوٹس	نوٹس	۲۰۵
۱۵۶	اختتام	اختتام	۲۰۸
-	-	-	-

☆☆☆

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدَہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

عزیزم مقصود احمد نسیم صاحب سلمہٗ

ٹورنٹو۔کینیڈا　　السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ　　۱۹؍جولائی ۲۰۱۳ء

آپ نے اپنا کلام ارسال فرمایا اور اس کے ساتھ اپنی مرحومہ بہن کا لکھا ہؤا نوٹ بھی بھیجا۔میری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ آپ کی مرحومہ بہن کا لکھا ہؤا نوٹ دوسروں کے لکھے ہوئے کئی دیباچوں پر بھاری ہے۔اس خوبصورت تعارف کے بعد کسی اور دیباچے کی ضرورت نہیں۔آپ ازراہِ کرم صرف یہ مضمون دیباچہ کے طور پر شائع کردیں۔

جب آپ نے نوجوانی میں اپنا کلام مجھے دکھایا تھا تو میں نے کہا تھا کہ بہتر ہو کہ آپ اپنا کلام میرے عزیز شاگرد عزیزم انوار احمد کو دکھا لیا کریں۔دکھا لیتے تو اس کا رنگ یقیناً مختلف اور بہتر ہوتا۔باقی رہے آپ کے خیالات؟ تو خیالات سے ہر کوئی نہ اتفاق کرسکتا ہے نہ کیا کرتا ہے۔مجھے تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جو دوسروں کو اختلاف پر آمادہ کرے۔آپ کے اشعار میں جو خلوص ہے وہ پڑھنے والوں کو یقیناً متاثر کرے گا۔والسلام

خاکسار

پرویز پروازی

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدَہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

معزز ومحترم قارئین کرام
السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

آداب وتسلیمات کے بعد عرض کرتی ہوں کہ میرے چھوٹے بھائی عزیزم مکرم مقصود احمد نسیم صاحب نے مجھے اپنے اشعار کے مجموعہ کلام یعنی ''دِین ودُنیا'' کے دونوں حصوں ''بادِنسیم'' اور ''نسیم سحر'' کے لئے کچھ نہ کچھ لکھنے کے لئے فون کیا ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہوتا کہ عزیزم اپنے اِس مجموعہ کلام کے لئے کسی مشہور ومعروف احمدی شاعر مثلاً مکرم عبیداللہ کلیم صاحب یا مکرم ناصر احمد نصیر جناب پرویز پروازی صاحبان کی خدمت میں لکھتے لیکن انہوں نے مجھے کہا ہے۔ پس یہ اِن کی محبت واحترام ہی ہے کہ یہ صاحب مجھ سے ہی کچھ نہ کچھ لکھوانا چاہتے ہیں لہذا یہاں میں چند تعارفی الفاظ اپنے بھائی کو ہی مخاطب کرتے ہوئے تحریر کر رہی ہوں کہ جن سے آپ کو بھی انشاءاللہ تعالیٰ اِس کلام کو گہرائی سے جانچنے کی آرزو پیدا ہوگی۔ خُدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

پیارے بھیا! مجھے ۱۹۷۰ء سے ہی تمہاری شاعری اچھی لگتی ہے کہ جب تم اپنے اَشعار سنانے کی بجائے اُنہیں مختلف نامی گرامی شُعرائے کرام کے کلام کے نیچے حاشیہ میں تحریر کرلیا کرتے تھے اور موقعہ ملتے ہی اپنے ٹیپ ریکارڈر Tape Recorder پر اُن اشعار کو اپنی مترنم زبان میں ٹیپ Tape بھی کرلیا کرتے تھے۔ یہ تمہاری کسرنفسی ہی تھی کہ جس کی بناء پر تم نے کبھی بھی اُن نامور شعرائے کرام کے مقابل اپنا کلام تحریر نہ کیا بلکہ ہمیشہ عزت واکرام کے باعث اُن کے کلام کے نیچے ہی اپنا کلام درج کرنے پر مصر رہے۔ بہر حال وہ ٹیپس Tapes ہم نے تمہیں بتائے بغیر ڈھونڈ نکالی تھیں اور

ہم بہنیں عموماً تنہائی میں اُن کو سنتی رہتی تھیں ۔ اِسی لئے میں نے اُس وقت بھی تمہیں کہا تھا کہ تم اپنے کلام کو مکرم ثاقب زیروی صاحب یا مکرم نسیم احمد سیفی صاحب یا پھر مکرم پرویز پروازی صاحب کو دکھالو اور یوں تم نے کوشش تو کی تھی لیکن اغلباً ۱۹۷۳ء میں مکرم پرویز پروازی صاحب نے خود تصحیح کرنے کی بجائے کالج کے کسی سینئر سٹوڈنٹ کو دکھانے کے لئے کہا تو تب تم نے اُس پر عمل تو کیا لیکن کچھ دل برداشتہ بھی ہوئے لیکن چونکہ خدا کے فضل سے تم نے ناکام ہونا نہیں سیکھا اس لئے اب تک جدوجہد کرتے رہے ہو اور الحمدللہ کہ اب تمہاری زندگی بھر کی یہ کاوش سامنے آ رہی ہے۔

تمہاری شاعری کی ایک انتہائی خاص بات یہ ہے کہ تم نے بعض اوقات انتہائی مختصر الفاظ میں اپنا مدعا بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور لمبے لمبے اشعار کی بجائے کم سے کم الفاظ کا استعمال کیا ہے کیونکہ تم لمبے اشعار کو اس لئے پسند نہیں کرتے کہ لمبے اشعار شعر کی بجائے نثر کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جس بات کو اشاروں کنایوں میں بیان کرنے میں لطف آتا ہے اس بات کو طول دینے سے واقعی اس کا مزہ کرکرہ ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی جیسا کہ تمہیں علم ہی ہے کہ شاعری ایک ایسا فن ہے کہ اس کے اشعار میں چھپے ہوئے اشارات ہر کس و ناکس کو سمجھ نہیں آتے اور پھر ہر ایک شخص کا اپنا ایک علیحدہ خاص ذوق بھی ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے کسی بھی شاعر کے سبھی اشعار ہر کسی کو پسند بھی نہیں آتے۔ یعنی اشعار کو سمجھنے کا ملکہ بھی کسی کسی کو ہی عطاء ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی میری دلی دعا یہی ہے کہ ''بادِنسیم'' اور ''نسیم سحر'' سب کو ہی پسند آئیں اور تمہاری محنت رائیگاں نہ جائے بلکہ لوگ اِن اشعار میں ڈھکے چھپے معنی کو سمجھ کر نیکیوں سے بھرپور ہدایت کے سیدھے راستہ پر قدم سے قدم ملا کر چلیں۔ (آمین)

جیسا کہ تمہارے اپنے ہی ایک شعر سے بھی یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ تم نے یہ سب کچھ صرف اصلاح کی غرض سے ہی لکھا ہے ۔

میری اِس شاعری کا مقصد ہے خلوصِ دِل سے سمجھانا
ملے جو دِل کی تالوں سے وہی اِک ساز بہتر ہے (شاعر مغرب نسیم)

''دِین ودُنیا'' کے لئے میری خدا تعالیٰ سے یہ بھی عاجزانہ دعا ہے کہ ان میں شامل کلام کی بدولت تمہارا نام شہرہ آفاق کی

انتہائی بلندیوں تک جا پہنچے۔میرے خیال میں بہتر تو یہی ہے کہ تم اپنی ان کتب کو بھی ''انوارِبشیرؓ '' کے ساتھ ہی شائع کروا دو۔اس طرح تمام دنیا کے پڑھے لکھے طبقہ کو اور خصوصاً یورپ کی دونوں بڑی زبانوں یعنی جرمن اور انگریزی نیز برِصغیر کی ہمعصر زبانوں خصوصاً ہندی، پنجابی اور اردو لکھنے ،پڑھنے اور بولنے والوں کو اپنی خدادا دصلاحیات سے متعارف کرواؤ تا کہ دنیا بھر کے علم دوست افراد کو برملا یہ علم ہو جائے کہ حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور حضرت اماں ام مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت اقدس میں پلنے والے ہم جیسے بے آسرا بچے بھی ان بزرگ ہستیوں کی انتہائی شفقت و محبت اور بہترین تعلیم و تربیت کی بدولت آج علم و عرفان کی منازل کی انتہائی بلندیوں کو چُھو کر ببانگ عالم ان عنایات کا اظہار کررہے ہیں جو کہ ان مشفق و مہربان بزرگوں نے ہم سب کی تعلیم وتربیت کے لئے فرمائیں اور پھر سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت قمرالانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے تمہارے نام کی تبدیلی کے ساتھ تمہیں ''نسیم'' کے تخلص سے بھی نوازا تھا کہ جس کی اُس وقت تو ہمیں سمجھ نہ آئی کہ تمہارے نام کے ساتھ یہ تخلص کیوں رکھا گیا لیکن اب ہم انتہائی فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو تمہارے بارہ میں ضرور کوئی خاص علم دیا گیا تھا کہ جس کی بناء پر انہوں نے تمہارے لئے ''نسیم'' کے تخلص کو پسند فرمایا اور یہ امر بھی تمہارے اکرام کو بڑھاتا ہے۔ بہرحال تمہیں تمہارا نام۔تمہارا کام یعنی شعبہ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف نیز تمہارا شاعرانہ کلام مبارک ہو۔آمین

جیسا کہ ہمارے تمام احمدی بہن بھائیوں کو اس بات کا علم ہی ہے کہ ہم بھائی بہنوں سے قبل چند ایک دوسرے لوگوں نے بھی انہی معزز و محترم بزرگوں کی خدمت اقدس میں پرورش پائی تھی اور ان کی شفقت و محبت سے حصہ لیا لیکن آج تک کوئی بھی اس مقام تک نہیں پہنچ پایا کہ محض بطور شکریہ ہی کوئی چھوٹا سا تحسین آمیز مضمون لکھتا یعنی یہ چیز بھی ہمارے لئے بے حد باعث صد افتخار ہے کہ ہم خاکساران کو اس بات کی توفیق نصیب ہو رہی ہے کہ ہمارے مضامین سے ان مقدس بزرگوں کی پہلے سے بھی زیادہ بڑھ کر عزت و تکریم ہو رہی ہے بلکہ ایک لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ایک مرتبہ پھر ان کا نام نامی زبان زدِ خاص وعام پر آرہا ہے۔تم نے ''انوارِ بشیرؓ'' کے ساتھ ساتھ ''شان مامتا'' اور ''اللہ کا نیک بندہ'' زیر تحریر لا کر ان معزز و محترم بزرگوں کے نام کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی ایک نہایت ہی اچھی ترکیب نکالی ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں

بہترین جزائے خیر سے نوازے۔آمین

مجھے یاد ہے کہ جب تم نے ''انوارِ بشیر'' لکھنا شروع کی تھی تو ہماری والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نوراللہ مرقدہا اُس وقت کتنی خوش ہوئی تھیں کہ زہے نصیب جماعت عالیہ احمدیہ مسلمہ کے جید علمائے کرام کے ساتھ ساتھ میرے ہونہار اکلوتے بیٹے کو بھی ان مقدس بزرگوں کی سیرت وسوانح پر ایک کتاب لکھنے کی توفیق مل رہی ہے اور انہوں نے ہر طرح تمہاری راہنمائی کی تھی اور مجھے بھی اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ لکھنے کی ہدایت کی تھی اور یوں مجھے بھی توفیق ملی۔ فالحمدللہ

اسی طرح تمام خاندان حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت سرور سلطان جہان بیگم صاحبہ المعروف حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ نے بھی اس سلسلہ میں اول تا آخر تمہاری ہر طرح سے راہنمائی کی اور یہ تو تمہاری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ ان کے سب سے بڑے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد (ایم۔ایم۔احمد) صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے اپنے بڑھاپے کا خیال کئے بغیر انتہائی شفقت کا سلوک فرماتے ہوئے خود اپنے دست مبارک سے اس کی تصحیح فرمائی اور اس کا پیش لفظ بھی تحریر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ان سب کے درجات ہمیشہ بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔آمین

اب ان تمام بزرگوں کی عزت وحرمت تمہارے ہاتھ میں ہے کہ تمہارے کسی قول وفعل سے ان کے نام نامی وگرامی پر کوئی حرف نہ آئے کیونکہ اب وہ وقت آرہا ہے کہ جب تمام اہل دنیا اور خصوصاً ہم احمدی مسلمانوں کو جب کبھی بھی ان بزرگوں کے بارہ میں کسی حوالہ کی ضرورت ہوگی تو جب تک تم بقید حیات ہو وہ یقیناً تم سے ذاتی طور پر مل کر لیکن تمہارے گزر جانے کے بعد وہ تمہاری کتب سے اقتباس حاصل کئے بغیر تاریخ احمدیت کو مکمل نہ کرسکیں گے۔ ذرا غور سے سوچو کہ یہ کتنا اونچا مقام ہے کہ جو کسی راوی۔مصنف۔مؤلف اور شاعر کو ملتا ہے یعنی یہ ایک انتہائی ثواب کا کام ہے جو کہ تم نے دن رات کی انتہائی انتھک محنت سے سرانجام دیا ہے اور ابھی اِس راہ میں مزید سرگرداں ہو۔اس لئے میں کہتی ہوں کہ مجھے تم پر بجا طور پر فخر ہے اور یقیناً یہی ثواب کا کام تمہارے نام کو تمہارے کام کے ساتھ اہل اسلام واحمدیت میں

انشاءاللہ تعالیٰ تا قیامت زندہ رکھے گا۔

میری ایک بات کو خاص طور پر تم اپنے ذہن نشین رکھنا کہ جب بھی تم کوئی دعا کرو تو سب سے پہلے سیدنا آنحضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے ﷺ اور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیز حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ساتھ تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھا کرو۔ پھر ان تمام معزز و محترم ہستیوں کے بعد اپنے والد محترم چوہدری محمد اسمٰعیل سندھو صاحب اور والدہ محترمہ احمد بی بی سندھو صاحبہ کے ساتھ ساتھ اپنے تمام بھائی بہنوں نیز اپنے تمام خاندان کو بھی اپنی تمام دعاؤں میں شامل کر لیا کرو۔ خصوصاً جماعت عالیہ احمدیہ کو اس وقت دعاؤں کی خاص ضرورت ہے۔ دعائیں ہمیشہ دلجمعی اور تضرع کے ساتھ کیا کرو۔

مجھے یہ خوب علم ہے کہ تم نے میرے تحفۃً دیئے ہوئے قرآن مجید کی تفسیر صغیر کے نسخہ کی سینکڑوں آیات کریمہ پر نشانات لگا رکھے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر میں حیران رہ گئی تھی کہ یہ پیاری اور دلنشین عادت تمہیں کس نے ڈالی۔ مجھے خوشی ہے کہ میرا اکلوتا بھائی ایسا سعید الفطرت نکلا کہ قرآن مجید کی کم و بیش ہر آیت کو ہی بہت غور سے پڑھنے کے بعد ان کے مطالب اور معنی پر انتہائی سنجیدگی اور نہایت ہی دلجمعی کے ساتھ غور و خوض بھی کرتا رہتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا یہ تحفہ تمہارے ساتھ ساتھ یقیناً رب العالمین کو بھی ضرور پسند آیا ہوگا کیونکہ وہ ہی اس کتاب الفرقان کا خالق اور ہمیں اس میں ڈھکے چھپے مطالب اور تفسیر حقیقی سمجھانے والا ہے۔ اسی طرح اپنی کتب کی اشاعت اور ان کی مقبولیت کے لئے بھی خصوصاً بہت دعا کیا کرو۔ خدا کرے کہ تمہاری تمام نیک خواہشات تمہاری زندگی میں ہی پوری ہو کر تمہارے لئے باعث تسکین بن جائیں۔ آمین

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مجھے یاد آیا کہ میں یہاں ایک انتہائی ضروری بات لکھنے سے رہ گئی تھی کہ تم اپنی ان کتب کو کبھی بھی اپنا ذریعہ معاش نہ سمجھ لینا بلکہ جماعت عالیہ احمدیہ مسلمہ کو تحفۃً پیش کر دیا کرو تا کہ جماعت تمہاری تمام کُتب کو

اِس وقت چھاپ کراور بعد میں بھی ہزاروں لاکھوں برس تک چھپوا کربیچتی رہےاور یوں تا قیامت جماعت کی مالی اعانت ہوتی رہے۔پس یہی اِس وقت کا اور بعد میں آنے والے وقت کا بھی سب سے بڑااوراحسن جہاد ہےاوراس خدمت سے انشاءاللہ تعالیٰ تمہیں بھی تا قیامت ثواب ملتا رہے گا۔

اب میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی جناب میں دست بستہ یہ دعا کرتی ہوں کہ وہ تمہیں جماعت کی اعلیٰ ترین خدمات بجالانے کی پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کرتوفیق عطاءفرماتا چلاجائے اور یہ بھی کہ ''تاریخ احمدیت'' میں تمہارانام بطور مؤلف ''انوارِبشیر'' اوربطورشاعر ''بادِنسیم'' اور ''نسیم سحر'' نیزبطورمصنف ''قرآنی خزائن'' اپنے قلمی جہاد کی بدولت تاابد زندہ وسلامت رہےاورآسمان احمدیت واسلام پرہمیشہ آج سورج اورکل چاندپھر پرسوں ستاروں نیزاترسوں کہکشاں کی مانند چمکتا دمکتا رہےاور پھر یہی نہیں بلکہ جماعت عالیہ احمدیہ کی مالی اعانت کا اعزاز بروزآخرت تمہاری شفاعت کا باعث بھی بن جائےاورہم سب کے لئے بھی ہمیشہ باعث عزت وبرکت وثواب بنتا چلاجائے۔آمین اللھم آمین

فقط والسلام

تمہاری باجی بیدی

پروفیسرزبیدہ نسیم ازفرینکفرٹ۔جرمنی

یکم جنوری ۲۰۰۴ء

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ اَللّٰہُ

وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَّسُوْلُ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اَللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنتساب

مکرمی ومحترمی ومعظمی قارئین گرامی!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

مؤدبانہ عرض ہے کہ دنیا کا ہر شخص اپنی کتب کو کسی نہ کسی پسندیدہ شخص یا اپنی محبوب ہستی کے نام نامی سے منسوب کرنا پسند کرتا ہے کہ جیسے خاکسار نے اپنی پہلی دونوں کتب کو حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور اپنی مونہہ بولی والدہ صاحبہ محترمہ حضرت سرور سلطان جہان بیگم صاحبہ المعروف ام مظفر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنی والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نور اللہ مرقدہا کے نام نامی سے منسوب کیا تھا لیکن اب اس مرتبہ یہ خاکسار اپنی اس نئی کتاب کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری اولاد کے نام نامی سے منسوب کررہا ہے۔ میرے بچوں کے نام بالترتیب:-

Deutsch-جرمن	Urdu-اردو
Daniel Masood Naseem	ڈانئیل مسعود نسیم
Tobias Anis Naseem	ٹوبیاز انیس نسیم
Maira Christin Naseem	مائرا کرسٹین نسیم

لیکن اس انتساب کے باوجود بھی میں یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ میرے کلام میں اگر کسی جگہ میرے اپنے بچے مخاطب ہیں تو ان کے ساتھ ساتھ ہم سب احمدیوں کے تمام بچے بھی مخاطب ہیں اور اسی طرح جیسے کہ ''احمدی بچہ'' کے اشعار میں میں نے اگر بالواسطہ یا بلا واسطہ کہیں اپنے آپ کو بھی مخاطب کیا ہے تو وہاں دراصل ہر سچے احمدی اور پکے مسلمان کے اپنے دل کی دھڑکن میں رچی بسی آرزوئیں اور تمنائیں نیز خواہشیں ہی ہیں۔

اسی طرح اگر میرے اشعار میں کہیں میرے مخاطب میرے اپنے والدین ہیں تو دراصل وہاں ہم سب احمدی بہن بھائیوں کے ماں باپ بھی مخاطب ہیں۔ بہرحال تمام احمدی بھائی بھائی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرتے ہوئے ہمیں یہ یاددلاتا ہے کہ دنیا کے تمام لوگ میری ایک ہی امت کے افراد ہیں۔ فرمایا:-

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً زصلے **وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ** ٥ (الانبیأ ۲۱: آیت ۹۲) یقیناً تم سب انسانوں کے مختلف خاندانوں کا تعلق درحقیقت ایک ہی انسانی امت سے ہے کیونکہ میں ہی تمہارا پیدا کرنے والا ہوں- پس ! تم میری ہی عبادت بجالاؤ۔

پھر فرمایا کہ نہ صرف تم سب کا تعلق ایک ہی امت سے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھ کر انتہائی قریبی تعلق ہے کیونکہ تمام مؤمنین تو ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں:-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخوَةٌ فَاصلِحُوا بَینَ اَخوَیکُم وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُم تُرحَمُونَ ٥ (الحجرات ۴۹: آیت ۱۰) یعنی مؤمنین کا رشتہ آپس میں بھائی بھائی (عورتوں کے لئے بہن بہن) کا ہے۔ پس! تم آپس میں جھگڑا کرنے والے دو بھائیوں (بہنوں) کے درمیان صلح کروادیا کرو اور پھر تم سب اللہ کا تقویٰ بھی اختیار کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اسی طرح مزید فرمایا کہ:-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص **وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاۗءً فَاَلَّفَ بَيْنَ**

قُلُوبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ (آل عمران ۳ : آیت ۱۰۳) اورتم سب اللہ کی اس رسی یعنی اسلام کوخوب اچھی طرح مظبوطی سے پکڑلواوراس معاملہ میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف مت کرواور پھرتم اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت کوبھی تو یاد کرو کہ اسلام لانے سے سے پہلے تم سب ایک دوسرے کے دشمن تھے لیکن اس نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے الفت پیدا کر کے تمہیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا جبکہ اس سے پہلے تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے لیکن اس طرح اس نے تمہیں اس میں گرنے سے بچالیا۔پس! اس طرح اللہ اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ شائید تم اسی طرح ہدایت پا جاؤ۔

تمام مؤمنین نہ صرف زمین پر بھائی بھائی ہیں بلکہ عرش معلیٰ پر یعنی بہشت کی جنت الفردوس میں بھی بھائی بھائی بن کر رہیں گے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ (الحجر ۱۵ : آیت۴۷) اورہم ان کے سینوں میں سے ایک دوسرے کے خلاف ہر قسم کی کدورت کونکال دیں گے اور پھر وہ جنت میں بھی شاہی تختوں پر بھائی بھائی بن کرایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

پس! انہی تمام آیات کریمہ کی روشنی میں خاکسار نے اپنے اشعار کے ذریعہ دنیا بھر کے عوام کواسلام واحمدیت کی صداقت کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے۔خدا سے دعا ہے کہ وہ خاکسار کے ان اشعار کو دنیا بھر کے بھٹکے ہوئے انسانوں کی اصلاح کا موجب بنادے۔آمین۔والسلام

خاکسار

مقصود احمد نسیم

خلوص دل

خُدا کا نام لے کر جو شُروع ہو تو وہی آغاز بہتر ہے
خشوع سے ہو ادا جب بھی وہی نماز بہتر ہے ۱

خدا کی راہ میں زادِ سفر دِن رات کی عبادت ہے
پھر اُس کا نام لے کر جو چلو تو وہی پرواز بہتر ہے ۲

جو تیرے دِل کے رازوں کو چُھپا لے اپنے سینے میں
تو لاکھوں ہمنواؤں سے وہی ہمراز بہتر ہے ۳

نشیمن میں پناہ دے دے لگا لے اپنے سینے سے
وہی غمخوار بہتر ہے وہی دمساز بہتر ہے ۴

لُٹا دے جو محبت میں کسی پر جان بھی اپنی
ہاں بزدل دوستوں سے تو وہی جانباز بہتر ہے ۵

وہ جس کی ہو عبادت اوڑھنا ریاضت کا بِچھونا ہو
وہ جیسے بھی کھڑا ہو تو وہی انداز بہتر ہے ۶

میری اِس شاعری کا ہے یہی مقصود سمجھانا
ملے جو دِل کی تالوں سے وہی اِک ساز بہتر ہے ۷

سنی اُس کی زُبانی اے نسیم جب سے قرآں خوانی
کوئی قرأت نہیں بھاتی وہی آواز بہتر ہے ۸

ا:ا= بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (النمل ۲۷ : آیت ۳۰) یعنی: میں اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں جو کہ بے حد مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔اس آیت کریمہ کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے سیدنا آنخضرت محمدؐ مصطفٰے احمدؐ مجتبٰے ﷺ کے اقوال مبارکہ میں سے بھی چند ایک احادیث مبارکہ کو یہاں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سیدنا آنخضرت محمد مصطفٰے احمدؐ مجتبٰے ﷺ نے فرمایا:-" کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَا یُبْدَا فِیْهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَھُوَ اَقْطَعُ ہر وہ کام جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بغیر شروع کیا جاتا ہے وہ برکت سے خالی ہوتا ہے"۔(الجامع الصغیر للسیوطی حرف کاف)

ا:۲= ایک دوسری حدیث نبویؐ میں درج ہے کہ سیدنا آنخضرت ﷺ نے فرمایا:-" کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَا فِیْهِ بِالْحَمْدِ اَقْطَعُ اگر خدا تعالیٰ کی تعریف کے بغیر کوئی بھی اہم کام شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور ناقص ٹھہرتا ہے"۔(ابن ماجہ ابواب النکاح باب خطبة النکاح + ابو داؤد کتاب الادب باب الهدی فی الکلام)

ا:۳= اسی طرح ایک تیسری روایت میں تحریر ہے کہ سیدنا آنخضرت ﷺ نے فرمایا:-" کُلُّ کَلَامٍ لَا یُبْدَاُ فِیْهِ بِحَمْدِ اللهِ فَھُوَ اَجْزَمُ اگر کوئی گفتگو ،خدا تعالیٰ کی تعریف کے بغیر شروع کی جائے تو وہ برکت سے خالی اور بے اثر ہوتی ہے"۔(ابن ماجہ ابواب النکاح باب خطبة النکاح–ابو داؤد کتاب الادب باب

الھدی فی الکلام)

ا:۴= ﴿﴾ پس! خاکسار نے بھی اپنی اس کتاب کے سرورق کو آنحضرت ﷺ کی ہدایات مبارکہ کے عین مطابق قرآن مجید کے انہی مبارک کلمات یعنی ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' سے مزین کر کے اس کتاب کو شروع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے نیز اس طرح حدیث نبوی پر عمل کرنے کی سعادت کو بھی حاصل کرنے کی حقیر سی کوشش کی ہے اور خاکسار کی دعا ہے کہ ہمارے بعد آنے والے مؤلفین بھی ان پاکیزہ روایات پر عمل کرنے کی پابندی کرتے رہیں تا کہ اس مذکورہ بالا احادیث نبویہؐ پر عمل کرنے کی تلقین کے باعث خاکسار کو بھی ثواب ملتا رہے۔آمین

ا:۵= ﴿﴾ اس بارہ میں حضرت عمروؓ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:-''جو شخص میری سنتوں میں سے کسی بھی سنت کو اس طرح زندہ کرے گا کہ لوگ اس پر عمل کرنے لگیں تو سنت کے زندہ کرنے والے شخص کو بھی عمل کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے کوئی بدعت ایجاد کی اور لوگوں نے اسے اپنا لیا تو اس شخص کو بھی ان بدعات پر عمل کرنے والوں کے گناہوں سے حصہ ملے گا اور ان بدعتی لوگوں کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی''۔ (ابن ماجه باب من احیا سنة قدامیت)

یعنی ان تمام دعاؤں کا ایک ہی مطلب ومقصد ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو ہر حال اور ہر جگہ پر اپنی خاص الخاص حفظ و امان میں رکھے۔پس! دعا کرنا ہم عاجز انسانوں کا کام اور ہماری دعاؤں کو سن کر انہیں شرف قبولیت بخشنا خدا تعالیٰ کا کام۔بہرحال یہاں مجھے ایک شعر یاد آ گیا:-

تُندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عُقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لئے (سید صادق حسین کاظمی)

پس! اسی لئے ہم ہر وقت اور ہر حال میں یعنی خوشی ہو یا غم۔دعاؤں میں مصروف رہتے ہیں تا کہ خدا ہماری سنے

اور پھر ہر مصیبت اور پریشانی کا ڈٹ کر مقابلہ بھی کرتے ہیں اور یونہی ہتھیار ڈال کر نہیں بیٹھ جاتے یعنی ہم خدا پر بھروسہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ ضرور ہماری مدد فرمائے گا یعنی:-

ہمت مرداں مدد خدا

۳ = ہمراز = یعنی خدائے واحد لاشریک جو کہ ہمارے دل کا اندرونی حال جانتا ہے اور ان دماغی خیالات کو بھی کہ جن کا ہم اظہار تو کیا کسی دوسرے کو ایک ذرا سے اشارے کنائے سے بھی علم نہیں ہونے دیتے۔ فرمایا:-

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَيُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (الانعام۶ : آیت ۱۰۳) یعنی ہماری نظریں اس خدا کو نہیں دیکھ سکتیں جب تک کہ وہ از خود اپنا دیدار نہ کروائے لیکن اس کے باوجود وہ ہماری نظر اور دل نیز دماغ کے تمام پوشیدہ بھید جانتا ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا کہ جب تم دو افراد کہیں چھپ کر یا کھلم کھلا کسی جگہ آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے ہو تو وہاں ایک تیسرا یعنی میں خود بھی وہیں موجود ہوتا ہوں۔ پس! راز داری یہی ہے کہ میں تمہاری اچھی یا بری تمام گفتگو سن کر بھی کسی دوسرے سے بیان نہیں کرتا لہٰذا تم لوگ بھی اسی سنت پر عمل کرو اور کسی ایک کا راز کسی دوسرے پر ظاہر نہ کیا کرو۔

۴ = جرمن قوم اور بقیہ مغربی اقوام بھی کہ جنہوں نے زبان اور رنگ ونسل کے امتیاز کو بالائے طاق رکھ کر نہ صرف ہمیں اپنے یہاں پناہ دی بلکہ ضروریات زندگی کی تمام اشیاء بھی مہیا کیں یعنی اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر ہمیں اپنے سینہ سے لگا لیا لہٰذا ان تمام اقوام کا شکریہ ادا کرنا ہمارا سب سے اولین فرض ہے۔ ان تمام اقوام کا بہت بہت شکریہ۔

۶ = انداز = یعنی صف بستہ نمازی۔

۸ = قرأت یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اسے بہترین طریق سے اور دلنشین ترنم کے ساتھ پڑھنا۔

خُدا

وہ یہاں بھی اور وہاں بھی ہے
وہ تو سامنے بھی اور نِہاں بھی ہے ۱

وہ ہوا بھی اور مکاں بھی ہے
وہ لمس بھی اور گُماں بھی ہے ۲

وہ نظر نہ آئے جہاں بھی ہے
وہ قریب تر رگِ جاں بھی ہے ۳

وہ حیاتِ روحِ جاوداں بھی ہے
الہام کرنے والا اور بے زباں بھی ہے ۴

وہ یہ زمین بھی اور وہ زماں بھی ہے
مالک ہے کائنات کا سارا جہاں بھی ہے ۵

جھرنا رُکا ہوُا کہیں چشمہ رواں بھی ہے
وہ ذات میں اکیلا اور کارواں بھی ہے ۶

جھرمٹ ستاروں کا اور ہزار کہکشاں بھی ہے
یعنی رُبابِ وقت اور دورِ رواں بھی ہے ۷

وہ جنت و جہنُم کے درمیاں بھی ہے
یعنی وہ آگ بھی اور اُس کی اماں بھی ہے ۸

وہ موسمِ بہار گرما خزاں بھی ہے
چندا کی چاندنی سا اک سائباں بھی ہے ۹

وہ ہے بزرگ بوڑھا لیکن جواں بھی ہے
وہ ذات ہے پیاسی اور خود کُنواں بھی ہے ۱۰

گزرا ہوُا زمانہ اور یہ سماں بھی ہے
وہ ہے کھلی حقیقت اور داستاں بھی ہے ۱۱

ہیں روپ اُس کے لاکھوں اور ایک جاں بھی ہے
مذہب ہزاروں اُس کے اور مسلماں بھی ہے ۱۲

وہ خالقِ حقائق اور خُلقِ بیاں بھی ہے
فرقانِ آخری بھی یعنی قرآں بھی ہے ۱۳

وہ دوست ہے ہمارا اور فرمانرواں بھی ہے
وہ ہے خُدا ہمارا اور مہرباں بھی ہے ۱۴

۱ = ﴿ قرآن مجید کی چند آیات کا منظوم ترجمہ بصورت حمد و ثناء۔ میرا دل تو چاہتا ہے کہ میں یہاں ہر ایک شعر کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی متعلقہ آیات کریمہ بھی لکھتا چلا جاؤں لیکن پھر اس کتاب کی طوالت کے خوف سے کم سے کم آیات لکھ رہا ہوں اور جو آیات میں نے نہیں لکھیں وہ بھی صرف یہ سوچ کر کہ شاید اسی طرح آپ کے دل میں میرے اشعار کو پڑھ کر قرآن شریف کی وہ آیات جو یہاں زیر تحریر نہیں آئیں انہیں ڈھونڈنے کا شوق پیدا ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ مجھے میرا مقصد مل گیا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

۱:۳ = ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَاتُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ج صلے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ (ق ۵۰: آیت ۱۶) اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے لیکن جو وسوسے بھی اس کا نفس پیدا کرتا رہتا ہے ہم ان سے بھی خوب واقف ہیں کیونکہ ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

۲:۳ = ﴿ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَيُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (الانعام ۶: آیت ۱۰۳) یعنی ہماری نظریں اس خدا کو نہیں دیکھ سکتیں جب تک کہ وہ از خود ہمیں اپنا دیدار نہ کروائے لیکن ہمیں نظر نہ آنے کے باوجود بھی وہ ہماری نظر اور دل نیز دماغ کے تمام پوشیدہ بھید جانتا ہے۔

۸ = ﴿ آگ اور اُس کی اماں = یہ مثال حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی حیات طیبہ سے میں نے لی ہے کہ جن پر اُن کے دشمنوں کی بھڑکائی ہوئی آگ ٹھنڈی کر دی گئی تھی اور اِس طرح وہ اُس دہکتی ہوئی آگ میں زندہ جل جانے سے محفوظ رہے اور پھر یہ وہی آگ بھی ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر دیکھی تھی یعنی اُس آگ میں بھی خُدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت موجود ہے نیز جہنم کی آگ کا ذکر تو قرآن مجید کی مختلف آیات میں بھی موجود ہے لیکن اگر خدا چاہے تو اپنے

کسی بھی منظورِ نظر پر ہر قسم کی آگ ٹھنڈی کر سکتا ہے۔ اُسے اپنی امان میں لے سکتا ہے یعنی اُسے بخش سکتا ہے۔ فرمایا:-

اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآ ءُ ج وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا O (النسآء ۴: آیت ۴۸) یعنی اللہ اس بات کو ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ کسی چیز کو بھی اُس کا شریک قرار دیا جائے لیکن بقیہ ہر قسم کا گناہ جو کہ اس گناہ عظیم سے ادنیٰ درجہ کا ہوگا تو وہ اپنی مرضی سے جس گناہگار کو معاف کرنا چاہے تو اُسے معاف کردے گا۔ پس! جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو جان لو کہ اس نے خدا تعالیٰ پر ایک بہت ہی بڑا جھوٹا اور ناقابلِ معافی الزام تراشہ۔

۱۰:۱= پہلا مصرعہ= ایک عام انسان ساٹھ ستر سال کی عمر پا کر بوڑھا ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو ہم اس کی عبادات کی بناء پر بزرگ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی ہستی جو کہ لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں کھربوں سال سے موجود ہے اور موجود رہے گی۔ ایسی ہستی کو نعوذ باللہ ہم ایک بوڑھا بزرگ کہہ تو سکتے ہیں لیکن اتنی لمبی عمر پانے کے باوجود بھی وہ بوڑھا نہیں ہوا جبکہ وہ از خود ہی یہ فرماتا ہے کہ ''نہ مجھے اونگھ آتی ہے اور نہ ہی مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے'' پھر ایک اور جگہ فرمایا کہ ''زمین و آسمان بناتے وقت وہ ذرا سا بھی نہیں تھکا'' جبکہ بوڑھے ذرا سا بھی کام کرنے کے بعد تھک جاتے ہیں اسی طرح ایک اور جگہ مزید فرمایا کہ '' میں ہمیشہ سے ہوں اور ہمیشہ تک رہوں گا'' یعنی اتنی زیادہ لمبی عمر پانے کے باوجود یعنی بوڑھا ہو جانے کے باوجود بھی خدا تعالیٰ درحقیقت جوانوں سے زیادہ جوان تھا جوان ہے اور جوان رہے گا۔

۱۰:۲= دوسرا مصرعہ= اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے مختلف مقامات پر یہ فرماتا ہے کہ ''میں دنیا کو بنانے یا بگاڑنے پر قادر ہوں اور جسے چاہے بن مانگے دینے والا ہوں بلکہ ان سے چھین بھی سکتا ہوں نیز میں نے جن اور انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے''۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی مخلوقات اس عالم ارض وسماٗ یعنی کائنات میں موجود ہیں اور جو بھی مخلوق اس تمام کائنات میں موجود ہے وہ بھی حمد باری تعالیٰ میں ہی مصروف ہے-فرمایا:-

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ط کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ م بِمَا یَفْعَلُوْنَ O (النور ۲۴ : آیت ۴۱) اے انسان! کیا تُو نہیں دیکھتا کہ

اللہ ایک ایسی برگزیدہ ہستی ہے کہ زمین وآسمان اوران کے درمیان یعنی کل کائنات میں بسنے والی ہر قسم کی مخلوق اس کی تسبیح کرتی رہتی ہے اور پرندے بھی صف باندھے اس کے حضور حاضر رہتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی پیدائش کا مقصد جانتے ہوئے اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے کیونکہ انہیں اس بات کا خوب علم ہے کہ جو کچھ بھی وہ جن و انسان اور چرند پرند نیز تمام مخلوقات اچھے یا بُرے اعمال بجالاتے ہیں تو اللہ ان سب کے تمام اعمال کو خوب جانتا ہے۔

اور یہی اس مصرع کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ایک پیاسے کے لئے میٹھے پانی سے بھرے ہوئے ایک ایسے کنویں کی مانند ہے کہ جو بھی چاہے اس میں سے پانی پی لے اور اگر چاہے تو اپنی آل اولاد بلکہ اپنے کھیت کو بھی سیراب کر لے لیکن یہ وہ کنواں بھی ثابت ہوسکتا ہے کہ جو مشرک گناہگاروں کے لئے ایک سوکھا ہوٗا یعنی خشک کنواں بھی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی یہ ذکر ہو چکا ہے کہ ’’میں سب گناہوں کو بخش دینے پر قادر ہوں لیکن شرکیہ گناہوں کو نہیں بخشوں گا‘‘۔ پس اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ ہم گناہوں سے بچیں اور صرف اسی کی عبادت کریں یعنی وہ ذات صرف اس چیز کی پیاسی ہے کہ ہم گناہوں سے بچیں لیکن یہاں ایک اور نکتہ بھی انتہائی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معزز ومحترم ہستی ایک ایسی پیاسی ہستی ہے کہ جو پیاسا ہونے کے باوجود ہماری عبادات کی پیاسی یعنی محتاج نہیں اسی لئے انہی الفاظات کے ساتھ دونوں اقسام کے کنوؤں کا بھی ذکر موجود ہے تا کہ سمجھنے والے سمجھ جائیں۔

۱۳:۱= ۞ اِنَّا جَعَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِىۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ لَدَيۡنَا لَعَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ۝ (زخرف ۴۳ : آیات ۳-۴) یعنی ہم نے اپنی اس کتاب قرآن کو عربی زبان میں اس لئے بنایا تا کہ تم اسے باآسانی سمجھ کر عقل سے کام لو لیکن اس کتاب کی قدرومنزلت اور بلند و بالا شان یہ ہے کہ یہ علم وحکمت کی ہدایات سے بھرپور ہونے کی بدولت تمام کتابوں کی ماں بھی ہے۔

۱۳:۲= ۞ لَا يُسۡـئَلُ عَمَّا يَفۡعَلُ وَهُمۡ يُسۡـئَلُوۡنَ ۝ (الانبیاء ۲۱ : آیت ۲۳) یعنی جو کچھ بھی وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کرتا ہے اس کے لئے وہ کسی بھی شخص یا چیز کے سامنے جواب دہ نہیں لیکن بقیہ سب کچھ یعنی زمین وآسمان اور تمام

مخلوقات بہرحال اس کے سامنے جواب دہ ہیں۔

تیری شان

بہت پاک ہے تیرا ہر ایک نام
بہت پیارے پیارے تیرے سارے کام ۱

نہ تجھ سا ہُوا ہے نہ تجھ سا ملے گا
تیرا نام جپتا ہوں ہر ایک گام ۲

فلک سے بھی زیادہ بُلند تیری شان
عِبادت کروں میں تیری صبح و شام ۳

بہت ہی معزز تیرا ہر صحیفہ
یہ قرآں کا سچا سناؤں پیام ۴

محمدؐ نے دکھلائی اِک راہ سیدھی
علیک الصلوٰۃ و علیک السلام ۵

مسیحاؑ کے صدقے بنا سچا مسلم
غلام محمدؐ پہ لاکھوں سلام ۶

تیرا نام روشن کروں گا زماں میں
تیرا نام پھیلاؤں گا میں دوام ۷

تیرا فضل جب بھی ہؤا ساتھ میرے
بگڑتے بنے ہیں سبھی میرے کام ۸

تیرا شکریہ اور بہت مہربانی
تیرے در پہ جھکتا ہوں میں اب مدام ۹

۱ = ۞ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بہت سے اسمائے گرامی ہیں۔ان کی تفصیل کے لئے خاکسار کی کتاب ''قرآنی خزائن'' ملاحظہ فرمائیں۔

۲ = ۞ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

۴ = ۞ کتاب نوح۔صحف ابراہیمی۔تورات۔زبور۔انجیل۔قرآن مجید۔

۶ = ۞ مسیحا= سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۷:۱ = ۞ تیرا نام پھیلاؤں گا میں دوام یعنی ہمیشہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام بھی ہے کہ

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بادِ نسیم

اے میرے محسن میرے پیارے میرے رب الکریم
میں تیرا عاجز بشر ہوں تُو ہے رحمٰن و رحیم ۱

اشرف المخلوق سارے انساں تیرے بن گئے
تُو نے بخشی جب اِنہیں حد سے سِوا عقلِ سلیم ۲

تیری رَحمت تیرے فضلوں کا نہیں کوئی شمار
تُو شفاء دیتا ہے سب کو اپنی حکمت سے حکیم ۳

ہے جہنم گرم منکر آدمی کے واسطے
ایک دن پکڑے گا بالآخر عذاب اُن کو عظیم ۴

بخش دے گا اُس کو بھی جس نے پکارا ایک بار
رحم کر اپنا کہ تو ہے حلم سے بڑھ کر حلیم ۵

جو اُٹھائے گا قدم دوڑے گا تُو اُس کی طرف
وہ مزہ لے گا کرم کا ذہن ہے جس کا فہیم ۶

ہے تیرا وعدہ کہ دوں گا ایک فِردوسِ بریں
پائے گا وہ جو چلے گا بَر صراطِ مستقیم ۷

ہر طرف باغ و بہار جنت نشیں کے واسطے
چل رہی ہے جنت الفردوس میں بادِ نسیم ۸

۵ = ﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر وقت اور ہر جگہ کی جانے والی دعاؤں کو سنتا ہے۔

۶ = ﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے گناہ گار بندوں کی پکار کو سننے کے لئے دوڑ کر آتا ہے۔

۷ = ﴾ بَر صِراطِ مُستقیم = یعنی گناہوں سے پاک وصاف صحیح اور سیدھے راستہ پر چلنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

۸ = ﴾ باغ و بہار = جنت الفردوس میں سرسبز وشاداب باغ باغیچے اور صاف وشفاف چشمے اور خوبصورت پہاڑوں کے دامن میں شہد اور دودھ سے لبالب بھری بہتی ہوئی ندیاں ہوں گی یعنی دودھ ملائی (بالائی) دہی مکھن۔ کھویا اور پنیر وغیرہ کی فراوانی ہوگی اور ان میں مٹھاس کی جگہ شہد استعمال کیا جائے گا نیز جنت میں خوشگوار عطر بیز مسحور کُن ہوائیں چلتی رہیں گی جیسا کہ عموماً موسم بہار میں مختلف پھولوں کی بہتات کی بناء پر ہوتا ہے اور پھر موسم گرما کی صبح صبح چلنے والی ان ہواؤں میں ایک ہلکی سی خنکی بھی ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے تمام دن اور رات کو پڑنے والی گرمی سے تنگ آیا ہوا بے خواب شخص بھی خواب خرگوش میں مست ہو جاتا ہے۔

پس! جنت الفردوس کی پاکیزہ خوشبو سے مشکبور انہی معطر اور پاکیزہ ہواؤں کو پہلے میں نے ''بادِنسیم'' کا نام دیا ہے اور پھر

اس کے بعدانہی پاکیزہ اور معطر ہواؤں کی مسحور کن خوشبو کے رنگ میں رنگین ہوکر اپنی اس کتاب کو بھی یہی پاکیزہ سانام دیاہے تاکہ اس کتاب میں بھی اس پاکیزہ نام اور پاکیزہ مقام کی بدولت برکت پیدا ہو۔آمین

دِین اِیمان

اول حمد خُدا دِی کریئے تے فیر پڑھیئے قرآن
ایس توں بعد درود نُوں جپیئے ایہہ وے دِین اِیمان ۱

مزہ تلاوت دا جے لینا سِکھ لؤ عرب زبان
ترجمے اُتے غور وِی کرنا ایہہ وے کم مہان ۲

فرض نمازاں نفلاں دے نال سُنتاں پڑھنا دان
کلمہ پڑھنا روزے رکھنا مُسلم دِی اے شان ۳

مسیحؑ تے مہدیؑ دو نئیں یارو ہووہ نہ پریشان
قرآن شریف نُوں غور نال سمجھو فیر اے کم آسان ۴

حمدوثناء دے گانے گاؤ بن جاؤ نعتیہ خوان
تبلیغ سبھی نوں کردے جاؤ فقراء ہووَن یا سلطان ۵

اپنی مَیں توں باز آجاؤ مارو اندر دا شیطان
اللہ دے وعید نے وعدے تُساں آپے کیتے عہد پیمان ۶

نیکی دے کم کردے جاؤ کڈو دل دے سب ارمان
نسیما تیریاں گلاں چنگیاں میں ہوجاواں قربان ۷

۲ = ❁ مہان یعنی یہ سب سے زیادہ مشکل لیکن اہم ترین کام ہے۔

۳ = ❁ دان یعنی صدقہ وخیرات ۔فرض نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل اور سنت نمازیں بھی پڑھنا ثواب للہ کومزید کمانے کا بہترین ذریعہ ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی جناب سے دان لینے کا ایک نہایت ہی پیارا طریق ہے۔

۱:۶ = ❁ خدا تعالیٰ کے وعید وعدے یہ ہیں کہ اگر تم راہ راست پر چلو گے تو جنت ملے گی لیکن اگر صراط مستقیم سے بھٹکے تو جہنم ہی تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔

۲:۶ = ❁ عہد و پیمان یعنی وہ عہد و پیمان جو کہ ہم نے از خود اللہ تعالیٰ سے باندھے ہیں۔ یہاں مجھے حضرت مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے چند ایک بہت ہی پیارے عہد یاد آ گئے کہ جن میں سے صرف ایک ہی عہد کی مثال پیش خدمت کرتا ہوں جو کہ حضور نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا تھا۔

عہد انصار اللہ احمدیہ

(۴۰ سال سے اوپر بزرگ حضرات کے لئے تادم حیات)

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مظبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاٗ اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدو جہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ ان شاٗ اللہ تعالیٰ

یہاں خاکسار صرف بغرض دعا یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ خاکسار کو مجلس انصار اللہ احمدیہ کے عہد کا اردو اور عربی متن سے جرمن زبان میں سب سے پہلے ترجمہ کرنے کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی۔ یہ چونکہ ایک تاریخی حقیقت ہے اس لئے کبھی نہ کبھی اس کا ذکر انشاء اللہ تاریخ احمدیت میں ضرور ہوگا۔ بہرحال اس کی تفصیل یہ ہے کہ:-
۱۹۹۲ء میں مجھے اپنی زندگی کے ۳۹ برس مکمل ہو جانے پر اپنے بڑھاپے کا خیال آنے لگا اور میں نے اس وقت کے صدر صاحب مجلس انصار اللہ جرمنی مکرم عبد الغفور بھٹی صاحب سے خط و کتابت اور بذریعہ فون گفت و شنید شروع کردی پھر اگست ۱۹۹۳ء میں خاکسار نے اپنی عمر کے چالیس برس مکمل ہونے پر مجلس انصار اللہ جرمنی میں شمولیت اختیار کی اور پھر جماعت کے قاعدہ وقوانین کی رُو سے یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو اس کا باقاعدہ ممبر بن گیا۔ جبکہ ۱۹۹۳ء کے آغاز سے ہی

خاکسار کی درخواست پر مجلس انصاراللہ جرمنی کے صدر مکرم عبدالغفور بھٹی صاحب کی مہربانی سے مجلس انصاراللہ جرمنی کی مختلف خدمات سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہونا شروع ہوگئی تھی مثلاً مجلس انصاراللہ جرمنی کے سالانہ اجتماعات کے مواقع پر بطور ناظم اردو۔ جرمن۔اردو ترجمان۔ اجتماعات اور اجلاسات کے مواقع پر قرآن مجید کا جرمن ترجمہ پیش کرنا نیز مجلس انصاراللہ جرمنی کے سہ ماہی رسالہ ''الناصر'' کی کتابت اور پھر کئی سال تک سالانہ اجتماع کے پروگرام کو اردو نیز جرمن زبانوں میں تیار کرنا وغیرہ۔

لہٰذا اب اس مختصر سی تمہید کے بعد میں یہاں تاریخ احمدیت کا ایک نہایت ہی اہم باب بھی بیان کرتا چلوں کہ مؤرخہ ۱۰ر جون ۱۹۹۵ء کو جب جرمنی کے شہر نِیڈا NIDDA میں مجلس انصاراللہ احمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع منعقد ہؤا تو تب مجھے شدت سے یہ احساس ہؤا کہ جب ہم سب انصار بھائی انصاراللہ کا عہد عربی اور اردو زبان میں پڑھتے ہیں تو جماعت احمدیہ میں نئے شامل ہونے والے جرمن یا پھر دوسرے غیر ممالک سے تعلق رکھنے والے لیکن جرمنی میں آباد احباب بھی جو کہ اردو بالکل نہیں جانتے اور صرف جرمن زبان میں ہی گفتگو کرسکتے ہیں تو انہیں ہمارے ساتھ یہ عہد دُہرانے میں بہت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا ان کی اس مشکل کا صرف ایک ہی حل ہے کہ اپنے عہد انصاراللہ کے عربی متن کو تو ہر صورت میں برقرار رکھا جائے لیکن اس کے اردو متن کا جرمن زبان میں ترجمہ بے حد ضروری بلکہ ناگریز ہے۔

پس! اپنے ذہن میں اِس خیال کے آتے ہی خاکسار نے اُسی دن مکرم عبدالغفور بھٹی صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی سے اس انتہائی اہم معاملہ پر مشورہ کیا۔انہوں نے خاکسار کے مشورہ کو بہت پسند کیا اور فرمایا کہ ہاں واقعی ایسا ہو جائے تو بہت ہی بابرکت بات ہے۔یہ سنتے ہی خاکسار نے نہایت دلجمعی کے ساتھ عہد انصاراللہ کے عربی اردو متن کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا۔اسی دوران ایک اور مخلص احمدی دوست مکرم محمد اسمٰعیل نوری صاحب قادیانی نے بھی مجھے ایک لفظ Institution کی تصحیح کرنے کے لئے کہا تو میں نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہ لفظ بھی اپنے جرمن ترجمہ میں شامل کرلیا اور پھر اسے صدر مجلس انصاراللہ جرمنی مکرم عبدالغفور بھٹی صاحب کو دکھایا تو انہوں نے مجھے فوراً نیشنل امیر جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کو دکھا کر ان سے تحریری اجازت لینے کا حکم دیا۔ جناب نیشنل امیر جماعت جرمنی مکرم

عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب بھی یہ انمول تحریر دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور انتہائی مسرت سے بھرپور لہجہ میں فرمایا کہ کسی کو بھی آج تک ایسی باتوں کا خیال نہیں آیا لیکن تم ہم سب پر بازی لے گئے ہو۔ پس! دیر آید درست آید۔ تم نے تو آج ہماری ایک بہت بڑی مشکل آسان کر دی اور پھر خاکسار کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: -**جزاک اللہ**

اس کے بعد مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے خاکسار کے تحریر شدہ جرمن زبان کے متن کے ایک دو الفاظ کو اِدھر اُدھر کیا اور اسی کاغذ پر اپنے دستخط ثبت کرتے ہوئے فرمایا کہ صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی سے بھی دستخط کروا کر اسے اپنے پاس محفوظ کرلو اور پھر آج جب دوسرا اجلاس شروع ہو تو تم خود ہی اسے سب سے پہلے وہاں سٹیج پر کھڑے ہو کر پڑھنا اور پھر ہم سب تمہاری تقلید میں انشاء اللہ تعالیٰ اسے دوہرائیں گے اور پھر اس کے بعد یوں ہی ہوا کہ جماعت عالیہ احمدیہ کے اس احقر ترین خادم خاکسار مقصود احمد نسیم کو جماعت عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں مجلس انصاراللہ احمدیہ کے اس مقدس عہد کو جماعت عالیہ احمدیہ کے سٹیج پر کھڑے ہو کر سب سے پہلے عربی اور اردو نیز جرمن زبان میں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور تمام انصار بھائیوں نے اور جو بھی خدام یا اطفال وہاں موجود تھے ان سب نے بھی انتہائی خوشی اور مسرت کے جذبات سے لبریز ہو کر خاکسار کے ہمراہ وہی الفاظ دوہرائے۔**فالحمدللہ**

یہ ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے کہ اس کو بذریعہ تصاویر بھی محفوظ کر لیا گیا تھا۔ ان تمام تصاویر میں سے ایک تصویر ''تاریخ انصاراللہ جرمنی (جلد اول)'' کے صفحہ نمبر ۱۹ پر دیکھی جا سکتی ہے کہ جہاں سٹیج پر یہ خاکسار مجلس انصاراللہ کا مقصد عہد جرمن زبان میں پڑھ رہا ہے اور اجتماع میں شامل تمام احباب خاکسار کے سامنے صف در صف کھڑے اسے دوہرا رہے ہیں۔

اب خاکسار یہاں اس مقدس عہد کا وہ جرمن ترجمہ پیش خدمت کرتا ہے جو کہ حضرت سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور خلافت میں منظور کیا گیا تھا۔

اس عہد کا جرمن متن پیش خدمت ہے: -

GELÜBDE ANSARULLAH

Ash´haadu An Laa ilaaha illal Lahu Wahdahu Laa Shareeka Lahu Wa
Ash´haadu Anna Muhammadan Abdu Hu Wa Rasulu

Ash´haadu An Laa ilaaha illal Lahu Wahdahu Laa Shareeka Lahu Wa
Ash´haadu Anna Muhammadan Abdu Hu Wa Rasulu

Ash´haadu An Laa ilaaha illal Lahu Wahdahu Laa Shareeka Lahu Wa
Ash´haadu Anna Muhammadan Abdu Hu Wa Rasulu

Ich verspreche Feierlich, das ich bis zum ende meines Lebens danach
Bestreben werde, den Islaam **und** Ahmadiyyat zu festigen und zu verbreiten
sowie die Institution des Khalifats aufrecht zu erhalten.
Ebenfalls werde ich immer bereit sein die größten Opfer für diesen Zweck
zu erbringen. Überdies werde ich meine Kinder zur Treue für die Khalifate
Ahmadiyya erziehen.

IN SCHAA ALLAH

وہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا دور خلافت تھا اس لئے جب آپ کی خدمت میں اس رومن عربی
متن کی اطلاع پہنچی کہ ہمارے نئے جرمن احمدی احباب کو رومن عربی اور اس کے جرمن ترجمہ کو پڑھ کر دوہرانے میں
بہت سہولت مل گئی ہے تو آپ نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور یوں خاکسار نے بقیہ تمام عہد یعنی عہد خدام الاحمدیہ،

عہد لجنہ اماءُ اللہ اور عہد اطفال الاحمدیہ نیز عہد ناصرات الاحمدیہ بھی رومن عربی میں تبدیل کر کے پیش خدمت کر دئے کہ جو خُدا کے فضل سے آج تک مستعمل ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست۔ فالحمدلله۔

اب حضرت سیدنا امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دور خلافت میں اس مقدس عہد کے پہلے حصہ میں سے اردو اور جرمن دونوں زبانوں میں سے صرف اور صرف ایک لفظ ''اور یعنی **UND**'' کو نکال کر اسلام اور احمدیت کی بجائے اسلام احمدیت کر دیا گیا اور اس طرح سے حضرت سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور خاکسار کے کئے گئے جرمن زبان کے ترجمہ کے الفاظ میں صرف ایک لفظ کی کمی کی گئی لیکن بقیہ ۹ء۹۹٪ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا وہی تحریر شدہ اور خاکسار مقصود احمد نسیم کا رومن عربی اور بقیہ زبانوں میں تحریر شدہ وہی عہد ہے جو کہ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے یعنی:-

Ich verspreche Feierlich, das ich bis zum ende meines Lebens danach Bestreben werde, den Islaam Ahmadiyyat zu festigen und zu verbreiten sowie die Institution des Khalifats aufrecht zu erhalten.

Ebenfalls werde ich immer bereit sein die größten Opfer für diesen Zweck zu erbringen. Überdies werde ich meine Kinder zur Treue für die Khalifate Ahmadiyya erziehen.

بہر حال شکر الحمدللہ کہ اُس دن سے لے کر آج تک یہ عہد جرمن زبان میں مجلس انصاراللہ احمدیہ جرمنی، آسٹریا، سوئیٹزرلینڈ، لشٹن شٹائن اور اٹلی کے شمالی علاقہ سُڈ ٹِرول (جنوبی ٹِرول) کے ساتھ ساتھ بیلجیئم۔ فرانس کے صوبہ ایلساس۔ ہالینڈ اور دُنیا بھر میں جہاں کہیں بھی جرمن زبان بولی جاتی ہے یا یورپی زبانیں مثلاً انگریزی فرانسیسی

ہسپانوی اطالوی پرتگیزی ولندیزی روسی سوئس سویڈش نارویجن فنیش پولش یونانی البانوی زبانیں بولی جاتی ہیں وہاں وہاں یہ عہد لفظ بہ لفظ ہزاروں بار دوہرایا جاتا رہا ہے۔دوہرایا جارہا ہے اور دوہرایا جائے گا کیونکہ خوش قسمتی سے ان تمام زبانوں میں اس مقدس عہد کے تراجم میرے جرمن ترجمہ کو سامنے رکھ کر تیار کئے گئے ہیں۔فالحمدللہ۔اب اس سے زیادہ بڑھ کر خوش قسمتی اور کیا ہوگی۔ **سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم**

پس !اس طرح سے جماعت عالیہ احمدیہ مسلمہ کی مجلس انصاراللہ احمدیہ کا یہ مقدس عہد خاکسار کے لئے انتہائی عزت و برکت نیز ثواب کا باعث بنتا رہا ہے اور بن رہا ہے نیز آئندہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ تاقیامت بنتا چلا جائے گا۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔(آمین اللھم آمین)

بندگی

یہ ہے روحِ سجدہ میرے جسم کی
کہ ادب سے گردن میری جُھکی ۱

تیرا عشق ہے میری زندگی
تو قبول کر میری بندگی ۲

مجھے آتا جاتا کچھ نہیں
تُو ہی جانتا ہے میری سادگی ۳

تُو سکھا دے اپنی جناب سے
اور بنا دے انساں متقی ۴

تیرے در پہ جھکتا ہوں ہر جگہ
میری ہر دعا میں ہے عاجزی ۵

تُو محل سرا میں ہوں اجنبی
تُو بجھا دے میری تشنگی ۶

تُو خفا نہ ہو مجھ سے کبھی
منظور ہے تیری ہر خوشی ۷

مجھے چاہیئے اور کچھ نہیں
مجھے طلب ہے تیرے رحم کی ۸

میرے عجز سے ہے تُو بے نیاز
میری ہر صدا میں ہے بیکسی ۹

تُو جو چاہے تو مل جائے گی
اِسی زندگی میں آسودگی ۱۰

تُو دعا کو سنتا ہے ہر گھڑی
میری سن لے اِس التجا کو بھی ۱۱

مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے
تُو ہے شہنشاہ مجھے دے سبھی ۱۲

۴= ﴿ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا O (طٰهٰ ۲۰ : آیت ۱۱۴) اورتُو ہمیشہ یہ ہی عرض کرتا چلا جا کہ اے میرے پروردگار میرے علم کومزید بڑھتا چلا جا۔ آمین۔ مثل مشہور ہے کہ ''بوڑھے طوطے پڑھ نہیں سکتے'' یعنی وہ کوئی نیا سبق سیکھ کر بول نہیں سکتے لیکن اس کے برعکس یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ طوطا تو نہیں البتہ ہر انسان اپنے بچپن سے لے کر اپنی وفات تک بلا شک وشبہ روزانہ کچھ نہ کچھ یا کوئی نہ کوئی نیا سبق سیکھتا ہی چلا جاتا ہے۔

ہماری زُبان

تو ہی پالتا ہے زمیں آسماں کو
تو ہی رِزق دیتا ہے سارے جہاں کو ۱

تو ہی شکل دیتا ہے کل آسماں کو
تو ہی عقل دیتا ہے ہر بے زباں کو ۲

چھپانے سے چھپتا نہیں تیرے آگے
تو ہی جانتا ہے خیالِ نہاں کو ۳

کروں کیسے قصہ بیاں تیرے آگے
تو ہی جانتا ہے ہماری زباں کو ۴

ہمیں بھی ذرا اپنی رحمت سے دے دے
ہماری بھی سُن لے اب آہ و فغاں کو ۵

کرے گا مدد ایک دن میرے مؤلا
کرے گا تُو پُورا میرے ہر زیاں کو ۶

محبت سے لیتا ہوں میں نام تیرا
لگا دے تُو پھل اب میرے بوستاں کو ۷

بسا دے تُو گلشن کو خوشبو سے اپنی
اور جنت بنا دے اِس کون و مکاں کو ۸

مجھے دے کے موت تُو نے زندہ کیا ہے
نئ زندگی دی میرے جسم و جاں کو ۹

یہ دنیا نہیں جان سکتی نسیم
تُو ہی جانتا ہے ہمارے بیاں کو ۱۰

۱-۶ = ﴿﴾ قرآن مجید کی مزید چند آیات کا منظوم ترجمہ۔

۷-۱ = ﴿﴾ یعنی میں ہروقت **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم** کا وِرد کرتا رہتا ہوں۔

۷-۲ = ﴿﴾ بوستان یعنی پھل دار درختوں کا باغ۔ جب کبھی بھی کسی پھل دار درخت پر پھول کھلتے ہیں تو وہ اِلا ماشاءاللہ اس کے تنے پر نہیں بلکہ ہمیشہ اس درخت کی کسی نازک سی ڈالی پر ہی لگتے ہیں۔ پھر جب وہ شاخ خوبصورت خوشبودار پھولوں سے لد جاتی ہے تو تب وہی شاخ ان پھولوں کے بوجھ سے دب کر بحالت خوشی ورضا خدا تعالیٰ کے حضور نیچے جُھک کر آداب بجالاتی ہے یعنی حالت رکوع میں چلی جاتی ہے۔ اسی طرح جب اسی شاخ پر پھولوں کی جگہ پھل لگ جاتے ہیں تو تب وہی رکوع میں جھکی ہوئی نازک سی شاخ شکر کرتے ہوئے خدا کے حضور سجدہ میں گر جاتی ہے۔

لیکن اس کے باوجود بھی خدا تعالیٰ اسے اتنی مظبوطی اور قوت عطاء فرماتا ہے کہ وہی کمزور سی شاخ اپنے وزن سے بھی کئی گنا زیادہ وزنی پھل کے بوجھ کو اٹھائے رکھتی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ طوفانی ہواؤں اور جھکڑوں کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کرتی رہتی ہے۔ اس طرح اس کمزور اور نرم ونازک سی شاخ کی مظبوطی اپنے درخت کے لئے بھی ایک سہارا بن جاتی ہے اور اپنے مخملی نرم پتوں اور ریشمی رنگین خوشبودار پھولوں نیز لذیز پھل کی بدولت کسی بھی لکڑی فروش کے کلہاڑے یا آرے کی زد سے اپنے درخت کو محفوظ رکھتی ہے۔ اس طرح یہ شاخیں اپنے پھل دار درخت کے لئے باعثِ رحمت بن جاتی ہیں اور پھر ایسے درخت کی حفاظت کے سامان کئے جاتے ہیں اس کو بیماریوں سے بچانے کے لئے مختلف تراکیب کو بروئے کار لایا جاتا ہے تا کہ اس پھلدار شجر کی لمبی زندگی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کر کے اس سے تادیر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

پس! نرم و نازک سی اس شاخ کو یہ مظبوطی اس کے رکوع وسجود کی وجہ سے ہی ملتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چرند اور پرند۔ حیوان اور انسان ۔ جھاڑیاں اور درخت۔ دریا اور سمند۔ زمین اور پہاڑ ۔ چاند اور سورج نیز ستارے

اور کہکشاں حتیٰ کہ تمام آسمان بھی اس کی حمد وثناء اور تسبیح کرتے رہتے ہیں۔اسی لئے رکوع وسجود کرتے رہنے میں یعنی عبادات بجالاتے رہنے میں یعنی دعائیں کرتے رہنے میں ہی ہماری بہتری اور بھلائی نیز عافیت ہے۔فرمایا:-

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا O (بنی اسرائیل ۱۷ : آیت ۴۴) یعنی تمام آسمان اور زمین نیز جو کچھ بھی ان کے اندر اور اوپر نیز ان کے درمیان موجود ہے وہ سبھی کچھ خدا کی تسبیح کر رہے ہیں اور ہر ایک چیز اس کی تعریف کرتے ہوئے اس کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم اُن کی اِن تسبیحات کو نہیں سمجھ سکتے لیکن اس کے باوجود یقیناً وہی ہے جو ہر ایک کو شفقت کی نظر سے دیکھتے ہوئے ان کو بخشنے والا ہے۔

بات سے بات چل نکلتی ہے کہ یہ تو صرف ایک پھلدار شجر کا قصہ ہے لیکن سمجھنے والے اسی ایک واقعہ سے یقیناً اس قصہ میں مستور مفہوم کو سمجھ چکے ہوں گے کہ دراصل اسی قسم کے حالت و واقعات نہ صرف تمام ارض وسماء اور ان میں موجود اشیاء کے بلکہ ان کے ساتھ ساتھ ہم انسانوں پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں یہاں جرمنی چلا آیا تو تب مجھے انتہائی شدت سے اس بات کا حساس ہوُا کہ تم ذرا اپنے خاندان کے حالات کو تو دیکھو کہ تم اپنے ماں باپ کی درِ دِل سے مانگی ہوئی دعاؤں کے بدولت چار بیٹیوں کے بعد صرف ایک ہی بیٹے زندہ بچے ہو۔تم سے پہلے تمہارے دو بڑے بھائی شِیر خوار ہی اس دنیا سے چل بسے۔اس لئے تمہارے زندہ بچ رہنے میں یقیناً کوئی نہ کوئی مقصد پنہاں ہے۔

اسی طرح کے چند خیالات نے مجھے دعا کی جانب مائل کیا اور میں نے خدا تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر دعائیں کرنا شروع کیں کہ اے میرے پروردگار! اگر میں یہاں پردیس میں کسی حادثہ یا بیماری کا شکار ہو کر مر جاؤں تو میری زندگی کسی کام کی نہ ہوئی۔اس لئے اے میرے اللہ! اب اگر تو نے مجھے اپنی رحمت سے یہ زندگی عطاء کر ہی دی تو اس کو با مقصد اور کامیاب بنا۔اسی طرح میرے دل میں یہ بھی خوف پیدا ہوُا کہ دیکھو جب سے انسان اس دنیا میں پیدا ہو کر آباد ہوُا تب سے تمہاری نسل چلتی چلی آ رہی ہے تو کیا اب تم یونہی بے نام ہی اس دنیا سے چل بسو گے کہ جس کے بعد کروڑوں سال سے چلتی چلے آنے والی تمہاری نسل کا خاتمہ ہو جائے گا جبکہ ہماری پُشت در پُشت کے لئے تو حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ

السلام کے صاحبزادے حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور آپؓ کی زوجہ مطہرہ حضرت سرور سلطان جہان بیگم صاحبہ المعروف حضرت ام مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی درد دل سے کی گئی بابرکت دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہمارے اپنے عزیز رشتہ داروں ماں باپ کی عاجزانہ دعائیں بھی ہیں۔پس! اے میرے خدا تو مجھے اس طرح گمنام ضائع ہونے سے بچالے۔آمین

بہرحال اسی دوران جب میری شادی ہوگئی تو تب انہی دعاؤں کے ساتھ ساتھ مجھے اپنی اولاد کی تمنا بھی بے چین کرنے لگی کیونکہ میں بہت سے بے اولاد افراد کو جانتا ہوں کہ کس طرح وہ خود بلکہ ان کے ماں باپ اور عزیز رشتہ دار حتیٰ کہ یار دوست بھی اپنی تمام زندگی بھر اولاد کے پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہے لیکن پھر بھی خدا کی قدرت کہ ان کے یہاں کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔یوں اسی فکر سے مجھے دعائیں کرنے کا خوب موقع ملا یہاں تک کہ مجھے اپنے پہلے بیٹے کی پیدائش سے قبل ہی ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی اسی طرح میرے دوسرے بیٹے کی پیدائش سے بھی قبل مجھے بتا دیا گیا تھا کہ بیٹا ہی پیدا ہوگا اور میں نے اپنی بیوی کو قبل از وقت ان اطلاعات سے مطلع کر دیا تھا اور پھر ان کی پیدائش پر ہم دونوں بلکہ دونوں جانب کے ماں باپ نے بھی خدا تعالیٰ کا انتہائی شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں بیٹوں سے نوازا کیونکہ یہ ہم دونوں میاں بیوی کے ماں باپ بلکہ میری بیوی کے نانا نانی جان کی بھی دلی خواہش تھی۔

اب یہ نہیں کہ ان کی پیدائش کے بعد میں نے دعائیں مانگنا بند کر دی تھیں بلکہ ان کی پیدائش کے بعد مجھے پھر اور بھی زیادہ دعائیں کرنے کا موقعہ نصیب ہؤا اور یوں میں آج تک بلکہ اپنی زندگی کی آخری سانس تک ان کی صحت و عافیت اور دِین و ایمان پر پختگی کے لئے دعائیں مانگتا ہی چلا جاؤں گا۔ان تمام باتوں کا اظہار میرے بہت سے اشعار میں بھی برملا کیا گیا ہے لیکن یہ تمام باتیں یہاں تحریر کرنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ انہی تمام مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے تو ہم انسان بھی زمین و آسمان اور ان میں موجود تمام حشرات الارض۔حیوانات اور نباتات کے ساتھ ساتھ رب العزت کے حضور انتہائی ادب و انکسار سے جھک کر انتہائی خشوع و خضوع سے دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں اور ہر کروٹ بدلتے

ہوئے اور پھر اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ہوئے بھی اس کا شکرادا کرتے رہتے ہیں۔

۹= ❁ ''خاکسار کی اس عارضی ارضی یعنی جسمانی موت کا ذکر خود میری اپنی ہی تصنیف شدہ کتاب ''انوارِ بشیر'' (جلد اول)'' کے صفحات ۵۲۶-۵۳۱ پر تحریراً موجود ہے''۔اس لئے عرض ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-
اَوَ مَنۡ کَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنٰہُ وَجَعَلۡنَا لَہٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنۡ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡہَا ؕ کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ (الانعام ۶: آیت ۱۲۲) یعنی ''اور کیا ایک ایسا شخص جو کہ مر چکا ہو لیکن اسے ہم نے دوبارہ زندگی بخش دی اور پھر اس نئی زندگی کے ساتھ اس کے لئے ہم نے ایک ایسا (روحانی) نور پیدا کیا کہ جس کی روشنی کے سہارے وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہو کبھی ایک ایسے شخص کی طرح نہیں ہوسکتا ہے کہ جس کا حال یہ ہو کہ وہ ہمیشہ (گناہوں کے) اندھیروں میں ہی پڑا رہتا ہے اوران اندھیروں سے کبھی بھی باہر نہیں نکلتا۔پس اسی طرح کفار کو ان کے اعمال خوبصورت بنا کر دکھائے جاتے ہیں''۔

پس! ثابت ہوُا کہ اسی لئے میری زبان سے بھی بار بار خدا تعالیٰ کی حمدوثناء ہی بیان ہوتی رہتی ہے اور پھر یہاں تک کہ میرے کلام کی انتہا بھی ہمیشہ اپنی بخشش کی دعا پر ہی جا کر ختم ہوتی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو بھی دوبارہ بلکہ سہ بارہ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو نہ جانے کتنی مرتبہ نئی زندگی عطاء کی ہے تو میں کیوں نہ بار بار اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکریہ پہ شکریہ ادا کرتا چلا جاؤں اور سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ کا وِرد کرتا رہوں۔میں تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کروں گا خواہ وہ میری کوئی نظم ہو یا غزل۔تحریر ہو یا تقریر۔انشاءَ اللہ

میری کتاب

جو لکھا ہے میری کتاب میں
تُو بدل دے اُس کو ثواب میں ۱

تُو معاف کر سبھی بخش دے
جو گناہ ہیں میرے حساب میں ۲

مجھے ہر الم سے بچا لے تُو
مجھے ڈال نہ تو عذاب میں ۳

مجھے نیک فطرت تُو کر عطاء
بڑھ جاؤں میں درجات میں ۴

مجھے تُو بنا دے متقی
اور پاک کر دے شباب میں ۵

تیرے در پہ میں ہوں آ گرا
میری کر مدد حاجات میں ۶

میں ہوں اہل و عیالِ محمدی
مجھے دے بُلندی سادات میں ۷

یوں میں روز کرتا ہوں صبح و شام
یہ دعا بھی تیری جناب میں ۸

مجھے بے نقاب نہ کرنا تُو
مجھے رہنے دے تُو حجاب میں ۹

تُو دُعا کو سنتا ہے ہر گھڑی
الہام کر دے جواب میں ۱۰

ا= ﴾ کتاب =یعنی نامۂ اعمال کی کتاب۔حساب کتاب کا رجسٹر۔

۷= ﴾ آل محمدؐ =سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ **اللھم صلی علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمدٍ** میں یعنی آنحضرتﷺ کی آل اولاد میں ہم تمام مسلمان شامل ہیں۔

☆

دل کی صدا

اے میرے اللہ میرے مؤلا میرے پیارے خدا
تُو ہی اپنا فضل کر اور سُن میرے دِل کی صدا ۱

تجھ سے معافی مانگ سکتا ہوں میں کیسے کس طرح
آخری حد سے بھی زیادہ بڑھ چکا ہے ہر گُناہ ۲

جُرم میرے بے شُمار اور تیری بخشش بے حساب
روزِ محشر آگ کا اِیندھن نہ تُو مجھ کو بنا ۳

تُو جو چاہے بخش سکتا ہے میرے ہر جُرم کو
میرے مؤلا یہ تو ہے تیری بہت اچھی ادا ۴

جو بھی مانگے گا اُسے دے گا وہی جو دل میں ہے
مجھ کو اپنے فضل سے تُو راستہ سیدھا دکھا ۵

لوٹ کر جاؤں گا نہ میں اب تیری دہلیز سے
یہ میرا وعدہ ہے تجھ سے اے میرے پیارے آقا ٦

معاف کر میرے گناہ اور بخش دے مجھ کو سبھی
بھول کر میں نے کئے تھے جو جرائم اور خطأ ۷

جس سے شرمندہ مجھے پھر ایک دن ہونا پڑے
دے نہ تُو مجھ کو ملامت سے بھری ایسی سزا ۸

تُو تو دے سکتا ہے بن مانگے وہی جو دِل میں ہے
اے میرے مشکل کشاء جنت مجھے کردے عطاء ۹

تیرے فضلوں کا نہیں ممکن کبھی کوئی شُمار
تیری رحمت تو ہے بے حد و حساب بے اِنتہا ۱۰

۵= حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

ایک دفعہ ایک غریب مسلمان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوُا۔اُس کے ماتھے پر عبادت اور ریاضت کا تو کوئی خاص نشان نہیں تھا مگر اُس کے دل میں محبت رسول کی ایک چنگاری تھی۔جس نے اُس کے سینہ میں ایک مقدس چراغ روشن کر رکھا تھا۔اُس نے قرب رسالت کی دائمی تڑپ کے ماتحت آنحضرت ﷺ سے ڈرتے ڈرتے پوچھا:-''یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟''۔آپؐ نے فرمایا:-''تم قیامت کا پوچھتے ہو۔کیا اُس کے لئے تم نے کوئی تیاری بھی کی ہے؟''۔

اُس نے دھڑکتے ہوئے دِل اور کپکپاتے ہوئے ہونٹوں سے عرض کیا:-''میرے آقا! نماز روزے کی تو کوئی خاص تیاری نہیں کی لیکن میرے دِل میں خُدا اور اُس کے رسولؐ کی سچی محبت ہے''۔آپؐ نے اُسے شفقت کی نظر سے دیکھا

اورفرمایا:-'' اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی پھرتسلی رکھو کہ خُدائے ودود کسی محبت کرنے والے شخص کواُس کے محبوب سے جُدانہیں کرے گا''۔(چالیس جواہر پارے صفحہ۲-۳)

پس! ثابت ہوُا کہ ہمیں ہمیشہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنےاور صراط مستقیم پر چلتے رہنے کے ساتھ ساتھ قربِ الٰہی کے حصول کے لئے بھی دعا مانگتے ہی رہنا چاہئیے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

تُو

تُو ہے مہرباں تو رحیم بھی
تو خُدائے ربِ کریم بھی ۱

تو ہے ہر جگہ تو مقیم بھی
تو کلام بھی تو کلیم بھی ۲

تو ذہین بھی تو فہیم بھی
تو علوم کا ہے علیم بھی ۳

تو حسین دُرِ ثمین بھی
تو کبیر بھی تو عظیم بھی ۴

تو طبیب بھی تو حکیم بھی
تو شفیق بھی تو حلیم بھی ۵

تو غیور بھی تو غنیم بھی
تو منیم بھی تو نعیم بھی ۶

تو نسیم بھی تو شمیم بھی
تو سلام بھی تو سلیم بھی ۷

میری سرشت

اے میرے خدا میں ہوں پُر خطا
مجھے بخش دے اور نہ دے سزا ۱
میں تو کر رہا ہوں تیری ثنا
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۲

میں تو غرق ہوں تیری چاہ میں
نہ کوئی گلہ میری آہ میں ۳
تجھے تیرے رحم کا واسطہ
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۴

مجھے ظالموں پہ تُو صبر دے
مجھے نیکیوں کا بھی اجر دے ۵
مجھے دے دے سب میرے خدا
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۶

ہو بُرائی دُور میرے نام سے
اور تقویٰ منسوب میرے کام سے ۷
مجھے کر دے پاک میرے دلربا
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۸

میں بیمار ہوں میں نڈھال ہوں
میں طلب کی درد سے بے حال ہوں ۹
مجھے اپنی حکمت سے دے شفاء
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۱۰

تو جبار ہے تو غفار ہے
تو قہار ہے تو ستار ہے ۱۱
ذرا ترس کھا میرے دیوتا
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۱۲

مجھے نیکیوں میں تُو ڈھال دے
مجھے اپنے قدموں میں ڈال لے ۱۳
مجھے نیک کر کے تُو کر فنا
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۱۴

مجھے اپنے رحم سے بخش دے
مجھے اپنے قُرب میں فرش دے ۱۵
میرے دل سے نکلی ہے یہ صدا
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۱۶

میں جو دفن ہوں تو بہشت میں
کہ ہے نیکی میری سرشت میں ۱۷
میں تو کر رہا ہوں یہی دعا
مجھے معاف کر اے میرے خدا ۱۸

۱۱ = ﴾ یہاں جبار اور غفار پھر قہار اور ستار کے الفاظات میں اللہ تعالیٰ کے دونوں رنگ پیش کئے گئے ہیں کہ جیسے دن اور رات یعنی اس کی جلالی صفات کے ساتھ ساتھ اور اس کی جمالی صفات بھی بیان کی گئی ہیں۔

☆

یارب

تم ہو بُلندیوں پر اور ہم ہیں پستیوں میں
اب اِس طرف بھی دیکھو فقراؔ کی بستیوں میں ۱

دِی جِن کو تو نے دولت اور حُسن سے نوازا
عِشرت کدے ہیں اُن کے اور وہ ہیں مستیوں میں ۲

غربأ سے آ کے پوچھو عُسرت کی داستانیں
انساں ہیں سب برابر پر کیوں ہیں ہستیوں میں ۳

غُربت ہو یا فقیری عُزلت ہو یا اسیری
کرتے ہیں شُکر پھر بھی ہم فاقہ مستیوں میں ۴

آواز کیسے نکلے جب لب ہی سِل چکے ہیں
تجھ کو سناؤں کیسے پھر ایسی ہچکیوں میں ۵

یارب ذرا تو سُن لے ہم بیکسوں کی آہیں
سجدے میں ہم گرے ہیں اِن چیرہ دستیوں میں ۶

انسان

اِنسان خدا کو جانتا ہے
اور اپنا رب بھی مانتا ہے ۱

تم ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دو
وہ تم کو چلانا جانتا ہے ۲

جو بندہ سیدھا سادھا ہے
وہ بات اسی کی مانتا ہے ۳

پھر اُس سے بڑا کوئی دوست نہیں
یہ سارا زمانہ جانتا ہے ۴

انجام کی تم پرواہ نہ کرو
انجام خدا ہی جانتا ہے ۵

جو لہو و لعب کو نہ چھوڑے
یہ کام صرف شیطان کا ہے ۶

سو بھیس بدلنا جانتا ہے
شیطاں انساں بن جاتا ہے ۷

انسان خطاء کا پُتلا ہے
وہ اِس کو گھیرنا جانتا ہے ۸

جو دنیا سے مونہہ پھیر چکا
انسان وہی تو کام کا ہے ۹

سب ہیرے چاندی اور دولت
جو ہاتھ کی میل گردانتا ہے ۱۰

گر دل میں ذرا ہو شرم و حیاء
ہر ایک گناہ پہ کانپتا ہے ۱۱

پھر اوڑھ کے توبہ کی چادر
وہ اپنے گناہ کو ڈھانپتا ہے ۱۲

☆

مرحبا

یا خدایا بخش دے رو کر دعا کرتا ہوں میں
ہر بلا کو ٹال دے یہ التجا کرتا ہوں میں ۱

سامنے تیرے مدد کے واسطے جُھکتا ہوں میں
ہر جگہ اور ہر گھڑی سجدہ تجھے کرتا ہوں میں ۲

یا خدایا رحم تیرے قہر سے ڈرتا ہوں میں
جب بھی مشکل آ پڑی در پہ تیرے گرتا ہوں میں ۳

ہر مُسرت پر خوشی سے دَم تیرا بھرتا ہوں میں
تُو نے جو کچھ بھی دِیا ہے شکریہ کہتا ہوں میں ۴

تیرے ہر اِک حکم پہ مرحبا کہتا ہوں میں
مال و زر کا ذکر کیا جاں فدا کرتا ہوں میں ۵

۵ = یعنی میں نے تو اپنی جان کو اور اپنے مال کو اور اپنے وقت کو نیز اپنی عزت کو بھی اسلام اور احمدیت پر بے دریغ قربان کر دینے کا پختہ عہد کر رکھا ہے۔

☆

اللہ ہُو

حصہ اول:-

کِنوں دل دا بھید سناواں
کِنوں اپنا میں گُرو بناواں ۱

دُنیا سوہنی میں للچاواں
کون وخاوے سِدھیاں راہواں ۲

تیرتھ کرن بنارس جاواں
گنگا دے وِچ چُھبیاں لاواں ۳

مندراں دے گھڑیال وجاواں
بُتاں دے میں ترلے پاواں ۴

گیتا وید دے شبد سُناواں
رام رام وی کردا جاواں ۵

یروشلم توں روم تک جاواں
تورات زبور انجیل کُھلاواں ۶

اجمیر تے امبرسر ویخ آواں
حمد شریف تے بھجن وی گاواں ۷

صحیفے سارے پڑھدا جاواں
حدیثاں تے قرآن وخاواں ۸

حمد و ثناء تے نعت میں گاواں
مسیتاں دے وی پھیرے لاواں ۹

کعبے دے میں گیڑے لاواں
مکے توں میں مدینے جاواں ۱۰

برسی عُرس تے حج مناواں
اَیدھر جاواں اَودھر جاواں ۱۱

روح دیاں درداں جھل نہ پاواں
کیڑھا وَید حکیم بُلاواں ۱۲

حصہ دوم:- محمدؐ دے میں صدقے جاواں
مِرزے دے وی گانے گاواں ۱۳

جلسیاں اُتے بھج بھج جاواں
سلام خلیفے تک پہنچاواں ۱۴

لوکاں نوں قرآن پڑھاواں
حدیث شریف دے سبق سکھاواں ۱۵

فیر وی دِل وِچ چَین نہ پاواں
ہائے او لوکو میں کِتھے جاواں ۱۶

حصہ سوم:-

پچھلے جیوَن تے پشتاواں
دنیا کولوں مونہہ لُکاواں ۱۷

رولیا مینوں میرے گناہواں
ہوکے بھراں تے ٹھنڈیاں آہواں ۱۸

غلماناں کولوں لُک لُک جاواں
حُوراں نوں وی میں ترساواں ۱۹

مینوں ملن نہ ہور سزاواں
شام سویرے میں کُرلاواں ۲۰

فیر نہ مُڑ کے اَیدھر آواں
اَیداں بنّے میں لگ جاواں ۲۱

چلّے کٹاں برت مناواں
کیڑھے بُوہے نوں کھڑکاواں ۲۲

حصہ چہارم:-

پیر و مُرشد دَین صلاحواں
اِکو یار مِلن دِیاں راہواں ۲۳

اوہدِیاں لکھو لکھ اداواں
ویخ ایہہ دھرتی ست سماواں ۲۴

اوہدے باجوں سرن نہ ساہواں
شاہ رگ توں وی نیڑے پاواں ۲۵

کر اوہدے اَگے مِنتاں آہاں
اوتھوں منگدے فقیر تے شاہاں ۲۶

او بندیا تینوں کِداں سمجھاواں
پھڑ لے رب نوں چھڈ گناہاں ۲۷

حصہ پنجم:-

سائیں میں اوہنوں جے مِل پاواں
اپنے دِل دا حال سناواں ۲۸

اوہدے سو سو ترلے پاواں
کردے میتھوں دُور بلاواں ۲۹

اوہدے ڈیرے میں بیہ جاواں
میں وی سُکھ دے ساہ لے پاواں ۳۰

اوہدے پَیریں میں ڈِگ جاواں
پر اوہدی بخشش کیویں پاواں ۳۱

اوہنوں جے میں ویکھنا چاہواں
آکھے او میں نظر نہ آواں ۳۲

دِین دھرم دِیاں اوکھیاں راہواں
ہائے او ربا میں کِتھے جاواں ۳۳

حصہ ششم:-

اِیمان گُرو واحد تے لیاواں
اوہدا ناں میں جپدا جاواں ۳۴

سب تُوں اَگے مصلٰی وشاواں
سجدے کردیاں جِند ہنڈاواں ۳۵

سِدھے رستے ٹُردا جاواں
بلّے بلّے کردا جاواں ۳۶

اپنے دل نوں میں سمجھاواں
بخشش دِیاں میں آساں لاواں ۳۷

تینوں ربا کِداں مناواں
ہائے میں تیرے صدقے جاواں ۳۸

اِمام التقویٰ میں بن جاواں
کردے رحمت دِیاں ہُن چھاواں ۳۹

تیرے فضلاں دے گُن گاواں
تیرا جگ وِچ ڈھول وجاواں ۴۰

ہُن تے سن لے میریاں دعاواں
کر دے میریاں معاف خطاواں ۴۱

کھول دے جنت دیاں ہُن راہواں
جنتی بندہ میں بن جاواں ۴۲

جتھوں چاہواں کُھلا ہی کھاواں
تیرے جگ وچ موج اُڈاواں ۴۳

اللہ ہُو دے نعرے لاواں
سب توں اگے میں وَدھ جاواں ۴۴

نسیما اینج میں بخشیا جاواں
فرشتیاں دی سرداری پاواں ۴۵

۹ = ﴿ پھیرے یعنی ان عبادت گاہوں سے عقیدت کی بنا پر میں ان میں عبادات اور مناجات کے لئے آؤں جاؤں بلکہ ان کے اِردگرد بھی گھومتے گھومتے دعائیں کرتے ہوئے چکر لگاؤں۔

۱:۱۳ = ﴿ محمدؐ یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ پڑھ کر قربان ہوتا رہتا ہوں۔

۲:۱۳ = ﴿ مرزے یعنی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں بھی رطب اللسان رہتا ہوں۔

۱۴ = ﴿ خلیفے یعنی سیدنا حضرت خلیفہ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بھی دعائیہ عریضے لکھتا رہتا

ہوں۔

۱۸= ﴾ رولیا یعنی تباہ و برباد کر دیا۔

۱:۱۹= ﴾ غلماناں= وَ يَطُوفُ عَلَيۡهِمۡ غِلۡمَانٌ لَّهُمۡ كَاَنَّهُمۡ لُؤۡلُؤٌ مَّكۡنُوۡنٌ O (الطور ۵۲ : آیت ۲۴) اور نیکی وطہارت کے پردے میں مستور موتیوں کی مانند غلمان یعنی جوان خادم بھی ہر وقت ان کی خدمت میں حاضر رہیں گے۔

۲:۱۹= ﴾ حوراں= كَذٰلِكَ قف وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ O (الدخان ۴۴ : آیت ۵۴) پس! یہ یوں ہی ہوگا کہ ان جنت نشینوں کی بیویاں آنکھیں رکھنے والی یعنی عقلمند اور دانشمند حوریں ہوں گی۔

پھر انہی آنکھوں کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا:-
وَعِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ عِيۡنٌ O (الصّٰفّٰت ۳۷ : آیت ۴۸) اوران کے پاس بڑی بڑی آنکھوں والی مگر ہمیشہ اپنی نظر جھکا کر رہنے والی عورتیں ہوں گی۔

یعنی یہ کہ جنت الفردوس میں ہر جنتی انسان کو جو ساتھی نصیب ہوں گی تو وہ حور نہایت درجہ حسین وجمیل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی فراخ چشم بھی ہوں گی۔ قرآن مجید کی ان آیات کو بہت باریک بینی سے جانچنا چاہئے یعنی ان آیات میں بڑی بڑی آنکھوں سے مراد یہ ہے کہ وہ انتہائی تیز نظر رکھنے والی ہوں گی یعنی بہت باریک بین ہوں گی اور جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ وہ بہت عالم وفاضل ہوں گی کہ جس کی بناء پر انہیں ہمارے تمام اچھے برے حالات کا علم ہوگا لیکن ان تمام امور کو جانتے ہوئے بھی وہ انتہائی فرمانبردار ہوں گی۔ ایسی باادب کہ وہ ہمارے سامنے ہمیشہ اپنی نگاہیں جُھکا کر رکھیں گی نیز ہماری جسمانی بدصورتی کے ساتھ ساتھ ہمارے تمام گناہوں سے بھی چشم پوشی اختیار کرتے ہوئے

ہم سے محبت کریں گی ورنہ دنیا کی کوئی حسین عورت تو ایک طرف رہی ایک عام شکل وصورت کی مالک بلکہ ایک بدصورت عورت بھی کسی نہ کسی خوبصورت اور جوان مرد کی تلاش میں سرگردان رہتی ہے۔

پس! ثابت ہوا کہ ہم جیسے بدشکل انسان تو کسی گنتی میں بھی نہیں آتے کجا کسی کی الفت ومحبت تو ایک طرف رہی کسی کی نظر التفات کی ہی توقع رکھیں لیکن اب جب ان جنتی عورتوں کی بات چل ہی نکلی ہے تو اسی سلسلہ میں اللہ تبارک وتعالی مزید بیان فرماتا ہے کہ وہ ایسی حیادار اور پاکیزہ یعنی باکرہ عورتیں ہوں گی کہ جن کو اہل جنت سے قبل کسی انسان تو کیا کسی جن تک نے بھی نہ چھوا ہوگا۔فرمایا:-

فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ (الرحمٰن ۵۵: آیت ۵۶)
یعنی یہ نیچی نظر رکھنے والی عورتیں ایسی پاکباز خواتین ہوں گی کہ اہل جنت سے قبل کسی غیر مرد تو کیا کسی جن سے بھی ان کا تعلق نہ ہوگا۔

اس طرح ان کی پاکبازی کو بیان کرتے ہوئے ان کی خوبصورتی کا بھی ذکر فرمادیا کہ دیکھو یہ عورتیں کوئی معمولی عورتیں یعنی کوئی معمولی حوریں نہ ہوں گی بلکہ انتہائی حسین وجمیل اور نرم ونازک خواتین ہوں گی فرمایا:-
كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ (الرحمٰن ۵۵: آیت۵۸) یعنی وہ جنت نشیں عورتیں سرخ وسفید رنگت رکھنے والی خوبصورت اور سروقد نیز نزاکت رکھنے والی حوریں ہوں گی۔

یاقوت ایک ایسے خوبصورت ہیرے کو کہتے ہیں کہ جس میں سرخ وسفید رنگ کا ایسا حسین امتزاج ہوتا ہے کہ وہ اپنے گلابی رنگ کی بدولت انتہائی دلکش نظر آتے ہوئے انسانی نظر کو بہت بھلا لگتا ہے۔اسی طرح مرجان اپنے قدآور ہونے کے ساتھ ساتھ نرم ونازک ہونے کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔اچھا اب جب ان حوروں کے حسن وجمال کا ذکر چل ہی پڑا ہے تو چلتے چلتے ایک اور آیت بھی سناتا چلوں کہ ان عورتوں یعنی جنت نشین حوروں کی آنکھوں کا رنگ کیسا ہوگا۔نیلا۔سبز۔سلیٹی یعنی گرے۔سرخ۔گلابی۔بھورا یعنی براؤن؟ ۔فرمایا:-

حُوْر" مَّقْصُوْرٰت" فِی الْخِيَامِ O (الرحمٰن ۵۵ : آیت ۷۲) ان جنتی حوروں کی آنکھوں کا رنگ سیاہ ہےاور یہ اپنے اپنے خیموں یعنی گھروں میں مستور رہیں گی۔

اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ان کی نظریں بس اپنے گھر یعنی اپنے جنت نشین انسانوں تک ہی محدود رہیں گی اور اِدھر اُدھر کسی دوسرے کو ہرگز تلاش نہ کریں گی۔اسی لئے ان کی جھکی جھکی سی نگاہوں کا کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہےاور اسی آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ یہ عورتیں آزاد ہونے کے باجود اپنے اپنے گھروں میں مقید نہ ہوں گی لیکن اپنی عزت و حرمت کے باعث اپنے گھر سے باہر نکلنا پسند نہ کریں گی۔

۲۲:۱= ۞ چلّے کٹاں (چلہ کشی) یعنی تنہائی میں عبادت کروں۔

۲۲:۲= ۞ برت یعنی روزہ رکھ کر گناہوں سے پرہیز کروں۔

۲۳:۱= ۞ پیر ومُرشد یعنی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اقدسؑ کے خلفائے کرام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

۲۳:۲= ۞ یار یعنی سچا دوست یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ۔

۲۴= ۞ ست سماواں یعنی ساتوں آسمان۔

۲۵= ۞ اوہدے باجوں سرن نہ ساہواں یعنی اُس کی اجازت کے بغیر ہم تو ایک سانس بھی نہیں لے سکتے۔

۲۸= ﴿ سائیں یعنی اے مجھے مشورہ دینے والے بزرگ۔

۳۲= ﴿ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی ہماری نظر سے ہمیشہ اوجھل رہنے والی ذات ہے۔

۳۴= ﴿ گُرو واحد یعنی خدائے پاک واحد لاشریک۔

۱:۳۶= ﴿سِدھے رستے یعنی صراطِ مستقیم پر۔

۲:۳۶= ﴿ بلّے بلّے کا مطلب ہے کہ واہ واہ کرنا یعنی بے حد تعریف کرنا یعنی میں تیری حمد وثناء کرتا ہی چلا جاؤں یعنی **سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ العَظِيْمِ** کا وِرد پر وِرد کرتا چلا جاؤں۔

۳۸ = ﴿ امام التقویٰ = متقین کا امام یعنی میں قرآن مجید میں کی گئی دُعا کی بدولت دنیا میں متقین کا امام بن جاؤں۔فرمایا:-**وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا** O (الفرقان ۲۵ : آیت ۷۴) یعنی ''اور وہ لوگ یہ بھی کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی جانب سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطاء فرماء اور ہمیں (مجھے میری بیوی اور میری آل اولاد کو) بھی متقین کا امام بنادے''۔آمین

یہاں بیوی اس لئے کہ وہ بھی اگر نیک و پاک ہے تو متقین میں شامل ہے اور ہم یا ہمیں کا لفظ اِسی جانب اشارہ کررہا ہے اور پھر یہ تو سب کو علم ہی ہے کہ اگر عورتیں اپنے اجلاسات میں مردوں سے علیحدہ نماز پڑھیں تو وہ اپنے میں سے ہی کسی عورت کو اپنا امام بنا کر نماز ادا کرسکتی ہیں لیکن فرق صرف اتنا سا ہے کہ عورت اگر امامت کرے تو وہ عورتوں کی صف یا صفوں کے آگے کھڑے ہو کر امامت نہیں کرسکتی بلکہ وہ بھی عورتوں کی پہلی صف میں ہی دوسری تمام عورتوں کے درمیان

کھڑی ہوکرامامت کرے گی۔

۴۰ = ڈھول وجاواں یعنی میں ہرطرف تیرے پیغام کی منادی کرتا چلا جاؤں یعنی'' میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

۴۴:۱= اللہ ہُو = بہت عرصہ ہُوا کہ ایک مرتبہ میرے ایک دوست مکرم محمود زمان عباسی صاحب نے مجھے یہ نعرہ لگا کر سنایا تھا کہ دراصل اللہ ہُو کا نعرہ کیسے لگایا جاتا ہے اوراُن کی زبان سے یہ نعرہ سُن کر میں ایسا متاثر ہُوا کہ آج تک اُس نعرے کے ذریعہ میرے دل پر خدا تعالیٰ کی ہستی کا اثر موجود ہے۔ بہرحال اس واقعہ کے بارہ میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس نعرہ کو ان کے ایک خاص انداز میں سننے کے بعد بھی میں کئی مرتبہ بلکہ سالہا سال تک ان سے یہ نعرہ سننے کی خواہش کرتا رہا اور وہ بھی ازراہ نوازش اپنے ایک مخصوص انداز میں وہ نعرہ میری فرمائش پر سنا دیتے رہے۔اس نعرہ کے بارہ میں نہ میں نے انہیں کچھ بتایا کہ میں یہ نعرہ دراصل کیوں سننا چاہتا ہوں اور نہ ہی انہوں نے کبھی یہ سوال کیا کہ میں یہ نعرہ بار بار کیوں سننا چاہتا ہوں۔اللہ تعالیٰ انہیں ان کی بے لوث دوستی کے لئے بہترین جزائے خیر سے نوازے۔آمین

۴۴:۲= سب توں اگے میں وَد جاواں یعنی اللہ ہُو کے یہ فلک شگاف نعرے لگا تا ہُوا میں سب پر بازی لے جاؤں اور پھر سب سے آگے نکلتے ہوئے خدا کے فضل سے وہاں پہنچ جاؤں کہ جہاں کوئی میرا مقابلہ نہ کر سکے۔

۴۵ = دنیا جہان اور جنت و دوزخ میں بھی بہت سے فرشتے اللہ کے احکامات اِدھر اُدھر لاتے لے جاتے ہیں۔ یہ خاص احکامات صرف اور صرف اُن فرشتوں کو دئے جاتے ہیں کہ جن کا مرتبہ ایک پیغمبر اور رسول کے برابر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ'' ۝ (الحج ۲۲: آیت ۷۵) یعنی'' اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے اوراسی طرح انسانوں میں سے بھی اپنے مُرسل یعنی رسول منتخب کرتا

رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی دعاؤں کو بہت زیادہ سننے والا اوران سب کے حالات کو بھی خوب جاننے والا ہے''۔

پس! میرے دل کی دعا بھی یہی ہے کہ مجھے بھی فرشتوں کی سرداری مل جائے۔آمین۔یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ جوکوئی کبھی دِین میں بلندو بالا مقامات یا درجات پانے کے لئے کچھ مانگتا ہی نہیں تو پھر اُسے ملے گا بھی کیا؟ اِس لئے مانگنا ہمارا فرض ہے اور عطاء کرنا خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔اسی لئے تو میرے متعدد اشعار کی تان بخشش کی دعا پر ہی جا کر ٹُوٹتی ہے یعنی خدا تعالیٰ کی بخشش کو طلب کرنا میرا کام اور مجھے بخش دینا اللہ تعالیٰ کا کام۔ہاں البتہ یہ اور بات ہے کہ وہ ''بن مانگے دینے والا بھی ہے'' اور ہمیشہ سے دیتا چلا آیا ہے اور دے رہا ہے نیز دیتا چلا جائے گا لیکن اگر اس کے باوجود بھی یہ بات کہ میں اپنے بہت سے اشعار میں خدا کی رحمت اور شفقت طلب کرر ہا ہوں یا بار بار اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہتا ہوں کسی کو MONOTONY ہی نظر آتی ہے تو پھر میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ اسے خدا تعالیٰ کی جناب سے کچھ مانگنے کے طریق کا بھی علم نہیں۔

کیونکہ اگر یہ بات نہیں تو پھر ہمیں پنج وقتہ نمازیں پڑھنے کی بار بار کیا ضرورت درپیش ہے؟ کیوں نہ ایک مرتبہ ہی ذکر خدا کرلیا اور بقیہ دن یا بقیہ تمام زندگی نہایت چین اور سکون نیز آرام سے گزاریں لیکن سب کو علم ہے کہ ایسا نہیں ہے۔اسی لئے تو ہمیں ایک ہی اذان کے الفاظ بار بار سنائی دیتے ہیں اور اپنی نمازوں میں بھی ہمیں وہی آیات بار بار سنائی دیتی ہیں یا انہیں بار بار پڑھنے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے۔پس! اگر یہ سب کچھ مونوٹونی نہیں تو پھر صرف میرے اشعار ہی مونی ٹونی کیسے ہوگئے جبکہ اذان اور نمازوں کے برعکس ہر ایک نظم یا غزل کا عنوان تو ایک دوسرے سے مختلف ہے ہی لیکن طرہ اس پر یہ کہ ان اشعار میں شامل الفاظ کا ردوبدل بھی موجود ہے۔

پس! ثابت ہؤا کہ کسی بھی شاعر کی شاعری کو پرکھنے کے لئے پیمانہ عدل یہ نہیں وہ شاعر ہزاروں ہزار اچھے یا بُرے اشعار لکھے یعنی QUANTITY بلکہ دراصل ان اشعار میں پنہاں مفہومات و پیغامات ہیں کہ جن کی افادیت کو اجاگر کرنے

کے لئے شاعر مختلف الفاظات اور محاوروں کا استعمال کرتا ہے یعنی QUALITY خواہ وہ چند ایک اشعار ہی کیوں نہ ہوں یا پھر کسی ایک ہی مقصد کے حصول کے بارہ میں یعنی اپنے مقصود و مطلوب کو پانے کے لئے مختلف الفاظ کا استعمال یعنی یہاں یہ الفاظ تو وہاں وہ الفاظ کہ جیسے میرے اشعار میں بھی بارہا ایسا کیا گیا ہے۔مثلاً:-

خُدا کا نام لے کر جو شُروع ہو تو وہی آغاز بہتر ہے
خشوع سے ہو ادا جب بھی وہی نماز بہتر ہے (شاعر مغرب نسیم)

اسی بات کو یعنی اس شعر کے مفہوم کو میں نے ایک دوسری غزل میں چند دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے کہ:-

پڑھوں میں نام اللہ کا ہر اک آغاز سے پہلے
ثناء کرتی زباں میری ہر اک آواز سے پہلے (شاعر مغرب نسیم)

یعنی اپنی پہلی غزل میں تو میں انتہائی ادب سے دنیا سے یہ درخواست کر رہا ہے کہ دیکھو اپنے ہر کام کا آغاز اللہ تبارک وتعالیٰ کا بابرکت نام لے کر ہی کیا کرو کیونکہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اور اپنی دوسری غزل میں اسی تسلسل میں تمام دنیا کو یہ بھی بتا رہا ہوں کہ دیکھو میں بھی شب و روز یہی کیا کرتا ہوں یعنی پہلے کسی کو سمجھایا اور اس کے بعد اسے راہ راست پر لانے کے لئے ایک مثال بھی دے دی خواہ وہ مثال اپنی ہو یا پھر کسی دوسرے شخص کی۔یعنی کسی شخص کو مؤثر طور پر نصیحت کرنے کے لئے نہ صرف مختلف الفاظ بلکہ مختلف انداز بھی اختیار کئے جاتے ہیں۔اسی کی ایک مزید مثال بھی ذیل میں تحریر کرتا ہوں کہ میں کیوں ایسا کرتا ہوں۔اس لئے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد شامل حال ہو تو پھر اس انسان کا بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔لیجئے اب آپ خود ہی یہاں ملاحظہ فرمائیے:-

وہ انساں گر نہیں سکتا جو چلنے سے ذرا پہلے
خدا کی تائید و نصرت کے ملنے کی دعا کر لے (شاعر مغرب نسیم)

یا پھر شکرانے کا یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں کہ ہر شخص کے بگڑے کام بھی درست ہو جاتے ہیں۔عرض کرتا ہوں کہ:-

تیرا فضل جب بھی ہُوا ساتھ میرے
بگڑتے بنے ہیں سبھی میرے کام (شاعرمغرب نسیم)

یعنی میں نے اپنی شاعری کے تمام خیالات کوقرآن مجید سے اخذ کر کے یہاں اوراپنی ہر کتاب میں اشعار یا نثر کی صورت میں تحریر کیا ہے ۔لہٰذا اپنے جاری شدہ مضمون کی مقصد براری کے لئے یہاں ایک اور آیت کریمہ بھی پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تا کہ آپ کو یہ مضمون سمجھنے میں سہولت رہے ۔فرمایا:-

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ج وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَاالَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ م بَعْدِہٖ ط وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ (اٰل عمران ۳ : آیت ۱۶۰) یعنی اگر اللہ تمہاری مدد فرمائے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا لیکن اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو کون ہے جو اس کے خلاف تمہاری مدد کرے گا؟ پس! اسی لئے ضروری ہے کہ مؤمن اللہ پر ہی توکل کریں۔

بہر حال اب آپ یقیناً اوپر درج اشعار کا مفہوم سمجھ گئے ہوں گے اور اس کتاب کے بقیہ اشعار میں شامل نفس مضمون کو بھی انشاءاللہ تعالیٰ باآسانی سمجھتے چلے جائیں گے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

دِین ودُنیا

ایک دن جو باعث شفقت تو مجھے پوچھے خُدا
اے بشر اب بول تیری آج پھر مرضی ہے کیا ۱

ہوگی میری عرض یہ کہ معاف کر میرے گناہ
گر تیری نظر کرم جو ہو تو ہو سب سے سوا ۲

کیوں ہیں گردِش میں یہ تارے چاند سورج اور فضاء
یہ زمیں سورج ہوا یہ کہکشاں اور یہ خلاء ۳

ہیں تیری تخلیق یہ قوسِ قُزح ارض و سماء
کوئی مقصد ہے جو تو نے اِن کو یوں پیدا کیا ۴

اے میرے پروردگار! میں بھی ہوں بندہ تیرا
رات دن کرتا ہوں دیکھو میں تیری حمد و ثناء ۵

مجھ پہ آئے نہ کبھی اب کوئی غم اور ابتلاء
روز کرتا ہوں ادب سے میں تو یہ ہی التجا ۶

دِین و دُنیا دے دے مجھ کو اے میرے پیارے خُدا
آج کرلے تو قبول اب میرے دل کی ہر دُعا ۷

ا = ❁ نہ جانے کیوں میرے ذہن میں یہ اشعار علامہ اقبال صاحب کے ایک شعر کی بدولت اجاگر ہوئے لیکن میری خودی پھر بھی اس جگہ تک نہیں پہنچ پائی اور نہ ہی ایسے مقام پر پہنچ ہی سکتی ہے کہ جہاں پر میں خدا تعالیٰ کے بالمقابل جا کر کھڑا ہو جاؤں اور انتہائی بے ادبی سے یہ بولوں کہ ''تجھے مجھ سے پوچھنا ہی پڑے گا'' کیونکہ مجھے یہ مکمل یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تو ہر ایک کی دعائیں سن کر قبول کرنے والا ایک نہایت ہی پیارا اور انتہائی مہربان خدا ہے اور اسی لئے ہی تو وہ خود اپنی تقدیر کو بدلنے پر بھی قادر مطلق ہے لیکن ہماری بے ادبی کی باتوں سے نہیں بلکہ ہماری عجز وانکسار میں ڈوبی ہوئی دعاؤں کے ساتھ۔

بہر حال میرے اور علامہ محمد اقبال صاحب کے اشعار کو اگر آپ ذرا غور سے دیکھیں تو اصل حقیقت آپ پر عیاں ہو جائے گی کہ ایک تو نہایت لجاجت سے یہ عرض کرر ہا ہے کہ اے میرے اللہ! اگر تو کسی دن اپنی شفقت کے اظہار کے لئے مجھ عاجز پُر تقصیر سے یہ پوچھ ہی لے کہ ''بتا آج تیرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو میں نہایت ادب سے تیری جناب میں یہ یہ یہ عرض کروں گا'' اور ایک دوسرا اپنی خودسری میں یہ کہہ رہا ہے کہ انسان اپنی خودی یعنی خودداری کو اتنا زیادہ بلند کرلے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی مرضی ومنشاء کو چھوڑ کر چارو ناچار زچ ہو کر انسان سے یہ پوچھنا ہی پڑے کہ اچھا چلو اب پھر تم خود ہی بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ازراہ کرم آپ بھی ذرا یہ فرق ملاحظہ فرمائیں:-

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے (شاعر مشرق اقبال)

ایک دن جو باعث شفقت تو مجھے پوچھے خُدا
اے بشر اب بول تیری آج پھر مرضی ہے کیا (شاعر مغرب نسیم)

۳= ۞ خلاء۔خالی جگہ۔زمین وآسمان۔چاند۔سورج اور ستاروں نیز کہکشاؤں کے درمیان خالی جگہ یا آسمان میں ایسے اندھیرے مقامات کو بھی کہتے ہیں کہ جن کو عرف عام میں بلیک ہول کہا جاتا ہے۔بہر حال خلاء کے بارہ میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بھی ساکت نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسری جانب پھیل رہا ہے۔سکڑ رہا ہے۔چکر لگا رہا ہے بلکہ گھوم پھر بھی رہا ہے یعنی اِدھر سے اُدھر اور دائیں سے بائیں اور اوپر سے نیچے کی جانب چکر لگا رہا ہے بلکہ میرے بیان میں درج زاویوں کے ساتھ ساتھ بلکہ ان کے برعکس بھی اُلٹے سیدھے ٹیڑھے میڑھے چکر لگا رہا ہے۔وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَابِ۔

۷ = ۞ ---رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (البقرہ ۲ : آیت ۲۰۱) ---اے ہمارے رب! ہم کو اِس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہر قسم کی بھلائی دے اور ہمیں آگ

کے عذاب سے بچالینا۔آمین

سخاوت

کروں سجدے میں اُٹھ اُٹھ کر کہ یہ میری عبادت ہے
تمہارا ذکر ہے ایسا بہت جس کی حلاوت ہے ۱

تمہارے نام کا پرچم اُڑاتا ہوں زمانے میں
یہ نیکی پوچھے گر کوئی بہت اچھی سعادت ہے ۲

یہ سورج چاند تارے جگمگاتے ہیں چمکتے ہیں
نہیں یہ روشنی اُن کی یہی تیری تمازت ہے ۳

تمہارے نامِ کی مالا میں ہر دم جپتا رہتا ہوں
یہی ہے بندگی میری یہی میری ریاضت ہے ۴

قرآنِ پاک کی بھی تِلاوت کرتا رہتا ہوں
جسے سُن کر سبھی ہوں مست بس ایسی میری قِرأت ہے ۵

تیرا جب نام لیتا ہوں تو آنسو بہہ نکلتے ہیں
یہ روکے سے نہیں رکتے یہی میری محبت ہے ۶

میرا دل تجھ سے ملنے کو مچلتا ہے تڑپتا ہے
نہیں ہے بس میں یہ میرے یہ ایمانی حرارت ہے ۷

گناہوں کو میرے دھو دے میرا انجام اچھا ہو
شِفاعت ہو تیری مجھ پہ یہی تیری عیادت ہے ۸

تمہارے سامنے جب گر پڑوں تو معاف کر دینا
تیرے قدموں میں سر رکھنا بہت پیاری سی عادت ہے ۹

اور جب میں واسطہ دوں رحم کا تو شفقت سے یہ فرمانا
تجھے بخشے گناہ تیرے یہی میری سخاوت ہے ۱۰

۲ = یعنی ہر قسم کے تعصب اور انتہائی مخدوش حالات کے باوجود بھی میں اپنے مسلمان ہونے کا برملاء اظہار کرتا ہوں۔
۶ = مالا یعنی منکوں سے مزین ایسی تسبیح کہ جس میں بارہ یا چھتیس (۳۶/۱۲) منقے ہوتے ہیں۔ان منکوں کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی یہاں صرف اتنا عرض کردوں کہ ہمیں تسبیجات پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر نماز کی ادائیگی کے بعد ہمیں درج ذیل تین عدد تسبیجات پڑھنے کا حکم ہے تاکہ نماز کے ثواب میں اضافہ ہو جائے یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ۔۳۳ مرتبہ الحمدللہ۔۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ تسبیح وتحمید اور عبادات کے بجا لانے کی بار بار تاکید فرماتا ہے۔فرمایا:-
سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ج وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (الحدید ۵۷ : آیت ۱) یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سبھی کچھ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے کیونکہ اس بات کو یہ سب جانتے ہیں کہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اس کے بعداس تمام سورۃ حدید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین وآسمان میں اپنی بادشاہت کا اعلان فرمایا۔ ہرایک چیزکو زندہ کرنے اور پھر ماردینے کے بارہ میں بتلایا۔اپنے ازل سے لےکرآخرت کے بعدتک ہونے کا بھی اعلان فرمایا ۔لیکن یہی ایک مضمون بار بار کیوں دوہرایا؟ تا کہ ہم نسیان کے مریض انسان خدا تعالیٰ کی حمدوثناٗ اور تسبیح کرنا بھول نہ جائیں۔اللہ تعالیٰ کی حمدوثناٗ اور تسبیح کےاوقات کیا ہیں؟ فرمایا:-

فَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ج وَمِنْ اٰنَآ ئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی ٥ (طٰہٰ ۲۰: آیت ۱۳۰) پس!جوکچھ بھی یہ لوگ کہتے ہیں تواس پرصبرکراورسورج کے چڑھنےاوراس کےڈوبنے سے پہلےاس کی حمد کے ساتھ تسبیح بھی کیا کراوررات کےمختلف حصوں اورتمام دن اس کی تسبیح کرتارہ تاکہ تواللہ کےفضل کوحاصل کرکےخوش ہوجائے۔

اورپھرمزید یہ بھی فرمایا کہ توہرنماز کے بعدبھی تسبیح کیا کر۔فرمایا:-

وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ٥ (قٓ ۵۰ : آیت ۴۱) اوررات کےوقت بھی اس اللہ کی تسبیح کیا کراور ہرعبادت کے بجالانے کے بعدبھی ایسا ہی کیا کر۔

اسی طرح تسبیحات کے بارہ میں حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نےفرمایا:-

’’جوشخص ہرنماز کے بعد۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ پاک ہے تیری ذات۔ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے کہے اورپھرپورا ۱۰۰ کرنے کے لئے یہ ذکرکرے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ – لَهُ الْمُلْکُ وَالْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر‘‘– یعنی اللہ تعالیٰ کےسوا کوئی دوسرامعبودعبادت کے لائق نہیں اوروہ ایک ہےاوراُس کا کوئی شریک نہیں۔درحقیقت وہی تمام زمین وآسمان کا مالک ہےاوراِسی لئے ہرقسم کی حمدوثناٗ اُسی کے لئے ہیں اوروہ ہی ہرکام کےکرنے اورنہ کرنے پر قادرہے۔توجوشخص ان تسبیحات کو پڑھے گا تواس کےتمام گناہ معاف کردئے جائیں گےخواہ وہ سمندرکی جھاگ کے برابرہی کیوں نہ ہوں‘‘-(مسلم کتاب باب الصلوٰۃ باب استعباب الذکر بعد الصلوٰۃ)

حضرت مغیرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرتے تو یہ ذکر کرتے:۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ۔ لَہُ الۡمُلۡکُ وَالۡحَمۡدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر ''۔یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود عبادت کے لائق نہیں اور وہ ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ درحقیقت وہی تمام زمین وآسمان کا مالک ہے اور اِسی لئے ہر قسم کی حمد وثنا اُسی کے لئے ہیں اور وہ ہی ہر کام کے کرنے اور نہ کرنے پر قادر ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعۡطَیۡتَ وَلَا مُعۡطِیَ لِمَا مَنَعۡتَ وَلَا یَنۡفَعُ ذَاالجَدِّ مِنۡکَ الۡجَدُّ اے میرے اللہ! جسے تُو عطا فرمائے اُس عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو تو روک لے تو اُس چیز کو کوئی دینے والا نہیں اور تیری عظمت کے بالمقابل کسی شخص کو اُس کی نیکی، بزرگی اور تقویٰ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے۔(مسلم کتاب باب الصلوٰۃ باب استعباب الذکر بعد الصلوٰۃ)

حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:۔
معاذ! خدا تعالیٰ کی قسم! مجھے تم سے محبت ہے۔ میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا چھوٹنے نہ پائے یعنی اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکۡرِکَ وَشُکۡرِکَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِکَ یعنی اے میرے اللہ! میری مدد فرما کہ میں نہایت ہی احسن رنگ میں تیرا ذکر کروں اور نہایت ہی احسن رنگ میں تیرا شکریہ ادا کروں اور نہایت ہی احسن رنگ میں تیری عبادت بجالاؤں۔(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار صفحہ۲۱۳)

اب تسبیح کے منکوں کے بارہ میں جو بات اوپر ادھوری رہ گئی تھی وہ میں یہاں تفصیل سے بیان کرتا ہوں کہ بعض لوگ چونکہ ان تسبیحات کے اعداد وشمار کو بھول جاتے ہیں اس لئے ان کی سہولت کے واسطے تسبیح کی مالا میں ہر گیارہ (۱۱) منکوں کے بعد ایک بڑا منکہ حد بندی کے طور پر تسبیح کے دھاگہ میں پرو دیا جاتا ہے۔اسی لئے کئی اقسام کی تسبیحات خریدنے کے لئے ملتی ہے کہ جن میں سے دو زیادہ مقبول ومعروف ہیں۔ایک چھوٹی تسبیح کہ جس میں صرف بارہ منکے ہوتے ہیں یعنی گیارہ جمع ایک منکہ حد بندی کے لئے اور ایک بڑی تسبیح کہ جس میں چھتیس منکوں کے دانے ہوتے ہیں یعنی ہر گیارہ

دانوں کے بعدایک بڑامنکہ حد بندی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ اب پہلی گیارہ تسبیحات مکمل ہوگئی ہیں اس لئے اس بڑے منکے کے بعد دوسری گیارہ تسبیحات پڑھیں پھران گیارہ دانوں کے بعد ایک اور بڑامنکہ حد بندی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ اب دوسری گیارہ تسبیحات بھی مکمل ہوگئی ہیں اس لئے اس بڑے منکہ کے بعد تیسری گیارہ تسبیحات پڑھیں۔اس طرح مجھ جیسے بات بات پر بھولنے والے بھی ان تسبیحات کی تعداد کو پورا کر لیتے ہیں۔

۹= قدموں میں سر رکھنا یعنی سجدہ کرنا۔

رُوح کی غذا

ذکر ہر محفل میں واللہ بارہا تیرا کیا
ہر گھڑی ہر آن تجھ کو یاد کرتا ہی رہا ۱

مجھ کو ہیں منظور باتیں جو بنیں روح کی غذاء
ہو تمہاری حمد جن میں اور ہو تیری ثناء ۲

مجھ پہ برسوں پہلے تیرا راز اِک ایسا کُھلا
جس نے مجھ کو خواب کی حالت سے یوں چونکا دیا ۳

بن گیا میں پاک و صاف اور باوضوٗ رہنے لگا
سچی خوابیں لوگوں سے بھی میں بیاں کرنے لگا ۴

تیرے انواروں کی بارش میں نے دیکھی بارہا
اور تیرے فضل سے مُستجابُ الدُعاء میں بن گیا ۵

روز چُھپ چُھپ کے میں کرتا ہوں تہہِ دِل سے دُعا
رہتا ہوں حاضر تیرے در پہ میں بہ صدق و صفاء ۶

میری سنتا آیا ہے ساری دعائیں تُو خُدا
پھیر دے تقدیر کا رُخ جنتی مجھ کو بنا ۷

۳ + ۴ = کہ یہ زندگی تو ایک ناپائیدار چیز ہے اس لئے تم صرف اللہ سے لو لگاؤ اور اپنی زندگی کے بقیہ ایام میں کچھ نیکی کے کام بھی کرلو کہ جس کے بعد میں ہر وقت یعنی دن رات باوضوٗ رہنے لگا اور اس طرح مختلف گناہوں سے بچنے کی بار بار توفیق نصیب ہوتی رہی۔ یہ خاکسار اپنی کئی ایک سچی خوابیں اور کشوف خود اپنی ہی تصنیف شدہ کتاب ''انوارِ بشیرؓ'' کے مختلف مقامات پر قلمبند کر چکا ہے۔

۵ = مُستجابُ الدُعا = یعنی ایک ایسا شخص کہ جس کی دعائیں خدا تعالیٰ کی جناب میں قبول کی جاتی ہیں۔ خاکسار کی چند ایک مقبول شدہ دعاؤں کی تفصیل کے لئے دیکھئے ''انوارِ بشیرؓ''۔ بعض احباب کو اس بات پر بہت اعتراض ہے کہ میں کیوں اپنی خوابیں لوگوں سے بیان کرتا رہتا ہوں۔ ان سچی خوابوں کے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان بیچاروں کو خوابوں کی حقیقت کا بھی علم نہیں کہ یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی دین ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے دکھاتا ہے۔ کون ہے جو اس کو روک سکے؟ لیکن اس کے باوجود صرف اصلاح کی غرض سے یہاں ایک حدیث بھی تحریر کرتا چلوں تا کہ سند رہے۔ **حدیقة الصالحین** کے صفحہ ۹۱۰ پر یہ درج ہے:-
حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب تم میں سے کوئی

شخص ایسی خواب دیکھے جو اس کو اچھی لگے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک خوشخبری ہے۔پس!اس لئے وہ اس خواب کو دیکھنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور لوگوں کو بھی اپنی خواب بتائے۔(بخاری کتاب التعبیر باب الرؤیا من اللہ)

اب یہ خاکسار مزید کیا عرض کرے کہ دنیا تو اعتراض کرتی ہی رہتی ہے کیونکہ اس کا تو کام ہی لوگوں کو دکھ دینا ہے۔بجائے اس کے کہ لوگ خوش ہوں کہ چلو ہم میں سے کسی ایک کو تو اچھی اور سچی خوابیں دکھائی دیتی ہیں مگر نہیں لوگ خوش ہونے کی بجائے اُلٹا یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تم ان کو بیان ہی کیوں کرتے ہو بلکہ بعض نے تو یہ بھی فرمایا کہ ہم تمہاری کوئی بھی خواب سننا ہی نہیں چاہتے اور بعض نے تو میرا تمسخرانہ انداز میں مذاق بھی اڑایا کہ تم ہمیں یونہی اِدھر اُدھر کے فضول قصے کہانیاں مت سناؤ لیکن جب وہی خوابیں سچ ثابت ہوگئیں تو تب انہی لوگوں نے مجھ سے قطع کلامی اختیار کرلی کہ اسے کیوں سچی خوابیں آتی ہیں اور ہمیں نہیں۔اب ازراہ کرم آپ خود ہی یہ فیصلہ فرمائیں کہ خدا کے کاموں میں کون دخل اندازی کرسکتا ہے۔واللہ! کوئی نہیں۔بقول جناب عبدالحئی ساحرلدھیانوی صاحب:-

جائیں تو جائیں کہاں

سمجھے گا کون یہاں

درد بھرے دل کی زباں (ساحرلدھیانوی)

بہرحال سچی خوابوں کی حقیقت سے انجان افراد کے لئے یہاں میں ایک اور حدیث پیش خدمت کرکے اپنا یہ فرض بھی نبھادوں کہ احادیث نبویہ کو دھیان سے سنو اور پھران ارشادات عالیہ کو سن کران پر ذرا سا غور وفکر بھی کرو نیز تدبر سے کام لیتے ہوئے ان پر عمل کرنے کی کوشش بھی کیا کرو اور یونہی محض اپنی ناسمجھی یا کم علمی کی بناء پر کسی شریف آدمی کا اپنے فضول اور بے تکُے اقوال سے دل نہ دُکھایا کرو۔حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ:-

عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَصَلَّمَ قَالَ اِذَا اقتَرَبَ الزَّمَانُ لَم تَکَد رُؤیَا المُؤمِنِ تَکذِبُ وَرُؤیَا المُؤمِنِ جُزء'' مِّن سِتَّۃٍ وَّاَربَعِینَ جُزءً مِنَ النُّبُوَّۃِ -(مسلم کتاب الرؤیا)-

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب زمانہ اپنے اختتام کے قریب ہوگا تو ایک مؤمن کا خواب بہت کم غلط ثابت ہوگا اور مؤمن کو آنے والا سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔**سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ**

خُدایا

شروع کرتا ہوں میں تیرا نام لے کر کہ برکت تیری اور رضا چاہتا ہوں
یہ سر نہ اُٹھے تیرے سجدے سے یارب اِسی میں ہی اپنی فنا چاہتا ہوں ۱

عبادت میں مجھ کو تُو لذت عطاء کر مناجات میں میں یہی چاہتا ہوں
تُو شیطاں سے مجھ کو بچاتے ہی رہنا ہر اک شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۲

ہے مطلوب و مقصود تیرے دیں کی خدمت تیری معرفت بے بہا چاہتا ہوں
کبھی مجھ کو مایوس نہ ہونے دینا مجھے دیتے رہنا یہی چاہتا ہوں ۳

مجھے زندگی جو عطاء کی ہے تُو نے لُٹانا تیری راہ میں چاہتا ہوں
تیرے عشق میں میں ہوں غرقاب اِتنا تیری چاہ میں ڈوبنا چاہتا ہوں ۴

تُو محبوب میرا میں عاشق ہوں تیرا تیرے پیار کی انتہا چاہتا ہوں
یوں بڑھ پائے کوئی نہ مجھ سے ثناء میں وہ تعریف جو کرنا میں چاہتا ہوں ۵

مجھے سیدھا رستہ دکھاتے ہی رہنا اُسی راہ پہ چلنا میں چاہتا ہوں
میرے دل کو غم سے تُو آزاد کر دے یہی دردِ دِل کی دوا چاہتا ہوں ۶

جو اولاد مجھ کو عطاء کی ہے تُو نے بنے نیک اور باخُدا چاہتا ہوں
یہ بڑھتے رہیں نیکیوں میں ہمیشہ بنیں متقی میں یہی چاہتا ہوں ۷

تیرا نام لیتے رہیں تاقیامت رہیں باوفا میں یہی چاہتا ہوں
یہ اِسلام کے ہوں تو دل سے شیدائی سکینت کی میں انتہا چاہتا ہوں ۸

میں بچوں کو کرتا ہوں تیرے حوالے وہ دے دے سبھی کچھ جو میں چاہتا ہوں
ہو فضلوں کی بارش تو بے انتہا ہو میں رحمت کی ایسی گھٹا چاہتا ہوں ۹

جو بیمار لاچار گنہگار بھی ہیں میں اُن کی بھی تجھ سے شِفاء چاہتا ہوں
تُو میری دعاؤں کو سُن لے خُدایا میں سب کا ہی تجھ سے بھلا چاہتا ہوں ۱۰

یہ اعمال میرے تیرے سامنے ہیں اِنہیں کر دے پاک و صفا چاہتا ہوں
تیری نیکیوں کا تو پلڑا ہے بھاری نداء یہ تیری سننا میں چاہتا ہوں ۱۱

جہنم سے مجھ کو بچا لے خُدایا رحم کر تُو اپنا یہی چاہتا ہوں
ہے جنت کی اُمید مجھے تیرے در سے تیرے در کا ہی آسراء چاہتا ہوں ۱۲

ملا دینا مجھ کو بزرگوں سے میرے میں جنت میں ایسی فضاء چاہتا ہوں
میری قبر میں جو سدا چلتی جائے میں جنت کی ایسی ہوا چاہتا ہوں ۱۳

میں بیکس بہت ہوں فقر میں ہوں مؤلا یہ کاسہء ہے خالی بھرا چاہتا ہوں
تُو مالک ہے میرا دعاؤں کو سُن لے میں سجدوں میں یہ ہی دعا مانگتا ہوں ۱۴

مجھے بخش دے میرے پیارے خُدایا بس اِتنی سی تیری رضا چاہتا ہوں
مجھے قرب اپنا عطاء کر خُدایا میں پاؤں تیرے چومنا چاہتا ہوں ۱۵

تُو ہی مان جا آج میرے خُدایا میں ہر وقت یہ ہی دُعا مانگتا ہوں
میرے جسم و جاں کو منور تُو کر دے کہ انوار کی میں ضیاء چاہتا ہوں ۱۶

۱۴= ﷺ یہ شعر ایک مشہور قوالی کے ایک شرکیہ شعر کا جواب ہے کہ جس میں شاعر ''بھر دو جھولی میری یا محمد۔لوٹ کر میں نہ جاؤں گا خالی '' لکھتے ہوئے تمام آداب عبادت بھول جاتا ہے جبکہ درحقیقت حضرت محمد تو خود اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کے امیدوار ہیں۔

حور

نفس:- جب تخیل نے میرے جو پرواز کی
تو کسی نے مجھے ایک آواز دی ۱
میں نے مڑ کے جو دیکھا نہ پایا کوئی
پھر بھی ہر سمت آواز گونجے وہی ۲

غور سے جو سنا اپنی آواز تھی
بالمقابل میرے اپنی ہی روح تھی ۳
جسم و جاں اور روح کا ہے رشتہ صحیح
اُس کو دیکھا تو میں نے بھی سمجھا یہی ۴

تب ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا میں وہیں
موت ہے اب قریب آگیا یہ یقیں ۵
اپنے دل میں ہؤا میں بہت ہی حزیں
اب تو دنیا میں اپنا ٹھکانہ نہیں ۶

میں نے پوچھا اُسے مانگتی ہے تو کیا
میں تو نادار مفلس ہوں اور بے نواء ۷
روح:- اے میرے ہم سفر بولی رُک جا ذرا
آج میری بھی سن لے اے بندہ خدا ۸

لو سنو غور سے اے میرے ہم نشیں
کیوں خبر تجھ کو اپنے ہی کل کی نہیں ۹

نفس:- میں نے سن کر ٹٹولا جو دل کو وہیں
کچھ نہ جھولی میں تھا نہ آستیں میں کہیں ۱۰

روح:- اِس قدر ہیں گناہ الاماں الحفیظ
کوئی تجھ سا جہاں میں نہیں ہے پلید ۱۱
نہ ہی کلمہ زکوٰۃ اور نہ صوم و صلوٰۃ
نہ ہی قرآں پڑھو نہ ہی دیکھو حدیث ۱۲

گر اجازت ہو کر دوں تمہیں بے نقاب
یا ہٹا کے حجاب میں کروں پردہ چاک ۱۳
تم سے پہلے بھی گزرے اسد و عقاب
مل کے خس میں سبھی ہو چکے ہیں خاشاک ۱۴

نفس:- کیوں تو تکلیف میں مبتلا ہے بہت
چاہتی ہے تو کیا پس یوں کر نہ بحث ۱۵
تجھ سے ملنا مجھے ہے بہت ہی عبث
جب سے دیکھی ہے میں نے یہ تیری جھلک ۱۶

روح:- اپنے اعمال دیکھ اور مجھ کو بتا
ایسے بغض و زہر سے ہے دل کیوں بھرا ۱۷
میری جاں کے تو درپے ہے کیوں بے وفا
کیوں نہیں تیرے دل میں کچھ خوف خدا ۱۸

ایک دن میں بچھڑ کر چلی جاؤں گی
پھر نہ واپس کبھی لوٹ کر آؤں گی ۱۹
تم ستاتے ہو مجھ کو بھلا کس لئے
ایک دن دیکھنا تم کو یاد آؤں گی ۲۰

نفس:- یہ سنا تو ہؤا میں بہت شرمگیں
کہ گناہوں کی دلدل کا میں تھا مکیں ۲۱
تب یہ دل بھی ہؤا بہت چیں بہ چیں
یہ ہے شرم و حیاء کا بہت ہی امیں ۲۲

پیار سے رُوح کو سمجھایا میں نے جناب
ہو ہی جاتے ہیں سرزد گناہ و ثواب ۲۳
کہ جوانی میں مجھ کو علم ہی نہ تھا
کیوں ڈراتی ہیں اب یوں گناہوں سے آپ ۲۴

ہم تو بندے تھے دونوں بہت ہی خراب
اب اچانک تم بن بیٹھیں حضرت تواب ۲۵
خود بھی ہمراہ تھیں میرے نہ ٹوکا کبھی
اس کو میں نے بھی یوں کر دیا لاجواب ۲۶

روح:- جب ملے گی تمہیں سخت کوئی سزا
تب بتا نہ سکو گے یہ کیوں کر ہوُا ۲۷
تم تو کر دو گے ظالم مجھے بھی تباہ
پس گھسیٹو نہ تم مجھ کو اپنی جگہ ۲۸

اور جو ہوگا پھر اِک دن حساب و کتاب
سب گناہوں کے بارے سوال و جواب ۲۹
قہر کی آگ ہوگی جہنم کی آگ
جسم کے لوتھڑے تب بنیں گے کباب ۳۰

خاک ہو جائیں گے جس میں حسن و شباب
ایسا آئے نہ واللہ کسی پہ عذاب ۳۱
سو بنو نیک تم اور کما لو ثواب
تیرے بدلے نہ آجاؤں زیرِ عتاب ۳۲

اور خدا کو جو آیا تمہی پہ جلال
تب تمہارا تو بچنا بہت ہے محال ۳۳
پھر جہنم میں ہوگا برا تیرا حال
اُس سے بچ جائے کسی کی نہیں یہ مجال ۳۴

نفس:- اُس نے سمجھایا مجھ کو تو آیا خیال
میرے دل نے نہ پہلے کیا یہ سوال ۳۵
آگئی جو اجل مونہہ دکھاؤں گا کیا
میرے اعمال ہیں سب بہت پُر ملال ۳۶

اِک زمانے کو تُو نے کیا ہے خراب
اب یوں روتے ہو تاکہ ملے نہ عذاب ۳۷
تُو نے کی تھی ہمیشہ ہی غیبت جناب
وہ بہت افتراء تھی تمہاری کذاب ۳۸

چاہتے تھے عمر بھر شراب و کباب
اب بھی آتے ہیں تم کو گناہوں کے خواب ۳۹
نہ تھی شرم و حیاء اور نہ کوئی حجاب
مونہہ پہ لعنت تمہارے سر پہ ڈالو تم خاک ۴۰

روح میری نے جب یہ سنی گفتگو
تب وہ پردہ اٹھا کر ہوئی رو برو ۴۱

روح:- مجھ سے بولی سنو اے جواں خوبرو
دل سے لڑتا نہیں کوئی یوں دو بدو ۴۲

دیکھ لو غور سے میں ہوں کتنی حسیں
میں ہوں شیریں سخن اور پھر خندہ جبیں ۴۳
مجھ سی تجھ کو ملے گی کہیں بھی نہیں
مان لو میری باتیں میرے ہم نشیں ۴۴

تب سہارا وہ دینے قریب آ گئی
اور بٹھا کے دلاسہ وہ دینے لگی ۴۵
کر لو منت سماجت خدا کی جناب
کہ ابھی وقت ہے دے دو دستک خود آپ ۴۶

تم نہا لو زہد میں اور ہو جاؤ پاک
اُس کے در پہ گرو دل کو کر کے تم صاف ۴۷
پھاڑ لو تم گریباں کر لو دامن کو چاک
توبہ کر لو ابھی وقت ہے کچھ جناب ۴۸

نفس:- سب خدائی کے آگے وہ صف آراء تھی
جس سے ہمت دوبارہ پھر میری بندھی ۴۹
میں تو حیران تھا اپنی روح پہ اصحاب
تھی وہ لاکھوں میں ایک کتنی حاضر جواب ۵۰

اُس کی نیکی کا دم میں بھی بھرنے لگا
اور اپنے گناہوں سے ڈرنے لگا ۵۱
پھر یہ منت سماجت بھی کرنے لگا
رحم کھانا تو مجھ پہ اے میرے خدا ۵۲

جب خدا نے سنا یہ سبھی ماجراء
روح میری سے وہ بھی متأثر ہوُا ۵۳
میری تقدیر کا تب کیا فیصلہ
ورنہ مجھ پہ تو وہ تھا بہت ہی خفا ۵۴

خُدا:- اِس طرح پھر خدا نے پکارا مجھے
جاؤ بخشا تجھے تجھ کو جنت ملے ۵۵
میری رحمت سے کچھ بھی نہیں ہے ورے
آؤ تم بھی رہو اِس کے سائے تلے ۵۶

نفس:-

ہوگیا سجدہ ریز میں وہیں پہ کہیں
کچھ بھی ہوش و حواس نہ تھا اپنے تئیں ۵۷
بن گیا میں بھی جنت کا پیارا مکیں
خاک کا ذرہ پہنچا کہیں سے کہیں ۵۸

مجھ کو لگتا تھا یہ اک سہانا سا خواب
درحقیقت نہیں تھا یہ کوئی سراب ۵۹
بن گیا خاک سے دیکھ لو مہتاب
اور چمکنے لگا بن کے میں آفتاب ۶۰

تب میری روح مجھ سے بہت خوش ہوئی
میری ہم دم اور میری وہ ساتھی جو تھی ۶۱
جسم و جاں کی طرح مجھ میں مدغم ہوئی
گیت پیارے ترنم سے گاتی ہوئی ۶۲

وہ ترانے تھے میرے ہی لکھے ہوئے
سب ہی حمد و ثناء میں تھے ڈوبے ہوئے ۶۳
تب فرشتے وہی گیت گانے لگے
جو کہ حوروں کا دل بھی لبھانے لگے ۶۴

جب خدا نے سنے تو بہت خوش ہوُا
اِس کے درجے بڑھا دو یہ فرما دیا ٦٥
مجھ پہ حوروں فرشتوں کو رشک آ گیا
جب خدا کے حضور میرا درجہ بڑھا ٦٦

آج خوش ہے میری روح مجھ سے بہت
جو کہ اُس روز مجھ سے خفا تھی بہت ٦٧
غم اُٹھاتی رہی زندگی بھر وہ دوست
پر جدا نہ ہوئی مجھ سے جیسے کہ پوست ٦٨

دیکھ لو ساتھ میرے وہ بخشی گئی
روح کو مل گئی زندگی اک نئی ٦٩
آج قربان ہوتی ہے مجھ پہ وہی
میری توبہ سے جو ایک حُور بن گئی ٧٠

میں تو کرتا تھا ہر روز یہی التجا
مانگتا تھا میں ہر دن یہی بس دعا ٧١
مجھ کو مل جائے وہ میرے پیارے خدا
میری ساتھی بنے اور بنے ہم نواء ٧٢

اب ٹھکانہ ہے جنت میں ہم تینوں کا
پس یوں زندہ رہے گا یہ نام وفا ۷۳

تم بھی چاہو تو تم کو بھی مل جائے گا
چھوڑ دو سارے لچھن اور سارے گناہ ۷۴

آؤ مل کر خُدا کی حمد سب کریں
اور حدیث و قرآں کے سبق ہم سنیں ۷۵

باجماعت نمازیں ہم پڑھتے رہیں
رات دن سیدھی راہوں پہ چلتے چلیں ۷۶

عمدہ اعمال بنتے ہیں اچھی سی روح
بد اعمالی بناتی ہے گندی سی روح ۷۷

آؤ نیکی کی جانب کرو تم رجوع
اور عبادت کرو بہ خشوع و خضوع ۷۸

سب فرشتوں کے پہنچیں درود و سلام
تم کو جنت خدا کی ملے گی اِنعام ۷۹

اِس سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی بھی مقام
ساری دنیا کو دے دو میرا یہ پیام ۸۰

ہے کہانی میری یہ بہت ہی عجیب
پس! خدا کو بنا لے تو اپنا حبیب ۸۱
اُس سے زیادہ نہیں کوئی تیرے قریب
توبہ کر لے نسیم ہو تجھے یہ نصیب ۸۲

۵۳ = یعنی شعر نمبر(۷) سات میں تو میں بے نواء تھا یعنی میری اپنی کوئی حیثیت ہی نہ تھی لیکن شعر نمبر(۵۳) ترپن میں میری روح میرے دل کی آواز بن گئی کہ جس کی گفتگو کو سُن کر خدا تعالیٰ کو مجھ عاجز حقیر پُر تقصیر پر رحم آ گیا۔آپ یقین مانیں کہ ایک مرتبہ جب مجھے خدا تعالیٰ کی ہستی کی موجودگی کا احساس ہؤا تو اُس وقت میں نہایت درد دل کے ساتھ کوبلنیز میں ایک جماعتی اجلاس کے آغاز پر تلاوت قرآن مجید کر رہا تھا۔جی ہاں یہ وہ ایک انتہائی اہم اجلاس تھا کہ جس میں کوبلنیز سٹی یعنی شہر اور کوبلنیز نوئنڈ ورف اور نوئے وِیڈ نیز فالنڈار کی چار جماعتوں کو ملا کر ایک ریجن تشکیل دیا جانا تھا لیکن اس وقت خدا تعالیٰ کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے میری زبان گنگ ہوگئی اور میں تلاوت کرنا بھول گیا اور خوف خدا سے میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تو تب کسی نے مجھے بازو سے پکڑ کر میری کرسی پر بٹھا دیا۔خیر میرے بعد مکرم چوہدری محمد ارشد ساہی صاحب کو تلاوت کے لئے بلایا گیا اور پھر دوران تلاوت وہ بھی تلاوت کو بھول گئے کہ جس کے بعد کسی تیسرے دوست نے تلاوت کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس ملاقات کے لئے خاکسار جتنا بھی شکریہ ادا کرے اُتنا ہی کم ہے۔اس لئے میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ** کیونکہ ہماری دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے از خود اپنا دیدار کروایا یا پھر اپنے فضل سے اسے اپنی موجودگی کا یقین تو کیا صرف احساس ہی دلایا۔آپ یقین مانیں کہ یہ لوگ انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔پس ! اے میرے اللہ ۔اے میرے رب۔اے میرے پروردگار۔اے میرے رحیم وکریم خدا۔اے میرے رحمٰن معبود۔اپنے دیدار کے لئے اپنے ایک حقیر اور پُر تقصیر بندے کا شکریہ قبول فرما۔**آمین اللھم آمین**

۵۸+۶۰ = ﷺ ان اشعار کے مفہوم کو خاکسار نے اپنے آقا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ کلام میں سے اخذ کر کے چُنا ہے۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا:-

اک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا (درثمین)

۶۴ = ﷺ حور۔حوریں۔حوروں وغیرہ کے بارہ میں یہ اشعار بہت سوچ سمجھ کر اور انتہائی غور سے پڑھنے چاہیں کیونکہ ہر انسان کو جنت میں ایک ساتھی ملے گا کہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حور کا نام دیا ہے۔ان حوروں کا ذکر میرے اشعار میں پہلے بھی ہو چکا ہے کہ وہ باریک بین نظر رکھنے والی ہوں گی وغیرہ وغیرہ لیکن یہاں ہم حور کی ہیئت کو پرکھتے ہیں کہ دراصل یہ حور ہے کیا چیز؟

جی ہاں حور دراصل ہر انسان کے اپنے ہی اعمال صالحہ ہیں ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مرد حضرات کو تو جنت میں غلمان اور حوریں نصیب ہوں لیکن پاکیزہ۔معصوم اور حیادار نیز متقی نمازی پرہیزگار عورتوں کو کچھ بھی نہیں؟ نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں کو ہی یعنی ہر متقی انسان (مرد وعورت دونوں) کو ان کی خدمت کے لئے غلمان اور حوریں عطاء کی جائیں گی لیکن پھر بھی ہر کسی کو جو حور نصیب ہوگی تو کیا مردوں کو زنانہ اور عورتوں کو مردانہ حوریں ملیں گی؟ اگر خدا تعالیٰ زنانہ جنس کی حوریں مردوں کے لئے بنانے پر قادر ہے تو وہ مردانہ جنس کی حوریں عورتوں کے لئے بھی بنا سکتا ہے اور اگر بالفرض عورتوں کے لئے بھی زنانہ حوریں ہی ہوں گی تو یہ بھی ہم جنس پرستی کی ایک قسم ہے کہ جس کی جنت تو کیا دنیا کے عام قوانین میں بھی اجازت نہیں۔

پس! ثابت ہؤا کہ اول تو یہ حوریں تمام متقین کو خواہ وہ مرد ذات ہوں یا عورت ذات دونوں کو ملیں گی۔دوم یہ کہ یہ حوریں دراصل ہمارے اپنے ہی اعمال صالحہ ہوں گے اور کوئی بھی عورت بھیس بدل کر کسی متقی مرد کے لئے زنانہ حور نہیں بن جائے گی اور اسی طرح کوئی بھی مرد اپنا چولہ تبدیل کر کے کسی متقی اور پرہیزگار عورت کے واسطے مردانہ حور نہیں بن جائے

گا۔اس کے علاوہ جب ہر مؤمن مرداور ہر مؤمن بیوی کو جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دینے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے تو پھراس حوریعنی اس عورت ذات سوتن حوریا اس مرد ذات رقیب حور کو وہاں جنت میں اپنے قریب کون پسند کرے گا؟ اور وہاں پر پھران حوروں کی ضرورت بھی کیا رہے گی؟ جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نیک و پاک اعمال صالحہ بجالانے والے ایماندار میاں بیوی کے ساتھ ساتھ ان کی نیک و پاک اعمال صالحہ بجالانے والی ایماندار آل اولاد کے لئے بھی از راہ شفقت ورحمت فرمایا کہ جنت الفردوس میں ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔فرمایا:-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط كُلُّ امْرِیءٍ م بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ'' ٥ (الطور ۵۲: آیت ۲۱) اور جو لوگ صدق دل سے اللہ پر ایمان لے آئے اور ان کی اولاد بھی صدق دل سے اللہ پر ایمان لے آئی تو ہم ان ایمانداروں کے ساتھ ساتھ ان کی اس ایماندار اولاد کو بھی جنت الفردوس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے والدین کے اعمال کی جزا میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی کیونکہ ہر شخص کو اس کے ہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

یعنی یہ ایک نہایت ہی تحقیق طلب معاملہ ہے کہ جس پر بہت غوروخوض کرنا پڑتا ہے تب جا کر اس معاملہ کی گتھیاں سلجھتی ہیں کہ حور دراصل ہمارے اپنے اعمال صالحہ ہی ہیں کہ جن کی کوئی جنس نہیں یعنی یہ نہ مرد ذات ہیں نہ ہی کوئی عورت ذات نیز نہ ہی ان دونوں اقسام کے بین بین یعنی بانجھ یا نامرد مخنث یا خواجہ سرا یا خُسرانسل کی حوریں ہوں گی۔پس! جتنے بھی عمدہ اور اعلیٰ نیز بہترین ہمارے اپنے اعمال ہوں گے انہی کی نسبت سے اتنی ہی خوبصورت اور حسین وجمیل ہماری اپنی اپنی ذاتی حوریں بھی ہوں گی جو کہ ہمارے جسمانی حسن وجمال اور قد و کاٹھ کی بجائے ہمارے روحانی تقویٰ اور پرہیز گار ہونے کی بناء پر ہم پر دل وجان سے فریفتہ ہوں گی اور ہر طرح سے ہماری خدمت بجالائیں گی۔واہ۔واہ۔واہ ۔سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ

اسی مضمون کی نسبت سے میں یہاں عورت اور مرد کے مساوی حقوق کے بارہ میں بھی ایک حدیث نبویہ ؐ پیش کرتا ہوں تاکہ ہمیں یہ علم ہو جائے کہ ہر جگہ یعنی یہاں اس دنیا میں اور وہاں یعنی جنت الفردوس میں بھی عورت کو مساوی حقوق ملیں

گے۔اسی لئے قرآن مجید میں جب کسی متقی کا ذکر ہوتا ہے تو وہاں کسی عورت یا مرد کی بات نہیں ہوتی بلکہ متقین کی بات ہوتی ہے یعنی متقی عورت کی اور متقی مرد کی یعنی دونوں کو ملا کر متقین کی بات کی جاتی ہے۔

''ایک مرتبہ حضرت اسماءؓ بنت یزیدؓ انصاری،آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں عورتوں کی جانب سے نمائندہ بن کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ حضورؐ ! میرے ماں باپ،آپؐ پر فدا ہوں۔مَیں عورتوں کی جانب سے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مَردوں اور عورتوں یعنی سب کی طرف معبوث فرمایا ہے لیکن ہم عورتیں گھروں میں بند ہو کر رہ گئی ہیں اور مَردوں کو ہم پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ نماز باجماعت، جمعہ اور دوسرے مواقع اجتماع میں شریک ہوتے ہیں،نماز جنازہ پڑھتے ہیں،حج کے بعد حج کرتے ہیں اور پھر سب سے زیادہ بڑھ کر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جب ان مَردوں میں سے کوئی حج،عمرہ یا جہاد کی غرض سے گھر سے باہر جاتا ہے تو ہم عورتیں ان کی اولاد اور ان کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں اور سُوت کات کر ان کے لئے کپڑے بُنتی ہیں، ان کے بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کو بھی سنبھالے ہوئے ہیں لہذا کیا مَردوں کے ساتھ ہم عورتیں بھی برابر کی شریک ہوسکتی ہیں؟ جبکہ مرد اپنا فرض ادا کرتے ہیں اور ہم عورتیں اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ،حضرت اسماءؓ کی یہ باتیں سن کر صحابہؓ کی جانب مُڑے اور انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-
''کیا اس عورت سے بھی زیادہ عمدگی کے ساتھ کوئی دوسری عورت اپنے مسئلہ کو پیش کرسکتی ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: حضورؐ ! ہمیں تو گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی عورت اتنی عمدگی سے اور اتنے اچھے پیرائے میں اپنا مقدمہ پیش کرسکتی ہے۔

پھر آنحضرت ﷺ،حضرت اسماءؓ کی طرف دوبارہ متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خاتون! اس بات کو تم خوب اچھی طرح سے سمجھ لو اور پھر جن خواتین کی تم نمائندہ بن کر آئی ہو انہیں بھی جا کر بتا دو کہ اپنے خاوند کے گھر کی عمدگی کے ساتھ دیکھ بھال کرنے والی اور اس کو اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی ثواب اور وہی اجر ملے گا جو اس کے خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے''۔(اُسُدالغابة فی معرفة الصحابة – تذکرہ اسماء بنت یزید صفحہ

۳۹۹) + (الاستیعاب فی معرفة الاصحاب صفحہ۷۲۶ تذکرہ اسماء بنت یزید)

۶۸ = پوست یعنی میری جِلد میری کھال میرا چمڑا کہ جسے پنجابی میں میری چمڑی بھی کہتے ہیں۔

۷۳ = ہم تینوں سے مُراد میرا اپنا نفس یعنی میری اپنی ذات۔ میرا اپنا جسم۔ میری اپنی روح یعنی میری ذاتی حور۔

۷۷ = گندی سی رُوح یعنی بدرُوح۔

۷۹ = سب فرشتوں کے درودوسلام۔ ان دونوں اشعار میں شامل مضمون کے تعلق میں میں یہاں دو آیات کریمہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں کیونکہ کسی کو سنانے کے لئے قرآن مجید کی آیات کریمہ کی تلاوت کرنا یا کسی کو سمجھانے کی غرض سے انہیں تحریراً کسی کے سامنے پیش کرنا یعنی یہ دونوں طریق ہی باعث سعادت ہیں۔ بہرحال ان دونوں اشعار کے بارہ میں میرے مدنظر ہمیشہ قرآن مجید کی یہ آیات کریمہ بھی ہمیشہ رہیں۔ فرمایا:-
جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ یَدۡخُلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ O سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَی الدَّارِ O (الرعد: ۲۴-۲۵) یعنی جب بخشش یافتہ جنتی افراد اپنے بزرگوں اور بیوی بچوں نیز اپنی نسل کے نیک لوگوں کے ہمراہ بہشت کے باغات میں داخل ہوں گے تو تب جنت الفردوس کے ہر کونہ سے فرشتے آ آ کر ان پر سلامتی بھیجیں گے اور کہیں گے کہ تم دنیا میں ثابت قدم رہے ہو اس لئے لو اب تم خود ہی دیکھ لو کہ تمہاری ثابت قدمی کی بناء پر تمہیں یہاں کیسا عمدہ اور اعلیٰ گھر یعنی مقام ومرتبہ عطاء کیا گیا ہے۔

میرا محبوب

میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال
حُسن سے بڑھ کے جِس کا ہے اپنا جمال ا

وہ بدرگاہِ ذیشانِ حسن و شباب
اِن ستاروں میں ویسی نہیں آب و تاب ۲
سب ہی مرجھا گئے اور ہوئے لاجواب
اور سورج کا بھی ہوگیا یہ ہی حال ۳
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

ایسی دیکھی نہ تھی میں نے دنیا کی چال
اُس کے پاؤں تلے دھرتی ڈالے دھمال ۴
اُس کے انوار ہیں اور اُس کے جلال
سارے شرق و غرب اور جنوب و شمال ۵
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

اُس کے در کے میں چکر لگاؤں مدام
اِن نگاہوں سے بھیجوں ہزاروں پیام ۶
وہ جو مل جائے کر لوں میں اُس سے کلام

مجھ کو کھینچے ہے اُلفت کا پیارا سا جال ۷
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

نام جپتا ہوں روز اُس کا ہر صبح و شام
میرے سینے میں لیکن محبت ہے خام ۸
پھر بھی آنکھوں سے چَھلکے محبت کا جام
اور یہ سب کچھ ہے اُس کی نگاہ کا کمال ۹
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

وہ تو ازخود ہی مجھ پہ مہربان ہے
وہ جو ارض و سماء کا بھی سلطان ہے ۱۰
اُس محل کا نہ کوئی بھی دربان ہے
اب نہ رہ جائے باقی کوئی بھی سوال ۱۱
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

اُس کے در پہ ادب سے میں یوں گر پڑا
کہ جذب اُس کے قدموں مِیں مَیں ہو گیا ۱۲
اُس کے دامن سے پیوستہ بھی ہو گیا
لُطف جینے کا اُس کے بناء ہے محال ۱۳
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

میں بہاروں نظاروں میں یوں گُم ہوُا
اُس کے جلووں کی ہستی کا مُخبر بنا ۱۴
اُس کی آنکھوں کی مستی میں بھی کھو گیا
اب بہک جاؤں ایسی نہیں ہے مجال ۱۵
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

اِس وفا کی یہ زندہ رہے گی مثال
جان کھو کر بھی تم نہ ہوئے پُرملال ۱۶
کیسے ڈھونڈے ہیں دنیا میں تم نے یہ لعل
اپنے دِل کا بتا دو نسیم اب تو حال ۱۷
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

یہ اشعار ہیں میرے دل کی زباں
ہیں یہ مذہب میرا اور دین و ایماں ۱۸
جب یہ لکھتا ہوں کرتا ہوں آہ و فغاں
ہیں خُدا کی ودیعت یہ خواب و خیال ۱۹
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

تم بھی بن جاؤ جیسے ہو لعلِ یمن
مان لو بات میری اے دُرِ عدن ۲۰
تم ہی جانِ بہار تم ہی جانِ چمن

نیز جنت کے پھولوں کی مہکی سی ڈال ۲۱
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال

لو خدا کے حضور تم بھی اب گر پڑو
اپنے اشکوں سے تر تم مصلے کرو ۲۲
اور سجدوں میں تم یہ دعائیں کرو
وہ بن جائے ساتھی اور پُرسانِ حال
میرا محبوب لاکھوں میں ہے بے مثال ۲۳

ا= میرا محبوب یعنی بذات خود خدا تعالیٰ کا بابرکت وجود ہی میری محبوب ترین ہستی ہے۔میرے عشق کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ جیسے ایک مظبوط اور جوان عاشق مرد کسی خوبصورت عورت کے عشق میں مبتلاء ہو جائے کہ جیسے مجنوں اپنی لیلیٰ کی محبت میں مبتلاء ہو کر جاں بحق ہو گیا۔اسی طرح کوئی حسین عورت کسی توانا اور جوان مرد سے اپنے عشق کی بدولت جان دے دے کہ جیسے سوہنی صرف مہینوال (مہیں یعنی بھینس اور مہینوال یعنی بھینسوں والا) کی خاطر دریا بُرد ہو کر غرق ہو گئی۔یا پھر دل کے غریب لوگ دولت پر قربان ہو جائیں مثلاً قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں ایک امیر کبیر شخص تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنی مال و دولت پر غرور کرتے ہوئے مارا گیا۔

پس!اسی طرح خاکسار بھی مال و دولت کی بجائے ہستی باری تعالیٰ سے انتہائی محبت کرتا ہے اس لئے صرف اسی کے عشق میں غرق رہتا ہے اور اسی کی طلب مجھے بے چین رکھتی ہے اور اسی پر جان دینے کو جی چاہتا ہے۔بقیہ یہ کہ میں کب جان دوں گا؟ یہ صرف خدا تعالیٰ کی مرضی اور منشاء پر منحصر ہے لیکن خدا کرے کہ جب بھی وہ وقت آئے تو میری درج ذیل یہ دعا ضرور قبول ہو:-

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ

وَلِيّٖ فِی الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِيۡ بِالصّٰلِحِيۡنَ ○ (یوسف ۱۲ : آیت ۱۰۱) اے میرے رب! تُو نے مجھے حکومت کا ایک حصہ عطاء کیا اور تعبیر الرؤیا کا کچھ علم بھی مجھے بخشا۔ پس! اے ارض وسماء کے خالق و مالک! تُو ہی اس دنیا اور آخرت دونوں میں میرا مددگار ہے لہذا جب بھی میری موت کا وقت آئے تو مجھے کامل فرمانبرداری کی حالت میں وفات دے کر صالحین کی جماعت کے ساتھ ملا دے۔ (آمین)

الغرض ہمیں یہاں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ بالکل اسی طرح جب کسی بھی انسان کو جس چیز میں بھی کمال حاصل ہو جاتا ہے تو وہ پھر اپنے اس کمال یا فن کو بچانے کی خاطر اس پر اپنی جان بھی قربان کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارسطو کو تو سب ہی جانتے کہ وہ سِل کی بیماری سے جاں بحق ہوا۔ افلاطون فالج کی تکلیف میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ حکیم لقمان سرسام کے مرض میں اور جالینوس کے لئے پیچش کی بیماری جان لیوا ثابت ہوئی۔ حالانکہ یہ سبھی اوپر بیان کردہ انہی بیماریوں کے علاج میں کمال درجہ کے طبیب یعنی معالج تھے۔ یعنی ثابت ہوا کہ اس طرح جس کو جس کسی چیز یا ذات سے بھی محبت ہو جاتی ہے وہ دن رات اسی کے خواب و خیال میں غرق رہنے کی بدولت اسی پر اپنی جان بھی قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ پس! اسی طرح مجھ جیسے طالب خدا کو خدا طلبی کا مرض لاحق ہو جاتا ہے اور پھر وہ ذات باری تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے ہوئے دنیا و مافیہا کی حدود سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی یہ محویت بڑھتے بڑھتے عبودیت کا رنگ اختیار کر لیتی کہ جسے فنافی سبیل اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی انسانوں کے بارہ میں فرمایا:-

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ (الانعام ٦ : آیت ١٦٢) تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری زندگی اور موت صرف اللہ ہی کے لئے ہیں جو کہ تمام جہانوں کا رب ہے۔

اغلبًا خاکسار کے اسی رنگ کو دیکھ کر ہی تو میرے پیارے آقا حضرت امیر المؤمنین سیدنا مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب گرامی بتاریخ ۳۱/اپریل ۲۰۱۳ء میں یہ تحریر فرمایا کہ:-

''اللہ نیک خواہشات پوری فرمائے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے جذبات کو رقم کرنے کی توفیق دے نیز اپنے پیارے انعاموں کا وارث بنائے ---۔ آمین''۔

۱-۱۵= ﴾ ان تمام اشعار میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی گئی ہے کہ اس کے حسن و جمال کے سامنے دنیا کی عمدہ اوراعلیٰ نیز بہترین اشیاء کی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔مثلاً اگر ہم صرف اپنے اردگرد ہی نگاہ دوڑائیں تو ہمیں یہ علم ہوجائے گا کہ سورج دراصل چودھویں کے چاند (بدر) سے بھی زیادہ روشن اور چمک دار ہے کیونکہ جب سورج طلوع ہوجاتا ہے تو تب چودھویں کے چاند کی روشنی بھی ماند پڑ جاتی ہے۔پس! ثابت ہؤا کہ اگر یہ خوبصورت زمین سورج چاند اورستارے نیز نباتات وحیونات۔دریا اور پہاڑ سب خدا تعالیٰ کے ہی پیدا کردہ ہیں تو وہ ازخود کس قدر بلندو بالا شان رکھنے والا حسین وجمیل وجود نہ ہوگا۔یعنی :-

وہ بدرگاہِ ذیشانِ حسن و شباب
اِن ستاروں میں ویسی نہیں آب و تاب (شاعرمغرب نسیم)

اور پھر جیسا کہ آپ کوعلم ہی ہے کہ اندھیری راتوں میں ستاروں کی روشنی میں بھی انسان کچھ دورتک دیکھ سکتا ہے یعنی ان کی ٹمٹاتی روشنی میں بھی ایک نورانی طاقت موجود ہے لیکن جب چودھویں کا چاندنمودار ہوجاتا ہے تو اس رات وہی تمام ستارے پھیکے پھیکے سے نظر آنے لگتے ہیں بلکہ چاند کے قریب نظر آنے والے ستارے تو اس رات سرے سے غائب بھی ہوجاتے ہیں اسی طرح جب دن کا سورج ظاہر ہوجاتا ہے تو تب سبھی ستارے آسمان پر وہیں اپنے اپنے مقام پرموجود ہونے کے باوجود بھی ہمیں دکھائی نہیں دیتے اور یہی اس شعر کا مطلب ہے کہ:-

سب ہی مرجھا گئے اور ہوئے لاجواب
اور سورج کا بھی ہوگیا ویسا حال (شاعرمغرب نسیم)

یعنی میرے محبوب اللہ تعالیٰ کی خوبصورتی کے سامنے چانداور تاروں کی روشنی تو کیا خوداس سورج کی چمک دمک بھی ماند پڑ گئی جو کہ ہماری دنیا کے لئے سب سے زیادہ چمک دار چیز ہے یعنی اس کی روشنی بھی مرجھا گئی۔اردو میں کسی چیز کی چمک دمک کے ماند پڑنے کو مرجھا جانا بھی کہا جاتا ہے مثلاً ’’آج بلا کی سردی تھی اور دھند چھا جانے کے باعث سورج بھی مرجھایاہؤ اسانظر آ رہا تھا‘‘۔اسی طرح یہاں سورج اور چاندستاروں کا ذکر ہے کہ ان کی خوبصورتی بھی خدا تعالیٰ کے

حسن و جمال کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اس کے علاوہ ہم جب بھی کوئی خوبصورت سی چیز دیکھتے ہیں خواہ وہ مہکتے ہوئے پھول ہوں یا سرسبز وشاداب خوبصورت وادیوں کے نظارے۔ گرمیوں میں ٹھنڈی ٹھنڈی بارش پڑ جائے یا سردیوں میں گرما گرم دھوپ کی تمازت۔ حسین وجمیل انسان ہوں یا خوبصورت درندے۔ چرندے یا پھر پرندے تو ان سب کے حسن سے مسحور ہوکر ہمارے مونہہ سے خود بخود ہی ''سبحان اللہ'' نکلتا ہے یعنی ہماری زبان سے ایسی حسین وجمیل چیزیں بنانے والے خدائے بزرگ و برتر وکارساز کی تعریف بیان ہوتی ہے جو کہ ان سے بھی کہیں زیادہ خوبصورت ہے۔ اگر نعوذ باللہ نہیں تو پھر ہمیں خدا تعالیٰ کی جابجا تعریف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:-
''دنیا میں گھوم پھر کر تو دیکھو کہ میں نے تمہارے لئے کیا کچھ نہیں بنایا لیکن پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے''۔

۴ = ✿ دھمال یعنی یہ زمین اپنے محور کے گرد چکر لگا رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سورج کے اردگرد بھی گھوم رہی ہے نیز یہ شمالاً جنوباً اپنا محور بھی تبدیل کرتی رہتی ہے کہ جس کی وجہ سے زمین کا مقناطیسی محور سالہا سال سے تبدیل ہوتا چلا جارہا ہے یعنی یہ زمین یہاں سے وہاں یعنی دائیں بائیں گھومنے کے ساتھ ساتھ اِدھر سے اُدھر یعنی اوپر نیچے بھی چکر لگا رہی ہے یعنی جھومتی۔ گھومتی اور جھولتی ہوئی ناچ رہی ہے اور انہی تمام حرکات کا نام دھمال ہے۔

۵ = ✿ انوار مثلاً چاند تاروں کہکشاؤں اور قوس وقزح نیز آ وٗرا کی نظر لبھانے والی ٹھنڈی نورانی روشنیاں کہ جن کو متواتر دیکھتے رہنے سے بھی آنکھوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور پھر ان کے مقابل جلال مثلاً سورج کی تپش، آتش فشاؤں کا جلتا ہوٗ الاوا یا پھر کھانا پکانے والی سلگتی ہوئی آگ کہ جن کی گرمی ایک حد تک تو آرام دہ ہوتی ہے لیکن اگر ان کی تپش میں اضافہ ہو جائے تو ان کے سامنے یا قریب موجود ہر ایک چیز جلنے لگتی ہے یعنی یہ سب اُس کے جلال کی نشانیاں ہیں۔
۶ = ✿ اس کے در پہ میں چکر لگاؤں مدام یعنی اب میں نے دنیا سے مانگنا چھوڑ دیا ہے اور اسی سے سب کچھ طلب کرتا ہوں اور پھر وہی اپنی جناب سے مجھے عطاء بھی کرتا ہے۔ اور اس کام کے لئے ایسے ایسے راستے اختیار کرتا ہے کہ میں

حیران وششدر رہ جاتا ہوں کہ یہ تو ایک بالکل انہونی بات تھی پھر یہ کیسے ممکن ہوگئی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ کو کون روک سکتا ہے۔سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ العَظِیْمِ

۹= ﴾ محبت کا جام یعنی آنسوؤں سے بھرے ہوئے پیالے بہہ رہے ہیں۔

۱۱= ﴾ دربان = پہرے دار یعنی ہم جب اور جس وقت بھی چاہیں خدا تعالیٰ کے حضور منت سماجت کر سکتے ہیں۔دعائیں مانگ سکتے ہیں بلکہ گلے شکوے حتیٰ کہ شکایت کرنے کی بھی اجازت ہے یعنی اس کے اور ہمارے درمیان کوئی روک ٹوک نہیں۔کوئی دیوار تو کیا کوئی پردہ بھی درمیان میں حائل نہیں حتیٰ کہ کوئی دوسرا انسان تو کیا کوئی فرشتہ بھی ہمارے درمیان آنے کی جرأت نہیں کرسکتا یعنی کوئی دربان یا پہرے دار بھی موجود نہیں۔

۱۵= ﴾ بہک جاؤں یعنی یہ تمام خوبصورت نظارے دیکھ کر صراط مستقیم کو چھوڑ دینا ایک نہایت ہی مشکل امر ہے۔

۱۷= ﴾ لعل سے مراد دنیا کے لعل وگوہر نہیں بلکہ روحانی دنیا کی تجلیات ہیں۔تفصیل ان کی یہ ہے کہ دین کی خدمت کرتے ہوئے مجھے اپنی مختلف دینی کتب تصنیف کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔اسی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بھی بہت سی کتب اور مضامین کو اپنے ہاتھ سے لکھنے بلکہ کمپیوٹر پر بھی ٹائپ کرنے کا ثواب نصیب ہوا۔صاحب رویاء وکشوف اور مستجاب الدعاء کا مقام بھی پایا اسی طرح دنیا کے تعلق میں ہمیشہ اچھا رہن سہن بھی ملا اور بہترین آل اولاد بھی مجھے نصیب ہوئی۔پس!اسی لئے تو میں بار بار یہ وِرد کرتا رہتا ہوں کہ:-سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ العَظِیْمِ۔
۲۱= ﴾ یہاں ساتھی سے کیا مراد ہے= وَ نَفْسٍ وَّمَا سَوّٰھَا ○ (الشمس ۹۱ : آیت ۷) میں اللہ انسانی نفس کو بے عیب بنائے جانے کو بھی اپنی موجودگی کی شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں۔پھر فرمایا:- فَاَلْھَمَھَافُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا ○ (الشمس ۹۱ : آیت۸) یعنی خدا نے انسان کو اس کے اپنے ہی اندرونی شیطان یعنی نفس کی بدکاری اور تقویٰ نفس دونوں کا علم عطاء فرمایا تا کہ وہ ان تمام امور سے خوب واقف ہو کر ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ

رہے۔

بہرحال یہ ایک لمبا مضمون ہے اس کی تفصیل خاکسار کی کتاب ''قرآنی خزائن'' میں موجود ہے لیکن ان آیاتِ کریمہ کے جواب میں سیدنا آنحضرت ﷺ نے ہمیں اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِی تَقْوٰھَا وَ سَبِّحَا اَنْتَ خَیْر '' زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا پڑھنا سکھایا ہے یعنی ''اے میرے اللہ ! میرے نفس کو تقویٰ عطاٗ فرما اور اسے تمام گناہوں سے پاک فرما کیونکہ تُو ہی سب سے زیادہ اچھا پاک کرنے والا اور ہمارے اس نفس کا سب سے زیادہ بہترین ساتھی اور پھر ہم سب کا مالک بھی ہے''۔

پس ثابت ہوٗا کہ یہاں ساتھی اور پُرسان حال کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بذات خود ہمارا دوست اور ساتھی نیز والی وارث بن جائے اور یہی ہماری سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

سورج

تیرے عشق مِیں مَیں ہوں غرقاب اِتنا کہ گرداب کو ہی کِنارہ بنادے
میں سجدے میں ہی جان دے دوں خُدایا مجھے اِس جہاں سے تُو ایسے اُٹھالے ۱

ہے چاروں طرف میرے رنگیں زمانہ کہ دلکش بہت ہے گناہ کا خزانہ
گناہوں کی دلدل میں نہ ڈوب جاؤں مجھے ڈوبنے سے خُدایا بچالے ۲

مجھے سب نے چھوڑا ہے ملکِ عدم میں نہ چلنے کی طاقت رہی اب قدم میں
کوئی اب جہاں میں سہارا نہیں ہے میری التجا ہے تُو مجھ کو سنبھالے ۳

تیرے نام کو میں جہاں میں پھیلاؤں یوں دنیا کو اسلام میں بھی سکھاؤں
عدو ہر جگہ پہ ہزیمت اُٹھائے کلام اپنا اِتنا تُو مجھ کو سکھادے ۴

رہے نام زندہ میرا تاابد تک میری روشنی پہنچے ہر اک فلک تک
تیری خاک کا ہوں میں چھوٹا سا ذرہ دِکھا یہ کرشمہ اور سورج بنادے ۵

اقرار

میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کی اراضات و سماوات کی خُدائی تیرے ہاتھ میں ہے
میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کی نباتات و حیوانات کی بنائی تیرے ہاتھ میں ہے ۱

میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کی مخلوقات و جنات کی کلائی تیرے ہاتھ میں ہے
میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کے حالات و واقعات سے آگاہی تیرے ہاتھ میں ہے ۲

میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کی عزت و برکت و بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے
میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کی عبادات و مناجات کی شنوائی تیرے ہاتھ میں ہے ۳

میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کی نفرت و ذلت و رسوائی تیرے ہاتھ میں ہے
میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہرقسم کی ذات و پات کی بڑائی تیرے ہاتھ میں ہے ۴

میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہر قسم کے جذبات و احساسات کی راہنمائی تیرے ہاتھ میں ہے
میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہر قسم کی ملاقات ووصالات کی اکائی تیرے ہاتھ میں ہے ۵

میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہر قسم کی اخوات و مساوات کی سچائی تیرے ہاتھ میں ہے
میں یہ اقرار کرتا ہوں کہ یقیناً ہر قسم کی صفات و کمالات کی اچھائی تیرے ہاتھ میں ہے ۶

آواز

میری آواز سنو
حمد قرآن سُنو ۱

رب کے الفاظ سنو
اے میری جان سنو ۲

صدائے فُرقان سُنو
مجھ سے بالشان سنو ۳

اپنے سینوں میں چُھپا لو
دل کے ارمان سنو ۴

اِس کو تم حفظ کرو
اِس کی پہچان کرو ۵

دل جگر نذر کرو
جاں کو قُربان کرو ٦

اِس پہ تم غور کرو
آؤ مہربان سُنو ٧

صلے علیٰ

ہے ایک شخص ہادی میرا
جو ہے خُدا کا آشنا ١
اِسلام کا ہے ناخُدا
دنیا کا بھی وہ راہ نما ٢
وہ ہے بشر سب سے بڑا
اور انبیاء کا سربراہ ٣
وہ کون ہے پوچھو ذرا
وہ ہے محمد مصطفٰے ۴

صلے علیٰ صلے علیٰ
صلے علیٰ صلے علیٰ ۵

رحمت ہے اُس کی بے انتہا
قرآں میں ہے یہ ہی لکھا ۶
عقل و خرد سے ماوریٰ
لعل و گوہر سے ماسویٰ ۷
میں اُس کے در کا ہوں گداء
وہ بیکسوں کا ہے ماویٰ ۸
بھر دے گا وہ کاسئہ میرا
کرتا رہوں گا یہ دعا ۹
صلے علیٰ صلے علیٰ
صلے علیٰ صلے علیٰ ۱۰

گر ڈال دے مجھ پہ ذرا
وہ اپنی شفقت کی نگاہ ۱۱
روزِ حشر دے وہ دعا
جو بخش دے مجھ کو بقاء ۱۲
یہ جسم و جاں ہیں چیز کیا
کر دوں میں سب اُس پہ فِدا ۱۳

پڑھتا رہوں گا میں سدا

اے پیارے احمد مجتبےٰ ۱۴

صلے علیٰ صلے علیٰ

صلے علیٰ صلے علیٰ ۱۵

تشریح = بلواسطہ سے مراد یہ ہے کہ اِدھر اُدھر کی امثال دے کر آنحضرت ﷺ کا ذکر خیر کیا جائے اور بلا واسطہ سے مراد یہ ہے کہ براہ راست آنحضرت ﷺ سے ایک تعلق پیدا کیا جائے کہ جیسے انسان اپنی نمازوں کے ساتھ نوافل نمازیں خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے پڑھتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے سبحان اللہ کا ورد کرتا رہتا ہے لیکن سنت نمازیں آنحضرت ﷺ کے درجات کی بلندی کے لئے ادا کرتا ہے اور درودوسلام بھی بھیجتا رہتا ہے۔

ا = ✿ ہادی یعنی ہدایت دینے والا اور سیدھا راستہ دکھانے والا۔

۲ = ✿ ناخدا یعنی کھیون ہارا یا کشتی چلانے والا ملاح یا پھر اپنے چپو یا پتوار سے کشتی کو سیدھا رکھنے والا ملاح اور آج بھی بادبانی کشتیوں میں یہ ملاح اپنے فرائض نہایت خوش اصلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

۷ = ✿ شفقت ومحبت کا دوسرا نام رحمت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہم سب کے لئے باعث رحمت قرار دیا ہے۔ فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ٥ (الانبیأ ۲۱ : آیت ۱۰۷) اور ہم نے تجھے تمام دنیا بھر کے لئے باعث رحمت بنا کر معبوث کیا ہے۔

۱۱-۱۴ = ✿ پس ! بلاواسطہ اشعار میں یہی کچھ بیان کیا گیا ہے کہ اے میرے پیارے محمد مصطفٰے ﷺ میرے درودوسلام کی لاج رکھنا اور روز قیامت شفاعت کی نظر سے دیکھ لینا اور اس خاکسار کے بخشے جانے کی دعا ضرور

کرنا۔ جزاک اللہ

۱۲= ﴿﴾ یہاں مجھے یاد آیا کہ جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ پڑھ کر بے حد حیرت ہوتی ہے کہ پرانے زمانہ کے لوگوں کی عمر بہت لمبی ہوُا کرتی تھی مثلاً ''تورات'' میں کسی شخص کی عمر (۹۰۰) نوسو برس تو کسی کی (۸۰۰) آٹھ سوسال لکھی ہوئی ہے لیکن جب ہم تحقیق کی نظر سے اس معاملہ پر غور کرتے ہیں تو ''قرآن مجید'' اس راز سے پردہ اٹھادیتا ہے کہ کسی نبی کی (۹۵۰) نوسو پچاس سالہ زندگی سے مراد اس نبی کی نبوت کا زمانہ ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس کی شریعت پر عمل کرنے والے عوام کتنے عرصہ تک اس کی تعلیمات پر عمل کرتے رہے نہ کہ اس نبی کے حقیقی عمر سات سو یا آٹھ سوسال ہوُا کرتی تھی۔ البتہ پرانے زمانہ میں جب کہ سبزیاں اور پھل نیز گوشت بھی بغیر کسی کیمیائی دوا کے چھڑکاؤ یا استعمال کے مل جاتے تھے نیز پانی ملاہوُ ادودھ اور ڈالڈا گھی کی بجائے خالص دودھ اور خالص مکھن اور دیسی گھی وغیرہ دستیاب ہوُا کرتے تھے تو تب انسانوں کی زندگی واقعی لمبی ہوُا کرتی تھی اور پھر ہمیں یہ بھی یاد رہے کہ آج بھی ایک سوسال (۱۰۰) بلکہ ایک سو چالیس برس (۱۴۰) کی عمر پانے والے انسان اس دنیا میں موجود ہیں۔

اس کے علاوہ احادیث نبویہ کے مطالعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن حضرت مریمؑ بنت عمران کی عمر بھی ایک سوبیس (۱۲۰) سال کی تھی یعنی یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں لیکن انسان کی کئی سوسالہ زندگی نہ اُس وقت ممکن تھی اور نہ اب ہی ہے۔ اسی لئے تو لوگ ازل سے لے کر آج تک امر ہونے کے لئے امرت دھارا کی تلاش میں سرگردان ہیں تاکہ اسے پی کروہ ہمیشہ ہمیش کی زندگی پالیں لیکن یہ امرت دھارا یعنی آبِ حیات ابھی تک نہ کسی کو ملا ہے اور نہ ہی سائنسدان اس کو بنالینے میں کامیاب ہوسکے ہیں۔

ہاں اگر انسان جسمانی طور پر تو نہیں لیکن روحانی طور پر لمبا عرصہ زندہ رہنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ نیکی کے کاموں میں آگے بڑھے مثلاً غریب غرباء کی مدد کرے۔ عزیزوں رشتہ داروں اور محلّہ داروں کے کام آئے۔ روحانیت۔ تاریخ ۔تکنیک یا پھر ثقافت پر کوئی بے نظیر کتاب لکھ جائے اور اگر وہ ایک ڈاکٹر ہے تو کوئی ایسی نئی دوا تیار کر جائے کہ جس سے

ایڈز(AIDS) یاایبولا(EBOLA)یاسرطان(CANCER) وغیرہ جیسے موذی امراض میں مبتلاءلوگ شفاء پاجائیں یاپھر اگروہ ایک انجینئر ہےتووہ اپنی کاریگری سے کوئی ایسا بند(DAM)بناجائے یا وہ اگرایک معمار ہےتو تاج محل جیسی کوئی ایسی عمارت تیارکرجائے یاکوئی ایسابُرج (TOWER)(آئفل ٹاور) یاکوئی ایساپُل (BRIDGE) مثلاً موستارکا پکی اینٹوں سے بناہوُ اصدیوں پرانا پُل بناجائے کہ جس سے عوام الناس صدیوں تک فائدہ اٹھاتے رہیں یعنی نیکی کاکوئی نہ کوئی ایسا کام کرجائے تاکہ اُس کے اِس دنیا سے گزرجانے کے بعدبھی لوگ اُس کا نام عزت واحترام کےساتھ لیتے رہیں یااس کا ذکرخیرکرتے رہیں یعنی اُس کی نیکی کا دم بھرتے رہیں۔کسی کا احسن رنگ میں ذکرخیر بھی اُس کےحق میں دعاہی ہےاوراس طرح اس کے ذکر کےساتھ اس کا نام بھی زندہ رہتاہے:-

کایہٗ اِس دنیا کی تم کچھ اِس طرح سے پلٹ دو
لوگ رکھیں تم کو یاد یوں تا ابد جیتے رہو (شاعرمغرب نسیم)

پس!اس طرح ہرشخص جسمانی طور پرمرجانے کے باوجودبھی روحانی طور پرمزیدکچھ عرصہ تک بلکہ ہزاروں ہزارسال تک اس دنیامیں زندہ رہ سکتاہےاوریہی وہ امرت دھارا یعنی آبِ حیات ہے کہ جس کولوگ لاکھوں برس سے تلاش کررہے ہیں لیکن افسوس کہ اس کھلی کھلی حقیقت کونہیں جانتے جوکہ میں نے یہاں اوپر بیان کردی ہے کہ ابدی زندگی کو پالینے یااپنے نام کوزندہ رکھنے کایہی ایک واحدذریعہ موجودہے کہ انسان نیکی کےکاموں میں آگے بڑھے۔

۱۴=۞ میرایہ دین ایمان ہے کہ میں اپنے مذہب اسلام کو بچانے کی خاطرنیزاپنے ایمان کی عزت وحرمت کوبچانے کے لئے یعنی اپنے مذہب اسلام کے دفاع کے واسطےاسلام کے آگےبھی لڑوں گا۔اسلام کے پیچھےبھی اوراسلام کی دائیں جانب بھی نیزاس کی بائیں جانب بھی اسلام پرحملہ آور دشمن سے نبردآزما ہوتارہوں گا۔خواہ اپنی زبان سے بذریعہ تبلیغ ۔یااپنےقلم کی نوک سے بطورمصنف ۔یااپنے اشعار سے بطورشاعر۔یااپنے اخلاق سے بطورانسان یا پھراپنے کردار سے بطوراحمدی لیکن ہرطرح کےاس دفاع کے باوجودبھی اگرجان دینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی تو تب بھی انشاءاللہ تعالیٰ یہ خاکسارصفِ اول کاہی مجاہدثابت ہوگا۔لہٰذاناموس اسلام اورناموس محمدﷺ نیزناموس مسیح و

مہدی علیہ السلام اور پھر ہر خلیفۂ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے واسطے میں نے اپنی جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کا وعدہ بہت سوچ سمجھ کر اور انتہائی غور و فکر کے بعد ہی اپنے دل کی انتہائی گہرائیوں سے کیا تھا اور اب بھی تہہ دل سے اپنے اس پاکیزہ عہد پر قائم ہوں اور مرتے دم تک ان پر عمل کرنے کی سعی کرتا رہوں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ تفصیل کے لئے ''انوارِ بشیر'' ملاحظہ فرمائیں۔

سلام

سلام اُس پر لکھے تعریف کے اشعار یہ مسعود جس پر
سلام اُس پر ہوُا قرآن کا اعلیٰ تریں ورود جس پر ۱
سلام اُس پر لکھے یہ نعت اک عاجز بشر مقصود جس پر
سلام اُس پر خدا نے بھی تو بھیجا ہے درود جس پر ۲

ہوُا نازل کلام اللہ تو گھبرا کر وہ گھر لوٹ آئے
خدیجہؓ نے بڑھایا حوصلہ صدیقؓ پیمان باندھ آئے ۳
یہ سننا تھا علیؓ نے جان کر دی پیش خدمت میں
اُسی وقت اُمِّ ایمنؓ ، زیدؓ بھی ایمان لے آئے ۴

یہ سنتے ہی ہوئی تاریک دُنیا اہل مکہ کی نگاہوں میں
اور یوں وہ ہو گئے یکتا شِرک کے سب گناہوں میں ۵
کبھی غصہ دِلاتے تھے کبھی لیتے تھے بانہوں میں
کہ مُنکر بڑھ گئے دیوانہ وار اپنی خطاؤں میں ۶

ہنسی ٹھٹھا کیا جبر و ستم کُفار نے ڈھائے
ظلم کی انتہا کر دی عدو نے راہ میں کانٹے بچھائے ۷
ہر اک اپنی مجالس میں مذاق اُس کے اُڑائے
خدا کی راہ میں بے حد شتاب اُس نے اٹھائے ۸

دکھائے تخت و تاج اُس کو بہت لوگوں نے بہکایا
زمین و زر کے چکر سے محمدؐ کو یوں پُھسلایا ۹
کیئے ناپاک حملے اِس طرح کہ شیطاں خود بھی شرمایا
اُن ظالم شر پسندوں نے زہر کی آگ کو یوں خوب بھڑکایا ۱۰

چلی نہ کوئی خاطر کُفر کی تو اُن کو دھمکایا
محمدؐ نہ ہؤا راضی بہت لوگوں نے سمجھایا ۱۱
خدا کے سامنے سجدے کیئے بت چھوڑ کر اُس نے
محمدؐ نے عبادت میں سکونِ قلب کو پایا ۱۲

یہ دیکھا ماجرا تو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے
میرے ہو لاڈلے تم اور میرے دل کے چہیتے ۱۳
چلو میں بھی چلوں گا اُس جگہ پہ
جہاں بھی لے چلے گا اپنے مسلک کے نتیجے ۱۴

رہے گا تا قیامت سفاکی کا یہ قصہ بہت مشہور
مسلماں کر دیئے شیب ابی طالب میں جب محصور ۱۵
ہوئے وہ خاک پر بستر بچھانے کے لئے مجبور
خشک پتے ہی کھا کے سو رہنا سبھی کو ہو گیا منظور ۱۶

ہؤا جب سجدہ ریز وہ بارگاہ ایزدی میں
اِجازت مل گئی ہجرت کی اُس کو صِفر ہجری میں ۱۷
زمیں دراز ہے چل دو کسی محفوظ بستی میں
تو وہ اِزَنِ خدا سے چل دیا طیبا کی وادی میں ۱۸

تعاقب میں دوڑائے جنگجو وہ مُشرک پیچھا کرنے والے تھے
کفر کی آگ کو دہکا کے اُسی میں خود ہی جلنے والے تھے ۱۹
کئے حملے بدر میں اُحد میں وہ خندق پار کرنے والے تھے
نہ جینے دیتے تھے مسلماں کو وہ ظالم ظلم کرنے والے تھے ۲۰

ہؤا وہ سَر خُرو دیکھو اُنہی کانٹوں پہ چل کر
مدینہ کو بنایا مستقر جب اُس نے مکہ سے نکل کر ۲۱
کیا حیران دنیا کو اُنہی کفار کی دنیا بدل کر
کہ وہ چلنے لگے پھر سے خدا کی راہ پر بچ کر سنبھل کر ۲۲

بنے وہ نیک انساں جو بد سے بھی زیادہ بد تریں تھے
صحابہؓ سنت نبویؐ کے رنگوں میں بہت زیادہ رنگیں تھے ۲۳
چمکتے چاند تاروں سے بھی زیادہ وہ روشن مہہ جبیں تھے
عِبادت اُن کی پیاری تھی سجود اُن کے حسیں تھے ۲۴

بنے سب متقی حاجی نمازی اور پھر غازی
یوں کام آئی خدا کی خوب حمد و ثنأ سازی ۲۵
خدا کی راہ میں جاں کو لُٹا کے لے گئے بازی
شہیدوں کی شہادت سے ملی سب کو پھر آزادی ۲۶

ہوُا جب فیصلہ حق کا فتح مکہ سے بدلا ایک عالم
تو جاں بخشی کی خاطر پاؤں پر پھر گر پڑے سبھی ظالم ۲۷
محمدؐ نے اماں دے کر کہا بتوں کو توڑ دو اب تم
پڑھو کلمہ خدا کا اور بن جاؤ سبھی مسلم ۲۸

محمدؐ کی سخاوت سے ہوئے مرعوب وہ کافِر
محمدؐ کی صداقت پر یقیں لائے سبھی مُنکر ۲۹
کئے جب سَر نِگوں سب نے خُدا کا نام سُن کر
تو شفقت سے خُدا نے بھیج دی رحمت تمام اُن پر ۳۰

صِراطِ مُستقیم پر ہو گئے بصد وہ شوق سے گامزن
بنے اِسلام کے شیدا جو پہلے تھے کبھی راہزن ۳۱
محمدؐ نے بدل دی ایک دنیا اُس فتح کے دِن
وہی کافر وہی دُشمن وہی بن بیٹھے جانِ مَن ۳۲

سِکھایا آخری دَم تک سبق اُس نے شرح کا
کہ وہ پُتلا تھا دُنیا میں وفا کا ۳۳
دِیا خطبہ ضعیفی میں بھی حجتہ الوِداع کا
یوں پُہنچایا پیغام اُس نے سبھی کو اِک خدا کا ۳۴

ہوُا تقویٰ کا قبضہ روح کے سارے ٹھکانوں پر
وہ رحمت چھا گئی بگڑے ہوئے عربی حیوانوں پر ۳۵
ہوئے مظبوط مُسلم اپنے اِخلاق و اِیمانوں پر
پھیلایا امن کا دامن عجم کے بھی ایوانوں پر ۳۶

محمدؐ کی نصائح کو یہ عاجز یاد رکھتا ہے
محمدؐ کو عقیدت سے ہمیشہ یاد کرتا ہے ۳۷
مصائب کے زمانہ میں نسیم فریاد کرتا ہے
کہ پنج وقتہ نمازوں سے خدا کو شاد کرتا ہے ۳۸

ا= ؐ درود اُس پر یعنی حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے ﷺ پر۔ یہاں میں بغرض سعادت درود پیش کرتا ہوں:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلیٰ اِبرَاھِیمَ وَ عَلیٰ اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ یعنی اے میرے اللہ! تو محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر اپنا خاص فضل نازل فرما۔ بالکل اُسی طرح کہ جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر اپنا خاص فضل نازل فرمایا تھا کیونکہ تو ہی یقیناً بے حد وحساب شان وشوکت اور بے انتہا خوبیوں کا مالک ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبرَاھِیمَ وَ عَلیٰ اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ یعنی اے میرے اللہ! محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر اپنی برکت نازل فرما۔ بالکل اُسی طرح کہ جیسے تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر اپنی برکات نازل فرمائیں کیونکہ تو ہی یقیناً بے حد وحساب شان وشوکت اور بے انتہا خوبیوں کا مالک ہے۔

۳ = ﴾ یہ غارحراء کا واقعہ کہ جب سیدنا آنحضرت ﷺ پر قرآن مجید کی سب سے پہلی آیات نازل ہوئی تھیں کہ جس کے بعد آپؐ اپنے گھر تشریف لے آئے اور خدا تعالیٰ کے خوف سے تھراتے ہوئے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے ایک اوڑھنی سے ڈھانپ دو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے یہ آیات حضرت جبرائیل علیہ السلام لے کر وارد ہوئے تھے۔ فرمایا:- اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ O (علق ۹۶ : آیت ۲) اپنے رب کا نام لے کر پڑھ کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا---۔

۳:۱= ﴾ خدیجہؓ = آنحضرت ﷺ کی زوجہ اول حضرت ام المؤمنین خدیجہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد۔

۳:۲= ﴾ صدیقؓ = حضرت ابوبکر عبداللہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ابن ابی قحافہ۔

۴:۱= علیؓ = حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن ابوطالب۔

۲:۴ = ❁ ام ایمن ؓ = حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصل نام بارا کہ (براقہ) تھا اور آپ سیدنا آنحضرت ﷺ کے والد محترم عبداللہ کی حبشی غلام خاتون تھیں۔ سیدنا آنحضرت ﷺ کی پرورش میں حضرت ام ایمن ؓ کا بہت ہاتھ ہے اسی لئے سیدنا آنحضرت ﷺ آپ ؓ کو انتہائی پیار سے امی یعنی میری ماں کہہ کر بھی بلایا کرتے تھے۔ آپ ؓ کے پہلی شادی بنوخزرج کے ایک شخص عبید ابن زید سے ہوئی اور ان میں سے آپ کے لڑکے کا نام ایمن تھا کہ جن کی وجہ سے آپ ؓ کا نام ام ایمن ؓ مشہور گیا لیکن آپ ؓ کے پہلے خاوند کی وفات کے بعد جب آپ ؓ کی دوسری شادی سیدنا آنحضرت ﷺ کے متبنیٰ یعنی لے پالک بیٹے حضرت زید ؓ بن حارث سے ہوئی تو آپ ؓ کے یہاں ایک نامور لڑکا پیدا ہوا یعنی حضرت اسامہ ؓ بن زید ؓ بن حارث۔ اللہ اللہ یہ سب لوگ کس درجہ اعلیٰ شان کے بزرگ صحابہ رضوان اللہ علیہم تھے کہ خود سیدنا آنحضرت ﷺ آپ ؓ کو اپنی ماں یعنی امی اور آپ کے خاوند کو اپنا بیٹا کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ مکمل تفصیل کے لئے ''انوارِبشیر'' مطبوعہ ۱۹۹۳ء ملاحظہ فرمائیں۔

۴:۳ = ❁ = زید ؓ = حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بن حارث۔ حضرت زید ؓ آنحضرت محمد ﷺ کے مونہہ بولے بیٹے تھے اور اسی لئے مکہ میں آپ ؓ کو زید ؓ بن محمد ﷺ کہہ کر بھی پکارا جاتا تھا۔

۸ = ❁ اُس کے = حضرت محمد ﷺ کے۔

۱۳ = ❁ طالب = حضرت علی ؓ کے والد محترم ابوطالب۔

۱۸ = ❁ طیبا = یثرب کی وادی یعنی مدینہ منورہ کی وادی۔

۱۹ = ❁ جنگجو = مکہ کے ایک جنگجو کھوجی شخص سراقہ بن مالک نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا تعاقب کیا اور آنحضور ﷺ کے قافلہ کو جالیا۔ سراقہ اُس زمانہ میں ایک بہت مشہور تیرانداز تھا۔ اس نے حملہ کرنے کے لئے کئی

مرتبہ اپنے تیروں سے فال بھی نکالی لیکن کامیاب نہ ہوا لیکن اس کے باوجود جب اس نے اپنے گھوڑے کوایڑ لگا کر پیچھا کرنا چاہا تواس کے گھوڑے کی ٹانگیں صحرا کی ریت میں دھنس گئیں تو تب اس نے جان لیا کہ اس قافلہ پرحملہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔اس کے بعد وہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور پیدل آگے بڑھ کر سیدنا آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اوراس وعدہ پر تحریری امان کا پروانہ حاصل کیا کہ وہ کسی کو یہ نہیں بتائے گا کہ اس نے سیدنا آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے اس مختصر سے قافلہ کو دیکھا ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور آپؓ کے غلام حضرت عامر بن فُہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی شریک سفر تھے۔آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر حضرت عامر بن فُہیرہؓ نے امن کا یہ پروانہ لکھ کر سراقہ بن مالک کو دے دیا۔

اس کے بعد سیدنا آنحضرت ﷺ نے سراقہ بن مالک کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:-''اے سراقہ! ذرا بتا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا کہ جب تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے''۔سراقہ یہ بات سن کر بہت حیران ہوا اوراس نے نہایت حیرت سے پوچھا۔کسریٰ؟ خسرو؟ شاہ فارس؟ جواب اثبات میں ملا تو پھر وہ اس وقت سیدنا آنحضرت ﷺ پر ایمان لائے بغیر واپس تو چلا گیا لیکن پھر بعد میں مسلمان ہوگیا۔

سیدنا آنحضرت ﷺ کی یہ پیشگوئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دورِ خلافت میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوئی کہ جب خسرو پرویز شہنشاہ فارس کسریٰ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔مسلمانوں کو ایرانیوں کی شکست فاش پر جو فتح نصیب ہوئی تو اس فتح کے مال غنیمت میں کسریٰ کے وہ کنگن بھی تھے۔ بہرحال جب وہ مال غنیمت مدینہ پہنچا تو ان کنگنوں کو دیکھ کر سراقہ بن مالک کو بلوایا گیا۔سراقہ بن مالک نے مسلمان ہوتے ہوئے سونے کے وہ کنگن پہننے سے انکار کیا لیکن ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کی تکمیل کی خاطر چند لمحات کے لئے اسے یہ کنگن پہنوائے اوراس کے بعد انہیں شعبہ مال میں دوبارہ واپس جمع کرنے کا حکم دیا لیکن ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت عمر نے یہ کنگن سراقہ بن مالک کو پہنانے کے بعد اسے دے دئے کہ جس پر اس نے وہ کنگن بیچ کر ان کی رقم غرباء میں تقسیم کردی۔

۲۳= ❁ بدترین = یعنی ایسے شقی القلب لوگ کہ جو اپنی معصوم بچیوں کو بھی زندہ درگور یعنی جیتے جاگتے دفن کر دیتے رہے مگر اپنے بیٹوں کو زندہ سلامت رہنے دیتے تھے۔انہی زندہ دفن کی جانے والی معصوم بچیوں کے بارہ میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا خوب فرمایا تھا کہ:-

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن! جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی (درعدن)

۲۴= ❁ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ:-''میرے اصحاب چمکتے ہوئے ایسے ستارے ہیں کہ تم جس کسی کی بھی پیروی کرو گے نجات پا جاؤ گے''۔

۲۶= ❁ شہادت = یعنی شہدائے اسلام کی جانی قربانیوں کی بدولت مسلمانوں کو بالآخر فتح نصیب ہوئی۔

۳۰= ❁ رحمت تمام = اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہم سب کے لئے باعث رحمت قرار دیا ہے۔فرمایا:- وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ٥ (الانبیأ ۲۱ : آیت ۱۰۷) اور ہم نے تجھے تمام دنیا کے لئے باعث رحمت بنا کر معبوث کیا ہے۔

۳۲= ❁ جانِ من = حضرت خالد بن ولیدؓ جو کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے لیکن اس کے بعد وہ ہر ایک جنگ میں صرف اسی ایک جذبہ شوق شہادت کے ساتھ بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہوتے رہے کہ اے کاش میں اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے شہید ہو جاؤں اور اس طرح وہ بعد میں آئے لیکن بہت سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے اپنے جذبہ شوق شہادت کی بناء پر آگے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے پسندیدہ افراد میں شمار کئے جانے لگے۔اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ان کو ''سیف اللہ'' کا عظیم الشان لقب عطاء فرمایا یعنی ''خدا کی تلوار'' لیکن اس جذبہ شوق شہادت کے باوجود ان کی وفات سیدنا آنحضرت ﷺ کی حدیث کے عین مطابق میدان جنگ کی بجائے اپنے بستر پر ہوئی کہ:-

’’بعض مسلمان اپنے شاندار اسلامی کارناموں مثلاً مالی قربانی کا جہاد۔ درس وتدریس۔ تصنیف وتالیف۔ تعلیم و تربیت۔ نشرواشاعت کی بدولت اپنے بستر پر ہی وفات پا جانے کے باوجود بھی شہادت کا اعلیٰ ترین مرتبہ پا جائیں گے‘‘۔ انشااللہ تعالیٰ۔

مسیحا

کیا دعویٰ مسیحا نے صدی چودہ کے سر پر
یہ سننا تھا کہ عاشق ہو گئے شمس و قمر اُس پر ۱

گواہی دے گئے دونوں گرہن رمضان میں پا کر
سلام اس پر قصیدہ لکھے ہے یہ عاجز بشر جس پر ۲

محمد نے کہا دینا سلام اُس سے لپَٹ کر
تمہیں جانا پڑے خواہ برف پر کیوں نہ گھِسَٹ کر ۳

کبھی واپس نہ جانا پھر اُس کی محفل سے پلٹ کر
پڑے رہنا ہمیشہ تم اُسی دَر سے چِمٹ کر ۴

جو مانگے وہ مدد دینا میرے پیارو لپک کر
کہیں پیچھے نہ ہٹنا دیکھنا کبھی تم ہار کر یا تھک کر ۵

گواہی دی تھی چند بندوں نے کمر اپنی کو کس کر
خدا کے خوف کے مارے قیامت سے کسی نے ڈر کر ۶

کوئی دعویٰ مسیحائی کا سُن کے بَن بیٹھا یونہی مُنکِر
وہ دھوکہ کھا گیا اپنے کسی انجانے ہُنر پر ۷

نہ مانا وہ گنوا دی جان اُس ضدی نے مر کر
مِلا کیا اُس کو اِس دنیا میں بالآخر اکڑ کر ۸

اگر تم سچے مُسلِم ہو خُدا کے سچے پَیرو کر
کرو تم اب عِبادت رات دِن سجدوں میں گِر کر ۹

دعائیں دو غلام احمد کو اُٹھا جو خُدا کا نام لے کر
بنو اِخلاص میں ممتاز مسلم تم اَحمدی بن کر ۱۰

کرو تم شکر مَولا کا اُنہی پہلوں سے مل کر
سُنی ہیں وہ دعائیں رب نے جو مانگی تھیں کبھی رو کر ۱۱

ا= ﷺ مسیحا= یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہ جنھوں نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے قول کے عین مطابق ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود و مہدیٔ معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا یعنی رمضان المبارک کے مہینہ میں چانداور سورج دونوں کے گرہن لگنے سے تین برس قبل یہ دعویٰ فرمایا اور پھر اس دعویٰ کے تین برس کے بعد یعنی ۱۸۹۴ء میں چانداور سورج

کے گرہن نے اس دعویٰ کی تصدیق کردی (فالحمدللہ) لیکن اب تو پندرھویں صدی کا بھی آغاز ہو چکا ہے اور اب تک کسی دوسرے نے یہ دعویٰ نہیں کیا اور یہ بات بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ایک کھلا کھلا اور واضح ثبوت ہے۔

۲ = ﴿ حدیث نبوی کے عین مطابق چاند کو ۲۱/مارچ ۱۸۹۴ء میں اور سورج کو ۶/اپریل ۱۸۹۴ء میں یعنی ان کی مقررہ تواریخ پر رمضان المبارک کے مہینہ میں گرہن لگا۔ ۱۸۹۴ء میں دنیا کے مشرقی ممالک میں اور ۱۸۹۵ء میں دنیا کے مغربی ممالک میں یہ چاند اور سورج گرہن دکھائی دیئے۔

۳ = ﴿ حدیث نبوی کے مطابق خواہ تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل ہی چل کر کیوں نہ جانا پڑے تم جا کر مسیح ومہدی کو میرا سلام کہنا۔ یہ مختلف احادیث ہیں کہ جن میں سے اس وقت میں صرف ایک حدیث کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:-

''یاد رکھو! کہ عیسیٰ بن مریم (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا نیز میرے بعد وہ میری امت میں میرا خلیفہ ہوگا - وہ دجال کو ضرور قتل کرے گا - صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کردے گا اور جزیہ کو بھی ختم کردے گا کیونکہ اس زمانہ میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا لہذا جسے بھی اُن سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں ضرور میرا اسلام پہنچائے''۔(طبرانی الاوسط والصغیر) + (حدیقۃ الصالحین مرتبہ ملک سیف الرحمٰن صاحب صفحہ ۹۰۰-۹۰۱ حدیث نمبر ۹۵۲ مطبوعہ ۱۹۶۷ء)

۷ = ﴿ منکر یا منکرین = مولوی محمد حسین بٹالوی ۔ ذوالفقار علی بھٹو (سابق وزیر خارجہ اور صدر نیز وزیر اعظم پاکستان)۔ جنرل ضیاءُ الحق (پاکستان کی بری فوج کا سربراہ اور صدر پاکستان)۔

۹ = ﴿ پیروکر یعنی پیروکار۔ ماننے والے۔

۱:۱۰ = ﴾ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۲:۱۰ = ﴾ ممتاز مسلم = عزت مآب مکرم و محترم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ (پاکستان کے سب سے پہلے وزیر خارجہ اور اس کے بعد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر نیز بین الاقوامی عدالت امن کے جج اور صدر)۔ عزت مآب مکرم و محترم جنرل اختر حسین ملک صاحب۔ عزت مآب مکرم و محترم جنرل عبدالعلی ملک صاحب۔ عزت مآب مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (نوبل انعام یافتہ)۔ عزت مآب مکرم و محترم حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد (ایم۔ایم۔احمد) صاحب (پاکستان منصوبہ بندی کمیشن کے ڈپٹی چیئرمین اور قاتلانہ حملہ کے وقت قائم مقام صدر پاکستان) کہ ''جنہیں اللہ رکھے انہیں کون چکھے'' کے مصداق تکلیف تو پہنچی مگر دشمن انہیں جان سے مار دینے میں ناکام رہا۔ فالحمدللہ۔ عزت مآب مکرم و محترم لارڈ طارق احمد صاحب (وزیر مملکت برطانیہ)۔

۱۱ = ﴾ پہلوں = سیدنا آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم یعنی پہلے رضوان اللہ علیہم جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ یعنی بعد میں آنے والے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے قبل اس دنیا میں گزرے۔

مسیح محمدیؐ

اے پیارے مسیح محمدی
تو ہے پیغمبر اُمتی ۱

اِسلام گو تھا مر چکا
بخشی ہے تُو نے زِندگی ۲

تُو ہی اِمام وقت ہے
ہے تیری جماعت اَحمدی ۳

کسرِ صلیب کے ساتھ ساتھ
تیرا کام ہی تھا بُت کُشی ۴

دنیا نے پوچھا چاند سے
دے دی گواہی اُس نے بھی ۵

سورج تو بولا خود بخود
گِرہن لگا ہے مجھ کو بھی ۶

تُو ہے مسیح اور مہدی بھی
یعنی بر حق ظِلی نبی ۷

جو جانتا تجھ کو نہیں
وہ مان لے گا پھر کبھی ۸

پس مان لو تم بھی سبھی
مِرزے کو اک سچا نبی ۹

اور بات ہے یہ کام کی
کہہ دی سُودی نے ابھی ۱۰

۲ = یعنی روحانی مُردوں کو نئی زندگی بخشی۔

۵ = جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو بسا اوقات اسے غور سے دیکھنا پڑتا ہے کہ کہاں یعنی چاند کے کس حصہ پر گرہن لگا ہے۔

۶ = چاند کے برعکس جب سورج کو گرہن لگتا ہے تو وہ تمام دنیا کو نظر آجاتا ہے کیونکہ چاند سورج اور زمین کے درمیان آکر سورج کا کچھ حصہ اپنے پیچھے چھپالیتا ہے اور اس طرح ملگجا سا اندھیرا ہوجاتا ہے لیکن بعض اوقات مکمل سورج بھی چاند کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے اور پھر عین اُس وقت دن کا وقت ہونے کے باوجود سورج رفتہ رفتہ ہماری نظروں کے سامنے سے غائب ہوجاتا ہے۔ پھر زمین کے اُس حصہ پر اندھیرا چھاجاتا ہے کہ جہاں اور جس مقام سے یہ گرہن

دیکھا جا سکتا ہو۔ بعض اوقات یہ اندھیرا یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ رات کی تاریکی چھا جاتی ہے اور وہ ستارے جو کہ پہلے بھی اپنے اپنے مقام پر موجود تو ضرور تھے لیکن سورج کی چمک دار روشنی کی وجہ سے دکھائی نہ دیتے تھے وہی ستارے ایک مرتبہ پھر چند لمحات کے لئے یا چند منٹ کے لئے دکھائی دینے لگتے ہیں تو تب سب کو ہی یہ علم ہو جاتا ہے کہ اس وقت سورج کو گرہن لگ چکا ہے۔

۹ = ﴿ مرزے یعنی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۰ = ﴿ سُودی یہ میرا آغاز شاعری میں بہت پُرانا تخلص ہے کہ جو میں ۱۹۶۹ء تک استعمال کرتا رہا لیکن اس کے بعد حضرت قمر الانبیاءؑ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کا عطاء فرمودہ لقب ''نسیم'' آج تک استعمال کر رہا ہوں۔

مسیح و مہدئ

اِک متقی نمازی اور قادیاں کا غازی
وہ راستی کا پُتلا کرتا نہ ملمع سازی ۱

کہتا نہیں تھا کچھ بھی کِردار کے منافی
میں ہوں مسیح و مہدی اُس نے یہی صدا دی ۲

ہمدرد نہ تھا کوئی اُس کا نہ کوئی ساتھی
اللہ تھا اُس کا والی اور مصطفےٰ تھا ہادی ۳

غم کی چلی جو آندھی بیوی نے خود خلع لی
رہتا تھا پھر بھی ایسے جیسے ہو گھر میں شادی ۴

بھاوج نے جب بھی چاہا روٹی اُسے کھلا دی
بھوکا ہی رہ کہ اس نے پھر بھی انہیں دُعا دی ۵

اللہ کی بارگاہ میں پھیلا دی اُس نے جھولی
سب تج کے اُس نے دیکھو اللہ سے لَو لگا لی ۶

مؤلا نے خود سنبھالا اور راہ اِک بتا دی
اُس کو بیماریوں سے اللہ نے خود شفاء دی ۷

دلی کی سیدہ سے کر لی پھر اُس نے شادی
ہر احمدی کی اماں وہ نصرتِ جہاں تھی ۸

اِک سے ہزار ہوویں مہدی نے یہ دُعا کی
تعداد احمدی کی اللہ نے خود بڑھا دی ۹

کہتا تھا وہ ہمیشہ سبحانَ من یرانی
اُس نے خلافتوں کی ہم سب کو ہی نواء دی ۱۰

اللہ نے نسل اُس کی دنیا میں خود پھیلا دی
جس نے نہ اُس کو مانا اُس کی نسل مٹا دی ۱۱

ملتی نہیں قبر کی نشانی کوئی ذرا سی
جائے مزار اُن کی یوں خاک میں مِلا دی ۱۲

اِک نے وزیر بن کر ظلموں کی انتہا کی
اپنے ہی دوستوں سے اُس نے ہی خُود دغا کی ۱۳

قانون کی زباں میں ترمیم اِک بڑھا دی
تبلیغ حق پہ اُس نے قدغن یونہی لگا دی ۱۴

کلمہ خُدا کی اُس کو پرواہ نہ تھی ذرا سی
۲۷ تھے اِک طرف تو بنے احمدی ہی ناجی ۱۵

اللہ کے کام دیکھو کیسی کھری سُنا دی
اُس کے ہی پالتو نے اُسے موت کی سزا دی ۱۶

آیا نہ کام اُس کے دنیا کا کوئی ساتھی
تارا مسیح نے بڑھ کے پھانسی گلے لگا دی ۱۷

اِک اور بادشاہ نے کھائی قسم جو جھوٹی
جلتی ہوئی چنگاری کو کچھ اور بھی ہوا دی ۱۸

خوفِ خُدا نہ آیا پہلوں کو دیکھ کر بھی
طاقت کے زُعم میں وہ مانا نہ تب کسی کی ۱۹

ذِکرِ خُدا پہ اُس نے پابندی یوں لگا دی
کلمہ کی سطر اُس نے مسجد سے ہی مٹا دی ۲۰

نہ ہو اذان کوئی نہ آئے یہاں نمازی
ہر احمدی کو اُس نے پس اِس طرح ایذاء دی ۲۱

شیطانیتِ انساں یوں کُھل کے خوب ناچی
فتنہ انگیز باتوں نے اِک آگ سی لگا دی ۲۲

ایسی مثال اب تک نہ مل سکی کہیں بھی
اُمت پہ اُس نے واللہ قیامت اِک ایسی ڈھا دی ۲۳

جب بڑھ گیا یہ فتنہ اور بڑھ گئی سفاکی
اِزنِ خُدا ہوُا تو تقدیرِ خُدا بھی جاگی ۲۴

بادِ مخالف ایسی فرشتوں نے یوں چلا دی
اُس کے طیارے نے اِک قلابازی خود لگا دی ۲۵

اُس کی خُدا نے دیکھو چمڑی اُدھیڑ ڈالی
جل کر وہ ہوگیا بھسم اِک آگ یوں لگا دی ۲۶

میں رہ گیا ہوں باقی جبڑے نے خود صدا دی
ہوتی ہے روز اِس کی اب ہر طرف منادی ۲۷

وہ جسم و جان و حشمت سب خاک میں ملا دی
پس دیکھ لو خدارا کس نے کسے سزا دی ۲۸

قرآں سے سبق سیکھو پھر بات ہے ذرا سی
مسیح محمدی نے سیدھی سی راہ دِکھا دی ۲۹

محمدؐ کی پیروی میں ظلی نبوت پا لی
دور رواں کا سچا مہدی بھی وہ مسیح بھی ۳۰

ہوتی ہے روز ہم پر رحمت خُدا کی ایسی
ہوتی تھی اُمتوں پہ پہلے خُدا کی جیسی ۳۱

لا مسجدی بھی بعدی اور لا نبی بھی بعدی
پھر کیوں بنا رہے ہو تم مسجدیں ابھی بھی ۳۲

یہ داستاں ہے سچی جو نسیم نے سُنا دی
گر اَب بیاں نہ ہوگی تو کب بیان ہوگی ۳۳

ہے وقت کا تقاضہ اور بات ہے وفا کی
للہ یہ مان لو تم رہے اُس کا نام باقی ۳۴

۲ = ❁ مسیح ومہدیؑ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۴ = ❁ ان تمام باتوں کا اظہار سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے از خود کیا تھا ورنہ ہمیں کیسے علم ہوتا۔اس کے لئے خاکسار کی کتاب ''انوارِ بشیر'' کے آغاز میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ کے بیانات کو دیکھ لیں۔ان کے علاوہ ڈاکٹر حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بھی ۱۵؍ مارچ ۱۹۳۹ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں مجلس انصار خلافت کے زیر اہتمام منعقدہ ایک جلسہ میں فرمایا:-''الہامی دعا: رب تذرنی فردا ---یہ اس وقت کا الہام ہے کہ آپ کی پہلی بیوی اور پہلے لڑکے مخالف تھے اور آپ واقعی دنیا میں اکیلے اور بے وارث نظر آتے تھے''۔(روزنامہ الفضل ربوہ صفحہ ۹ اشاعت مؤرخہ ۱۷؍فروری ۲۰۱۴)

۵ = ❁ حضرت اقدسؑ کی بڑی بھاوج صاحبہ کو ہمارے گھر میں یعنی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں تائی صاحبہ کہا جاتا ہے اور انہی کے بارہ میں الہام بھی ہے کہ ''تائی آئی'' اور واقعی حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد وہ بھی آپؑ کی صداقت پر ایمان لاکر احمدی ہوگئیں اور یوں ایک اور الہام بھی پورا ہوا۔

یہ تمام واقعات لکھنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ مجھے یہ علم تھا کہ اب احباب کو اتنی فرصت نہیں کہ وہ خود حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں سے یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میں سے حوالے ڈھونڈتے پھریں۔اسی لئے میں نے آج سے بھی تقریباً چالیس برس قبل یعنی ۱۹۸۳ء میں ہی یہ باتیں اپنی کتاب ''انوارِ بشیر'' میں تحریر کر دی تھیں تا کہ لوگوں کو یہ باتیں ڈھونڈنے کی سردردی نہ کرنا پڑے اور ہاں ان باتوں کا بیان کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ ہمارے بعد یا ہزاروں سال بعد کس کو اِن باتوں کی سمجھ آئے گی کہ حضرت اماں جانؓ کی اولاد کے لئے قدم قدم پر پیشگوئیاں موجود ہیں اور اولاد در اولاد کے تمام دنیا بھر میں پھیلنے کی پیشگوئی موجود ہے نیز قیامت تک اس اولاد در اولاد کے زندہ رہنے کی بھی پیشگوئی موجود ہے۔

۸ = ۞ دلی کی سیدہ یعنی ام المؤمنین حضرت سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المعروف حضرت اماں جانؓ۔

۱۱ = ۞ سنت انبیائے کرام علہیم السلام ہے کہ ان کے چند سب سے زیادہ عزیز اور قریبی رشتہ دار ہی ان کی سب سے زیادہ مخالفت کیا کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں کہ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور آپؑ کے بیٹے نے ان کی بات کو نہ مانا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کا پیغام سنا لیکن اس کے باوجود بت پرستی کو نہ چھوڑا کہ جن کے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پرورش پائی تھی۔حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی اور بیٹیاں نہ مانیں۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعض چچازاد بھائی بہن نہ مانے

پس! اسی طرح حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی اور ان کے بیٹوں بلکہ خاندان کے بہت سے افراد نے بھی حضورؑ کے دعویٰ کو نہ مانا لیکن اس کا نتیجہ وہی نکلا جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے منکرین کا کیا کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد پیش گوئیوں میں قبل از وقت ہی بیان فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو نیست و نابود کر دے گا ۔اس طرح وہ لوگ امن کا کوئی پروانہ ملنے سے بھی قبل اس دنیا سے چل بسے اور جو بچ گئے وہ صرف اس

لئے کہ انہوں نے اپنی اپنی وفات سے قبل اپنے احمدی ہونے کا برملا اظہار کرتے ہوئے احمدیت قبول کرنے واضح اعلان کیا۔مثلاً عمالقہ کی اولاد۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بڑی بھاوج تائی صاحبہ اور حضرت اقدس کی پہلی بیوی میں سے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب۔اسی طرح حضرت اقدس کی پہلی بیوی میں سے چھوٹے بیٹے مرزا فضل احمد صاحب کی زوجہ عزیز بیگم صاحبہ نیز مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری صاحب کے خاندان کے کئی افراد۔

اسی مضمون کے تعلق میں ایک بات اور بھی نہایت ہی قابل ذکر ہے کہ جب حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی بیوی کی اولاد میں سے دوسرے بڑے بیٹے صاحبزادہ مرزا فضل احمدؒ صاحب نے وفات پائی تو ان کی میت کو تعزیت کی خاطر حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بھاوج کے یہاں رکھا گیا جو کہ خاندان میں تائی صاحبہ کے نام سے مشہور ہیں۔اس سلسلہ میں حضرت اماں جانؓ بیان فرماتی ہیں کہ:-

’’ جب مرزا فضل احمد صاحب کی وفات کی خبر آئی تو اُس رات حضرت صاحبؑ قریباً تمام رات نہیں سوئے اور بعد میں بھی کئی یوم تک مغموم رہے‘‘۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں درج ہے کہ اُس رات حضورؑ صدمہ کی حالت میں گھر کے صحن میں بہت دیر تک ٹہلتے رہے اور تائی صاحبہ کے گھر سے کہ جہاں مرزا فضل احمد صاحب کا جنازہ رکھاہؤا تھا جب بین کرنے یا رونے کی آواز آتی تو حضورؑ ۔حضرت مؤلانا عبدالکریم صاحبؓ کی اہلیہ صاحبہ سے جو کہ اس وقت گھر کے صحن میں موجود تھیں فرماتے:-

’’مولویانی! پُتّر تے میرا اِی سی‘‘ یعنی’’ بیٹا تو میرا ہی تھا ‘‘۔(ناقل)لیکن اتنے بڑے صدمہ کو اتنا زیادہ محسوس کرنے کے باوجود حضرت اقدسؑ نے اپنے جواں سال لختِ جگر بیٹے کی نماز جنازہ صرف اس لئے نہیں پڑھی کہ مرزا فضل احمد صاحب سلسلہ بیعت میں شامل نہ تھے اور بعض احمدی اصحاب کے پوچھنے پر انہیں بھی نمازہ جنازہ پڑھنے کی ممانعت فرمادی۔(اقتباس از تقریر’’ذکرِ حبیب‘‘از صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب۔ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

اللہ!اللہ! اس کو کہتے ہیں اصول کی پابندی جو کہ صرف ایک نبی ایک رسول ایک پیغمبر ہی اس کی تمام شرائط کے ساتھ نبھا سکتا ہے۔صبر وقناعت اور برداشت کی حد یہ ہے کہ اپنے لخت جگر کی نماز جنازہ صرف اس لئے نہ پڑھی کہ وہ مسلمان تو تھے لیکن مہدیٔ وقت کو بروقت پہچان نہ سکے یعنی احمدی نہ تھے۔

خدا تعالیٰ کے انبیائے کرام علیہم السلام کی بھی کیا اونچی شان ہے کہ سنت انبیاؑ کے تحت یہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کی تاریخ دوہرائی گئی ہے کہ جن کے بیٹے نے سرکشی اختیار کی تھی اور اپنے تندرست وتوانا جسم کے ڈیل ڈول کو دیکھتے ہوئے طوفان نوح کو کوئی وقعت نہ دی اور پانی میں چھلانگ لگا دی کہ میں تو تیراک ہوں اور تیر کر دوسرے کنارے پر جا پہنچوں گا لیکن ہوتا وہی ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے اور یوں وہ حضرت نوح علیہ السلام کے دیکھتے ہی دیکھتے اس طوفانی سیلاب کے پانی میں غرق ہو گیا کہ جس پر حضرت نوح علیہ السلام کو الہام ہؤا کہ اس کی غرقابی پر غمگین نہ ہو کیونکہ وہ اس قابل نہ تھا کہ تیرے اہل واعیال میں شریک سمجھا جاتا۔فرمایا:-

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا ط اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف وَنَادٰى نُوْحُ نِ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَاتَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ○ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ط قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ الْمُغْرَقِيْنَ ○ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ○ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ قزصلے فَلَا تَسْئَلْنِ مَالَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاِلَّا تَغْفِرْلِيْ وَ تَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (هود ۱۱ : آیات ۴۱-۴۷)

یعنی اورنوح نے اپنی قوم سے کہا کہ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ کیونکہ اس کشتی کا چلنا اوراس کا ٹھہرنا اللہ کے نام کی برکت سے ہی ہے کیونکہ میرا رب تو بہت ہی بخشنے والا اور ہم پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔اپنی قوم کے ساتھ ساتھ نوح نے اپنے بیٹے کو بھی سمجھایا کہ آؤ اور میری اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کفار کی طرح نافرمانی نہ کرو لیکن وہ نہ مانا اوراس نے کہا کہ میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا اوراس سیلاب سے بچ جاؤں گا۔یہ سن کر نوح نے کہا کہ آج تمہیں اس عذاب سے بچانے والا سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔پس! آج جس کو وہ اپنے رحم سے بچالے گا صرف وہی بچے گا۔

بہرحال وہ کشتی ان پہاڑوں کی مانند بلند وبالا موجوں کے درمیان چل پڑی۔اسی اثنأ میں پانی کی ایک اونچی لہر ان دونوں کے درمیان حائل ہوگئی اور یوں وہ غرقاب شدگان میں سے ہوگیا اور فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ظالموں کو ہلاک کردو۔پھر کچھ عرصہ کے بعد آسمان سے کہہ دیا گیا کہ اب بارش کو برسانا بند کردو اور زمین کو یہ حکم دیا گیا کہ تو اس بارش کے پانی کو جذب کرلے اور یوں اس طوفان کے خاتمہ کے بعد وہ کشتی جودی کے مقام پر جا ٹھہری۔اپنے بیٹے کی غرقابی کے بعد نوح نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے اللہ! تیرا سیلاب لانے کا سچا وعدہ پورا ہوا لیکن میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں سے تھا یعنی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔کیونکہ تو ہی سب سے زیادہ اچھا اور درست فیصلہ کرنے والا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اے نوح ! تو اپنے بداعمال بیٹے کے بچھڑنے پر غم مت کر کیونکہ وہ تیرے اہل وعیال میں شامل ہونے کے قابل ہی نہ تھا۔پس! اس لئے تو مجھ سے کوئی ایسی دعا نہ مانگ کہ جس کے بارہ میں تجھے کچھ علم نہیں کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے کہ نہیں؟ پھر تم عام لوگوں کی طرح جاہلانہ حرکات بھی نہ کرنا بلکہ صرف میری نصائح پر عمل کرو۔اس پر نوح نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میری کیا مجال ہے کہ میں تجھ سے کوئی ایسا سوال کروں کہ جس کے بارہ میں مجھے کوئی علم نہیں کہ وہ میرے لئے اچھا ہے یا برا لہذا میں تو صرف تیری ہی پناہ چاہتا ہوں تاکہ میرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں ورنہ میں خود ہی نقصان اٹھاؤں گا۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دلی کسک اور رنج وغم نیز حزن وملال کے باوجود اپنے ہی فرمان شدہ

ایک حکم پر صدق دل سے عمل کرتے ہوئے ہمارے لئے بھی ایک روشن ترین مثال بن گئے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی حضرت اقدسؑ کے نقش مبارک پر کامل رضامندی کے ساتھ چلنے کی توفیق بخشے۔آمین

ہم میں سے بہت سے لوگ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی بیوی سے علیحدگی کے اصل قصہ کو نہیں جانتے اور یونہی الزام تراشی کرتے ہیں۔پس! اسی لئے میں نے یہاں تفصیل بیان کردی تا کہ حضرت اقدسؑ کی معصومیت اور صداقت کا اظہار کیا جاسکے۔اب میں اس مضمون کو مزید ایک مثال دے کر ختم کرتا ہوں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:-

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ کَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰہُمَا فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡہُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا وَّقِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ ۝ (التحریم ٦٦ : آیت ١٠)

اللہ تعالیٰ کفار کی حالت کو نوح اور لُوط کی بیویوں کی مانند اس طرح بیان کرتا ہے کہ وہ دونوں بھی ہمارے نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں مگر ان دونوں کی بیویوں نے اپنے اپنے حقوق کی ادائیگی میں خیانت سے کام لیا کہ جس کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی کی گرفت میں آگئیں اور میرے ان دونوں نیک بندوں کی بزرگی، پارسائی حتیٰ کہ ان کی نبوت پر سرفرازی بھی ان کی بیویوں کے کسی کام نہ آسکی اور ان دونوں عورتوں سے کہا گیا کہ جاؤ! اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جانے والوں کے ساتھ ساتھ تم بھی اس دہکتی ہوئی دوزخ میں چلی جاؤ۔

پس! یہ آیات خدا تعالیٰ کے قادر وتوانا ہونے کا ایک بہت بڑا نشان ہیں اور ان کی تلاوت کرنے سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ ہر ایک انسان کو اس کے اپنے ذاتی اعمال کی جزا وسزا ضرور ملے گی حتیٰ کہ کسی فرشتہ سیرت، پرہیزگار، متقی اور پاکیزہ بندے بلکہ انبیائے کرام تک کی مصاحبت زوجگی یا اولاد ہونا بھی کسی کو بچا نہ سکے گی ورنہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور بیٹا سیلاب کے پانی میں غرق نہ ہوجاتے یا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی اور بیٹیاں زلزلے کی زد میں نہ آجاتیں یعنی یہ بہت ہی غور کرنے کا مقام ہے لہٰذا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اعمال صالح بجالانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔آمین

بہر حال اسی طرح یہ بات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے رشتہ داروں دوستوں بلکہ سب سے بڑے منکر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب (۱۸۴۰-۱۹۲۰) کا بھی مقدر بن گئی اور اب آپ خود ہی قہر خداوندی کا مظاہرہ دیکھ لیں کہ بٹالہ میں ان صاحب کی قبر تو کیا اُس قبرستان کا نام ونشان تک بھی نہیں ملتا کہ جس میں احمدیت کے سب سے بڑے منکر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب دفن ہوئے تھے۔اس کے علاوہ ان کے ایک نواسے نے بھی علیٰ اعلان احمدیت قبل کر لی ہے۔

۱۳= ﴿ اگر آپ نے اپنے بچپن میں کسی شہزادی یا بادشاہ کی کہانی سنی ہوگی تو ان کہانیوں میں کہیں نہ کہیں اس بادشاہ کے وزیر کی بات یا مشورہ بھی ضرور سنا ہوگا۔ پرانے زمانہ میں ایک بادشاہ اور ایک وزیر اور بقیہ وزراء ان کے مشیر ہوًا کرتے تھے لیکن آج کے زمانہ میں ایک صدر یا وزیر اعظم اور ان کے مشیر اب وزیر کہلاتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اب نہ صرف صدر اور وزیر اعظم کو مشورہ دیتے ہیں بلکہ اپنے اپنے شعبہ کی نگرانی بھی کرتے ہیں اور اچھے برے تمام حالات کے ذمہ دار ٹھہرائے جاتے ہیں۔ بہر حال جس وزیر کا میں ذکر کر رہا ہوں تو وہ میں موجودہ زمانہ کے ایک وزیر کی بات کر رہا ہوں یعنی ذوالفقار علی بُھٹو صاحب کی جو کہ صدر پاکستان جناب محمد ایوب خان صاحب کی حکومت میں ایک وزیر تھے پھر صدر مملکت جنرل محمد یحییٰ خان صاحب کے بعد پاکستان کے صدر بنے اور پھر اس کے بعد وزیر اعظم بنے۔

۱۴= ﴿ ذوالفقار علی بُھٹو صاحب نے وزیر اعظم بن کر پاکستان کے قانون میں یہ ترمیم کی کہ ہم احمدی نعوذ باللہ مسلمان نہیں اور یوں ہمیں ناحق بلکہ بالجبر نامسلم قرار دے دیا۔

۱۵= ﴿ اس قانون کو بنانے کے لئے پاکستان میں رہنے والے تمام فرقوں نے کہ جن کی تعداد اُس وقت ۷۲ (بہتر) تھی حمایت کی لیکن ایک ناجی فرقہ احمدیہ ہی ایسا تھا کہ جس نے اس قانون اور اس میں کی گئی ترمیم کی شدید مذمت کی اور اس قانون کی تردید کر کے اپنے آپ کو بلا خوف وخطر ایک سچا کلمہ گو مسلمان فرقہ قرار دیا۔

۱۶ = ﷽ پالتو یعنی بُھٹو نے کرم نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستانی فوج کے ایک نالائق جنرل ضیاء الحق کو بڑے بڑے نامی گرامی جرنیلوں کے بالمقابل سپہ سالار اعظم بنا دیا کیونکہ بُھٹو صاحب کو یہ یقین تھا کہ اِس نچلے درجہ کے جنرل کو اس طرح اوپر لا کر یعنی اُسے بڑا عہدہ دے کر اُس کی وفاداری خریدی جاسکتی ہے اور اِس اونچے عہدہ کے مل جانے کی وجہ سے وہ یقیناً وفادار ثابت ہوگا لیکن یہی جنرل ضیاء بعد میں بُھٹو کا سب سے زیادہ شدید جانی دُشمن ثابت ہؤا اور اسی ضیاء نے بُھٹو کو پھانسی کے تختہ دار پر ہی چڑھا کر دم لیا۔

۱:۱۷ = ﷽ دنیا کا ساتھی یعنی پاکستان میں موجود اس کے بیوی بچوں عزیزوں رشتہ داروں یاروں دوستوں اور پارٹی کے ممبروں کے علاوہ دنیا کی مختلف بڑی بڑی حکومتوں میں بھی بُھٹو کے بہت سے یار دوست اور جاننے پہچاننے والے ہمدرد موجود تھے لیکن کوئی بھی اس کو موت کی سزا ملنے کے بعد کوشش کے باوجود موت کے مونہہ میں جانے سے بچا نہ سکا۔

۲:۱۷ = ﷽ تارا مسیح کے نام میں لفظ مسیح کی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لقب مسیح کی مماثلت سے بھی خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس ظالم شخص ذوالفقار علی بُھٹو کو سزا دینے پر تُلا ہؤا تھا۔ یہاں خاکسار یہ بات بھی واضح کردے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تمام دنیا کی اصلاح اور آپس میں پیار ومحبت کو بڑھانے کے لئے تشریف لائے تھے اس لئے کسی کو سزا دینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہذا تارا مسیح کے ہاتھوں میں پھانسی کا پھندا دے کر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام دنیا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثبت کر دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ خدا تعالیٰ کسی کے لئے رسی دراز تو کر دیتا ہے لیکن جب غضبناک ہوجاتا ہے تو پھر اس کے گلے میں وہی رسی ایک پھانسی کے پھندے کی طرح ڈال کر اس کا کام بھی تمام کر دیا کرتا ہے۔اسی لئے اب تا قیامت لوگ اس عبرتناک انجام کو یاد رکھیں گے۔تفصیل کے لئے خاکسار کی تحریر شدہ کتاب ''انوارِ بشیر'' ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸ = ﷽ اک اور بادشاہ یعنی جنرل ضیاء الحق جو اپنی من مانی کرتے ہوئے خود ہی ملک کا صدر بن بیٹھا اور پھر اپنی

عبرتناک موت تک اپنے تمام جائز اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے ناجائز طور پر ہم تمام احمدیوں پر مختلف قسم کے جھوٹے اور ذلیل الزامات لگا تا رہا بلکہ اُس نے ہم احمدیوں کو کشکول پکڑ وانے کی جھوٹی قسم کھائی تھی اور یوں وہ بالآخر FRIDAY THE 10TH کا نشان بن کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار میں درج پیش گوئی کے عین مطابق جیتا جاگتا ہوائی جہاز میں جلتاہوُا نذرِ آتش ہوگیا یعنی زندہ درگور ہوگیا۔اس واقعہ کی تفصیل کے لئے خاکسار کی تصنیف شدہ کتاب ''انوارِبشیرؓ '' دیکھیں۔

۱۹= ﴿ پہلوں سے یہاں مُراداُس سے پہلے گزراہوُا املک کا بادشاہ یعنی وزیراعظم یعنی ذوالفقارعلی بُھٹو۔

۲۰= ﴿ جنرل ضیاء نے پاکستانی قانون میں مزید ترمیمات کیں کہ جن کے نتیجہ میں ہمیں اپنی مساجد کو مسجد کہنے یا لکھنے کی اجازت نہیں کہ جنہیں ہم اب مکہ مکرمہ میں کعبہ یعنی خانہ خدا کے نام پر یعنی بیت اللہ کے نام پر مسجد مبارک ربوہ کی بجائے بیت مبارک یا بیت اقصیٰ ربوہ کہتے ہیں اور پھران مقدس مقامات عبادات یعنی مساجد یا بیوت کے ماتھے پر کلمہ لکھنے کی بھی اجازت نہیں۔اسی طرح ان میں اذان دینے پربھی پابندی عائید ہے حتیٰ کہ ہمیں سلام تک کرنے کی بھی اجازت نہیں یعنی ہرطرح کی اسلامی عبادت۔رسم ورواج اورطورطریق اختیار کرنے یاان کو اسلامی طریق پر بجالانے پر پابندی عائید کردی گئی۔

۲۱= ﴿ ایذاءدی یعنی تکلیف میں مبتلاء کردیا۔

۲۴= ﴿ اِذَن یعنی حُکم ہوُا۔

۲۷= ﴿ جبڑے نے خودصدادی یعنی محض شناخت کے لئے وہ مصنوعی جبڑا خداتعالیٰ کی تقدیر کے مطابق جل جانے سے بچ نکلا اور اِس کی تفصیل یہ ہے کہ جنرل ضیاء کی لاش طیارے میں بھڑک اُٹھنے والی ہولناک آگ میں جل کر یوں

خاکستر ہوگئی تھی کہ اس ظالم کی کوئی ایک بھی نشانی جائے حادثہ سے نہ مل سکی لیکن پھر بہت تلاش بیسار کے بعد اس کے مصنوعی دانتوں کا بناہوُا ایک جبڑا شناخت کرلیا گیا تھا اور پھر اس کے اسی مصنوعی جبڑے کے ارد گرد گری پڑی راکھ کو اس کے جسم کا حصہ سمجھ کر دفنا دیا گیا اور یوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے جسم کا ہر اصلی نشان تک بھی اِس دنیا سے ہمیشہ ہمیش کے لئے یوں نیست ونابود کر دیا کہ اب کوئی شخص بھی وثوق سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو راکھ اُس جبڑے کے قریب سے ملی تھی وہ واقعی اس کے جسم کی راکھ تھی یا اُس کا یہ مصنوعی جبڑا طیارے کے زمین پر گرتے ہی اس کے مونہہ سے نکل کر یا اچھل کر کسی دوسرے کی راکھ پر جا گرا جبکہ اُس ہوائی جہاز میں نام نہاد مسلمانوں کے علاوہ چند ایک عیسائی۔ یہودی بلکہ دہریہ بھی سوار تھے۔

۲۸ = ﴾ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے نامی گرامی منکر مسیح محمدی کی خس وخاشاک اُڑا کر ایک مرتبہ پھر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہاں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ سچے نبی۔ مسیح اور مہدی دوراں ہیں۔ **سُبۡحَانَ اللہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللہِ الۡعَظِیۡمِ**

۲۹ = ﴾ قرآن مجید کے آغاز میں ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ایک بہت ہی پیاری دُعا سکھائی ہے اور وہ ہے:-
اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۝ اٰمِین – (الفاتحۃ ۱ : آیات ۵–۶) اے میرے پروردگار! تُو ہم کو نیکی کے اُس سیدھے راستہ پر چلا کہ جس راستہ کو تیرے پاکیزہ لوگوں نے اختیار کیا کہ جس کی بدولت تُو نے اُن پر اپنے فضل کا انعام نازل کیا ، نہ کہ ایسے لوگوں کے بُرے راستہ پر کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوُا اور نہ ہی اُن لوگوں کے راستہ پر جو کہ گمراہ ہو کر برباد ہوگئے- اے خدا! تُو میری ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے ایسا ہی کر۔ (آمین)

اور اِس کی تشریح یہ ہے کہ ہم سے پہلے گزرے ہوئے لوگ کہ جن میں انبیائے کرام۔ صالح۔ شہید اور صدیق بھی گزرے ہیں ہمیں اُن کے سیدھے راستہ پر چلا اور ہم پر اپنے اُنہی انعامات کی بارش برسا کہ جیسے انعامات سے تُو نے

اُنہیں بھی نوزا تھا یعنی ہمیں بھی نبی بنا صالح بنا شہید بنا صدیق بنا۔آمین

۳۰ = ﴾ ضلی نبوت = یعنی امتی نبوت اگر ہم قرآن مجید کو غور سے با ترجمہ پڑھیں تو اس میں جا بجا ہمیں ان انعامات کا وارث قرار دیا گیا ہے کہ جیسے انعامات ہم سے پہلے گزری ہوئی امتوں پر بھی ہوتے رہے ہیں کہ جن میں۔انبیائے کرام۔صالحین۔شہداء اور صدیق بھی پے در پے یعنی ایک کے بعد دوسرے بلکہ بیک وقت بھی آتے رہے ہیں کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں حضرت لوط علیہ السلام بھی نبی تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک کتاب ''صحف ابراہیمی'' دی گئی لیکن حضرت لوط علیہ السلام کو جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھانجے تو تھے ہی لیکن ایک ہمعصر نبی بھی تھے اور قوم لوط کی جانب معبوث ہوئے تھے لیکن پھر بھی آپؑ کو خدا تعالیٰ کی جانب سے کوئی کتاب نہ دی گئی حتیٰ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے بھی تھے اور ان کے بعد یہ دونوں نبی بھی تھے لیکن ان دونوں کو بھی کسی قسم کی کوئی کتاب نہ دی گئی کیونکہ وہ دونوں بھی ضلی نبی تھے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپؑ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی تھے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''تورات'' کی کتاب دی گئی تھی لیکن حضرت ہارون علیہ السلام کو کوئی کتاب نہ دی گئی کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابع ایک امتی نبی تھے۔اس لئے کسی نئی کتاب کی ضرورت نہ تھی۔اور پھر موسوی شریعت میں ہی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور نبوت میں ہی حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی نبوت ملی جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام کو موسوی شریعت کے تابع ایک غیر شرعی کتاب ''زبور'' دی گئی لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کو کوئی کتاب نہ دی گئی کیونکہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تو تھے ہی لیکن ایک امتی نبی بھی تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ حضرت ذکریا علیہ السلام اور آپؑ کے بیٹے حضرت یحییٰ علیہ السلام JOHANNES DER TÄUFER بھی ایک ہی زمانہ میں نبی تھے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن حضرت مریم علیہ السلام کو ایک غیر شرعی کتاب ''انجیل'' دی گئی لیکن حضرت ذکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کوئی کتاب نہ دی گئی کیونکہ یہ دونوں بھی موسوی شریعت میں امتی انبیاء تھے۔

پس! بالکل اسی طرح آنحضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دورنبوت میں اورآنحضرت ﷺ کی پیروی میں حضرت مسیح موعودومہدیٔ معہودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوبھی ضلی نبوت تو ملی لیکن کوئی نئی کتاب نہ دی گئی۔امثال تواوربھی بہت سی ہیں لیکن میں انہی پراکتفاءکرتاہوں۔

۳۲= حدیث نبویہ ﷺ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَ اَنَّ مَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسٰجِدِ (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد المدینۃ و مکۃ و کنزالعمال کتاب الفضائل فضائل الامکنۃ والازمنۃ فضل الحرمین والمسجد الاقصیٰ حدیث نمبر34994)
یعنی رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے۔اب دنیا بھرکے تمام مولویوں کو چاہیئے کہ وہ یہ حدیث نبویہ ﷺ ہمیشہ مکمل سنایا کریں ورنہ وہ کذب بیانی کریں گے۔

اب یہاں سوال یہ پیداہوتاہے کہ کیا آنحضرت ﷺ کی مسجد یعنی مسجد نبوی کے بعداورکوئی مسجد نہیں بنی؟
جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنی بھی مساجد دنیا بھرمیں موجود ہیں سب آنحضرت ﷺ کی مسجد یعنی مسجد نبویہ کے بعد ہی تعمیر ہوئی ہیں تو کیاان کی تعمیرناجائزہوئی ہے؟؟نہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اب میری مسجد کے بعدکوئی اورایسی مسجد نہیں بن سکتی کہ جواس مقصدکوپوراکرنے کے لیے نہ بنائی جائے جوکہ میرامسجد بنانے کا مقصد ہے یاجس میں وہ نماز نہ پڑھی جائے جومیری مسجد میں پڑھی جاتی ہے یاجس کا قبلہ مکہ میں بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی بجائے کوئی اورہو۔

غرضیکہ مغائرت اورمخالفت کے معنوں میں یہاں اٰخِرُ الْمَسٰجِدِ آیاپس یہی آخرالانبیاء کا مطلب ہے کہ میرے بعدکوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جونئی شریعت لائے یا میری شریعت کے خلاف ہو یا میری اتباع کے خلاف ہو یا میری اتباع اورمتابعت سے باہرہوکرنبوت کا دعویٰ کرے۔

۳۳ = یہ باتیں جو میں بیان کر چکا ہوں اور ابھی مزید بیان کر رہا ہوں واللہ یہ تمام باتیں میں تا قیامت اپنے قلم سے تحریر کرتا چلا جاؤں گا اور اپنی زبان سے انہیں بیان کرتا چلا جاؤں گا خواہ دنیا ان پر کتنا ہی قدغن کیوں نہ لگا دے یا لگاتی چلی جائے یعنی یہ خاکسار اپنے آقا سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظلی نبوت یعنی امتی نبوت اور دعویٔ مسیحائی کا پرچار کرتا ہی چلا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ

۳۴ = بات ہے وفا کی یعنی جس شخص کو بھی اسلام سے محبت ہے وہ بہرحال ان تمام قرآنی مسائل پر ضرور غور و خوض کرے گا۔ اسی لئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کے آغاز میں ہی یہ فرمادیا کہ:-
ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرۃ ۲ : آیت ۲) یعنی اس کتاب (قرآن مجید) میں بیان شدہ امور کی سمجھ صرف اور صرف متقین کو ہی دی جائے گی اور بقیہ تمام مسلمان اور قرآن کے نامسلم عالم ان کو لکھ کر اور پڑھ کر نیز سن کر بھی سمجھ نہ پائیں گے۔

اِفتتاح۔ا

آئے ہیں پیارے آقا اب ہوگا اِفتِتاح
پھر اِس کے بعد ہوگا پیارا سا اِجتماع ا

یہ گھر آباد رکھنا تا اَبد اے خُدا
مل کر کریں گے سارے دِل سے یہی دُعا ۲

یہ مُرتفِع وِیڈ رائن کا ہے کنارہ
عِبادت گُزار بندوں کی بَن جائے جلسہ گاہ ۳

زندہ رہے ہمیشہ مسجد کی یہ جگہ
اِس خطۂ زمین میں پہلی ہے اِبتداء ۴

درسِ قرآن کے ساتھ درسِ حدیث ہوگا
حمد و ثناء کی جائے بنے یہ نمازگاہ ۵

ذکرِ حبیب ہوگا اور نظموں کا سلسلہ
آمین ہوگی جس میں ایسی ہو شادگاہ ۶

ہوگا نِکاح کوئی تو ہوگا کوئی بیاہ
دے کر دُعائیں سب کو کر دیں گے ہم وِداع ۷

راہِ خُدا میں جان کی کچھ بھی نہیں ہے پرواہ
جو بھی نمازی آئیں ہوجائیں یوں فِدا ۸

یہ گھر ہے تیرا پیارے ہو نہ کبھی تباہ
کرتے رہیں گے اِس میں شب و روز ہم ثناءَ ۹

سُن لے خُدایا دل سے نکلی ہے یہ دُعا
یہ نسیم کر رہا ہے سجدوں میں التجا ۱۰

ا = ﷺ پیارے آقا یعنی حضرت امیر المؤمنین سیدنا مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

۳ = ۱۹۷۶ء کے آخر میں خاکسار مقصود احمد نسیم فرینکفرٹ (FRANKFURT am MAIN) سے نقل مکانی کر کے اپنے دوست مکرم اعجاز احمد خان صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب کے پاس بینڈورف (BENDORF am RHEIN) میں چلا آیا تو اس وقت ہم تینوں یہاں کوبلینز اور نوئے وِیڈ نیز مائن کوبلینز کے اضلاع میں سب سے پہلے احمدی تھے ۔بہرحال چند ماہ کے بعد یعنی ۱۹۷۷ء کے آغاز میں ہی مکرم فیض احمد خان صاحب بھی آ گئے تو میں بینڈورف سے نقل مکانی کر کے یہاں نوئے وِیڈ (NEUWIED am RHEIN) میں آ کر مستقل آباد (رجسٹرڈ) ہو گیا تو حسنِ اتفاق سے یہ خاکسار اس ضلع میں مستقل آباد ہونے والا سب سے پہلا احمدی فرد بن گیا۔اس کے بعد ۱۹۷۸ء کے آخر میں میں نے اپنے دو بہنوئیوں کے سب سے چھوٹے بھائی مکرم قاضی محمود احمد ندیم صاحب کو بھی اپنے پاس رہنے کے لئے بلا لیا تو تب ہم دو احمدی اکٹھے ہو گئے۔اس زمانہ میں ہم چونکہ جمعہ۔عید اور جلسہ کے ایام میں فرینکفرٹ چلے جایا کرتے تھے اس لئے اپنی جماعت بنانے کا خیال نہ آیا۔یہ خیال بہت بعد میں اس وقت آیا کہ جب ہمارے ایک قریبی رشتہ دار مکرم مؤلانا بشارت احمد محمود صاحب کا فرینکفرٹ کے بعد کولون (KÖLN - COLOGNE) کی مسجد میں بطور مربی سلسلہ احمدیہ تقرر ہؤا تو انہوں نے ہمیں جماعت بنانے کا حکم دیا۔اس وقت تک میرے بھانجے مکرم منیر احمد شاد صاحب بھی ہمارے یہاں آ چکے تھے اس لئے اب ہم تین ہو گئے۔

لیکن مکرم مربی صاحب کے ارشاد پر تین احباب جماعت کی چھوٹی سی جماعت بنانے کی بجائے ہمیں یہ حکم ہؤا کہ ہم پلائڈٹ (PLAIDT) کے احباب کے ساتھ مل کر فی الحال ایک بڑی جماعت بنا لیں۔بہرحال جب انتخاب ہؤا تو اس وقت مکرم افضال احمد عابد صاحب کو صدر جماعت اور خاکسار کو بطور قائد خدام الاحمدیہ مجلس پلائڈٹ جرمنی منتخب کر لیا گیا کہ جس کی منظوری نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ مغربی جرمنی مکرم فلاح الدین خان صاحب نے اپنے خط نمبر ۱۹۰۹ کے ذریعہ مرحمت فرمائی۔بعد میں پھر یہی چھوٹی سی جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتے کرتے

جماعت پلائڈٹ سے جماعت نوئے وِیڈ بن گئی اور آج یہاں ہماری اپنی مسجد ''بیت الرحیم'' بھی تعمیر ہو چکی ہے۔ فالحمدللہ

یہاں میں سب سے زیادہ ایک اور اہم بات کو بھی آپ کی خدمت میں پیش کرتا چلوں کہ خاکسار کے یہاں پہلے کوبلینز (KOBLENZ am RHEIN) اور پھر بعد میں نوئے وِیڈ (NEUWIED) میں اوران کے بعد پھر وائٹرسُبرگ (WEITERSBURG) میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز ومحترم خاندان کے مختلف چشم و چراغ خاکسار سے ملاقات کے واسطے تشریف لا کر ٹھہرتے رہے اور ہمیں اپنی پاکیزہ دعاؤں سے نوازتے رہے۔ان کے اسمائے گرامی یہاں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تا کہ یہ سند رہے کہ ایک زمانہ میں سرزمین کوبلینز اور سرزمین نوئے وِیڈ اور سرزمین وِٹلش نیز سرزمین وائٹرسُبرگ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان مبارک کے قدم چومے تھے:-

١=حضرت سید محمد احمد صاحب (وِنگ کمانڈر) ابن حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

٢=حضرت صاحبزادی امتہ اللطیف بیگم صاحبہ بنت حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔--

٣=محترمہ صاحبزادی عائشہ احمد صاحبہ (ڈاکٹر) بنت حضرت سید محمد احمد صاحب وحضرت امتہ اللطیف بیگم صاحبہ۔--

٤=حضرت صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب ابن حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ وحضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ۔--

٥=حضرت صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ وحضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ۔--

٦=مکرم صاحبزادہ مرزا سفیر احمد صاحب ابن حضرت مرزا منیر احمد صاحب وحضرت صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحبہ۔--

٧=محترمہ صاحبزادی شوکت بیگم صاحبہ بنت حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ وحضرت آصفہ بیگم صاحبہ۔--

٨=مکرم صاحبزادہ مرزا۔۔۔صاحب ابن مکرم مرزا سفیر احمد صاحب ومحترمہ صاحبزادی شوکت بیگم صاحبہ۔--

٩=مکرم صاحبزادہ مرزا عمر احمد (تانی میاں) صاحب ابن ڈاکٹر حضرت مرزا منور احمد صاحب۔--

١٠=محترمہ سیدہ ۔۔۔بیگم صاحبہ مکرم صاحبزادہ مرزا عمر احمد (تانی میاں) صاحب۔--

١١=مکرم صاحبزادہ مرزا علی احمد طارق صاحب ابن مکرم صاحبزادہ مرزا نصیر احمد طارق (چھیری میاں) صاحب۔

اب میں یہاں ایک بے حد عجیب وغریب ''حسنِ اتفاقات'' کا ذکر کرتا ہوں کہ جس کی بناء پر احمدیت کی صداقت پر میرا ایمان پہلے سے بھی زیادہ بڑھ کر مضبوط ہوا۔ لیجئے ملاحظہ فرمائیے کہ جرمنی میں سو مساجد سکیم کے تحت جرمنی کی سب سے پہلی احمدیہ مسجد حمد ہمارے ریجن میں وِٹلش (WITTLICH) کے شہر میں تعمیر ہو کر آباد ہوئی اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز و محترم افراد کی تشریف آوری نہ صرف میرے خاندان کے لئے بلکہ ہمارے تمام ریجن کے لئے بھی خیر و برکت کا باعث بن گئی جبکہ نمبر۴-۸ نے تو خاکسار کے یہاں قیام فرمانے کے ساتھ ساتھ اس وقت کے ریجنل امیر جماعت مکرم ملک طاہر احمد صاحب کے یہاں وِٹلش میں بھی قیام فرمایا۔

اسی طرح نمبر۹-۱۱ نے وائٹرسبُرگ (WEITERSBURG) میں ہمارے یہاں قیام فرمایا اور دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے۔ ان ایام میں خاکسار اپنی جماعت بینڈورف (BENDORF) جرمنی کا صدر جماعت ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ریجن رائن موزل (RHEIN-MOSEL) میں اخبار احمدیہ جرمنی کا نمائندہ بھی تھا اور مرکزی اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری امور خارجہ بھی مقرر تھا۔ اس لئے اس مسجد حمد وِٹلش کے افتتاح کی تمام تفصیل خاکسار کو تحریر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمدللہ۔ اس مسجد کا افتتاح سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خود اپنے دست مبارک سے مؤرخہ ۵/جون ۲۰۰۰ء کو فرمایا۔ خاکسار کی تحریر کردہ یہ تمام تفصیل اس زمانہ میں الفضل انٹرنیشنل لندن کے ساتھ ساتھ اخبار احمدیہ جرمنی اور پھر بعد میں میری اپنی کتاب ''انوارِ بشیر'' مطبوعہ ۲۰۰۷ء اور ۲۰۱۰ء میں بھی شائع ہوئی یعنی خاکسار کی یہ تحریر بھی تاریخ احمدیت کا حصہ بن گئی۔ فالحمدللہ

حسن اتفاق نمبر دو یہ ہے کہ خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز و محترم افراد نمبر۱-۳ نے کوبلینز (KOBLENZ) میں خاکسار کے یہاں AM FRÀNZOSEN FRIEDHOF میں قیام فرمایا اور اب اسی سڑک پر صرف چند گز یعنی ستر میٹر کے فاصلے پر ہماری اپنی مسجد طاہر کوبلینز آباد ہو چکی ہے۔ اس طرح یہ واقعہ بھی اب تاریخ احمدیت کا ایک حصہ بن گیا ہے اور انصاراللہ احمدیہ جرمنی کے سہ ماہی رسالہ الناصر کے شمارہ جنوری۔ فروری۔ مارچ

۲۰۱۴ء کے صفحہ نمبر ۱۴۱ پر ''حسن اتفاق'' کے عنوان سے من وعن شائع ہو چکا ہے۔

حسن اتفاق نمبر تین یہ ہے کہ خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز ومحترم افراد نمبر ا-۸ نے نوئے وِیڈ (NEUWIED) میں خاکسار کے یہاں کئی مرتبہ قیام فرمایا اور دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے۔ ان واقعات کی تمام تفصیل ۱۹۹۳ء سے ہی ''انوارِ بشیر'' میں مفصل درج ہے۔ بہر حال یہاں بھی وہی خوبصورت ''حسن اتفاق'' ہوا اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز و محترم افراد ہمارے لئے خیر و برکت کا باعث بنے اور اب ہمارے یہاں نوئے وِیڈ میں بھی ہماری اپنی مسجد رحیم نوئے وِیڈ تعمیر ہو کر آباد ہو چکی ہے۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جب ہماری جماعت ''نوئے وِیڈ'' کی ''مسجد بیت الرحیم'' کی تعمیر جب مکمل ہونے والی تھی تو تب خاکسار نے مؤرخہ ۲۳/اپریل ۲۰۱۳ء کو بذریعہ ڈاک سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اپنی دو نظمیں ''خدا کا گھر'' اور ''افتتاح'' پیش خدمت کر دیں اور نہایت ہی ادب سے یہ بھی عرض کیا کہ اگر سیدی حضور انور مناسب خیال فرماویں تو سو مساجد سکیم کے تحت تیار ہونے والی اس مسجد کا افتتاح بھی خود ہی کر دیں۔ خاکسار کی اس عرضداشت کا جواب یہاں پیش خدمت ہے:-

لنڈن۔ ۳۰/اپریل ۲۰۱۳ء

مکرم مقصود احمد نسیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا خط اور منسلکہ نظم ''افتتاح'' ملی۔ اللہ نیک خواہشات پوری فرمائے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے جذبات کو رقم کرنے کی توفیق دے نیز آپ کو اپنے پیارے انعاموں کا وارث بنائے اور سب کا متولی بنا رہے۔ آمین

والسلام

خاکسار دستخط (مرزا مسرور احمد)

مہر خلافت خامسہ

اس کے بعد سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ ۲۵؍جون ۲۰۱۳ءکو از راہ شفقت بنفس نفیس تشریف لا کر اپنے دست مبارک سے ہماری مسجد ''بیت الرحیم'' کا افتتاح کیا''۔ **جزاک اللہ واحسن الجزاء**

گل تے سُنو

آؤ لوکو گل تے سنو اج والے پیر دی
اللہ دے بندے کولوں شاہ اک جریر دی ۱

رب دے فرشتے محمدی سفیر دی
مہدی تے مسیح نالے اللہ دے فقیر دی ۲

اوہدے وچ روح پئی کرشن دے سریر دی
کتے نہ مثال ملے چن جئے منیر دی ۳

چن نالے سورج اُتے کالی اِک لکیر پئی
دعوے دا ثبوت دِتا مرضی ایہہ قدیر دی ۴

تینوں کتھوں علم ہویا بندہ توں حقیر سی
جینوں چاہے دسے ایہہ تے مرضی خبیر دی ۵

منو پانھویں نہ منو ہن اپنے ضمیر دی
میں تے حمد و ثناء کراں رب اوس کبیر دی ٦

ا:ا = ﴿﴾ اج والے پیر دی یعنی آج کے امام الوقت سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعو و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیہ سنو۔

ا:۲ = ﴿﴾شاہ اک جریر دی یعنی ایک جری اللہ حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کی۔

۴ = ﴿﴾ یعنی چانداورسورج پر گرہن لگنے کی وجہ سے ان دونوں کے ایک حصہ پر اندھیرا چھا گیا اور نہ صرف یہ کہ چانداور سورج کے ان حصوں پر اندھیرا چھا گیا بلکہ اس نظارہ کو دیکھ کر منکرین کی آنکھوں بلکہ دل و دماغ پر بھی اندھیرا چھا گیا اور وہ اپنے ہی امام الوقت یعنی حضرت سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو خود اپنے کانوں سے سن کر یا کسی دوسرے کی زبانی سن کر یا پھر خود حضرت اقدسؑ کے تحریری دعویٰ کو پڑھ کر بھی نہ سمجھ سکے کہ دراصل یہ ہی وہی مسیح ومہدی ہے کہ جس نے چودھویں صدی کے سر پر آنا تھا۔اب آپ دیکھ لیں کہ پندھرویں صدی بھی گزر رہی ہے لیکن کسی دوسرے سچے تو کیا کسی جھوٹے مسیح ومہدی کا بھی دور دور تک اتہ پتہ معلوم نہیں اور نہ ہی انشاء اللہ کوئی یہ دعویٰ کرے گا۔

۵ = ﴿﴾ یہ باتیں جو میں ’’قرآنی خزائن‘‘ اور’’انوارِبشیر‘‘ نیز’’بادِنسیم۔دین ودنیا حصہ اول‘‘ میں تحریر کر رہا ہوں یعنی شرعی نبوت۔ظلی نبوت۔الٰہی کتب اور بغیر کتب کے نبوت یا صرف الہامی نبوت جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے از خود ہمیں بتلایا کہ بعض انبیاء سے اس نے خود کلام فرمایا اور بعض سے کلام بھی نہیں کیا مگر انہیں بھی نبوت عطاء کی۔فرمایا:-

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ م مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط (البقرة ۲: آیت ۲۵۳) یعنی دنیا میں ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کو ہم نے کئی دوسرے رسولوں پر فضیلت

بخشی کیونکہ اُن میں سے انبیاء کا ایک گروہ تو ایسا ہے کہ جس گروہ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور اُن میں سے انبیاء کا ایک دوسرا گروہ ایسا ہے کہ جن کے صرف درجات بلند کیئے۔

تو ثابت ہوُا کہ ان تمام باتوں کا علم ''---رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا''(طٰہٰ ۲۰ : آیت ۱۱۴) کی بدولت مجھے عطاء ہوُا ہے اور اگر کوئی دوسرا بھی میری طرح قرآن مجید کو باترجمہ غور سے پڑھے تو اسے بھی یہ علم حاصل ہوسکتا ہے۔یعنی یہ کوئی ایسی بات نہیں یا یہ کوئی ایسا جنتر منتر رمل نجوم جادو ٹونہ ٹوٹکا نہیں کی کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہوسکتا۔اسی لئے تو میرے اشعار میں بارہا اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ بھئی اگر آپ قرآن کو دل لگا کر دھیان سے پڑھیں اور اس کے ترجمہ پر بھی ذرا سا غور وخوض کریں تو پھر اس کے بعد دیکھیں کہ آپ کو کیا کیا عجیب وغریب نظارے نظر آنے لگیں گے اور ایسے ایسے مخفی حالات آپ پر کھلتے چلے جائیں گے کہ آپ دنیا کا وہ رنگ دیکھ کر انشاءاللہ تعالیٰ عش عش کر اٹھیں گے اور پھر تب آپ تہہ دل سے یہ کہنے پر بھی مجبور ہوجائیں گے کہ: **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ**

تعلیم الاسلام کالج قادیان

کون کہتا ہے وہاں ملتا نہیں علم و ہُنر
''کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر'' ۱

بحر رواں تعلیم کا اب آ کے دیکھ لو
ہے جامعہ سکول و کالج ہر احمدی کا گھر ۲

یہ درسگاہیں علم کی ہیں ہر جگہ آباد
قربان جن پہ ہو گئے مادر بھی اور پدر ۳

۱:۲ ماخوذ از ''درثمین اردو'' ۔کلام از سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔

ماں کی ممتا

جب صبح کے نُور کی پہلی کِرن اِس دُنیا کو چمکاتی ہے
اے ماں تیری صدا مجھ کو تب بستر میں جگاتی ہے ۱

اور چہرہ چوم کے تُو میرا وضوٗ کے لئے بھی اُٹھاتی ہے
پھر پیار سے کہتی ہے مجھ سے کہ مسجد تجھے بلاتی ہے ۲

جب اِن کاموں میں سُستی ہو تو سختی بھی دکھلاتی ہے
پھر نرم رویہ سے کچھ اور پیار سے بھی سمجھاتی ہے ۳

جب مسجد کو میں جاتا ہوں تو صدقے واری جاتی ہے
گھر لوٹتے ہی پُرتاثیر زباں قرآن مجھے سناتی ہے ۴

اور اُس کے بعد محمدؐ کی احادیث کی باری آتی ہے
پھر قول مسیح و مہدی کو بھی لاکھوں بار سناتی ہے ۵

خلفائے مسیح کے خُطبہ کو تُو فرفر پڑھتی جاتی ہے
جذباتِ عقیدت میں ڈوبی پھر آنسو بھی بہاتی ہے ۶

جب ناشتہ کرنے بیٹھتا ہوں تو دودھ بالائی لاتی ہے
پھر اِن کے ساتھ ہمیشہ ہی انڈے توس کھلاتی ہے ۷

مدرسہ کو میں جاتا ہوں تو رستہ دیکھنے جاتی ہے
جب تک گھر نہ لوٹ آؤں مشغولِ دُعا ہی رہتی ہے ۸

پھر سارے دِن کا حال اَحوال یکدم مجھے سناتی ہے
بیماری کی حالت دیکھتے ہی وہ اپنے پاس بٹھاتی ہے ۹

اور مجھ کو پریشاں دیکھ کے وہ خود بھی گھبرا جاتی ہے
یہ ماں کی ممتا ہے جو مجھ بیمار کو گلے لگاتی ہے ۱۰

پھر میرے عِلاج کی خاطِر وہ وید حکیم بلاتی ہے
بچوں کے ہر سُکھ چین کی خاطِر جاں اپنی کو لٹاتی ہے ۱۱

خود بھوکی پیاسی رہ کر بھی بچوں کو دودھ پلاتی ہے
اور پانی کے اِک گھونٹ کی خاطِر پہاڑ سے ٹکرا جاتی ہے ۱۲

یہ ماں ہی ہے بچوں کے لئے جو سو سو دُکھ اُٹھاتی ہے
نامُمکِن کو بھی غور سے دیکھو تو مُمکِن کر دِکھاتی ہے ۱۳

جب رات کو سونے جاتا ہوں تب لَو دِیئے کی جلاتی ہے
پھر لوری سناتی ہے مجھ کو اور شفقت سے تھپکاتی ہے ۱۴

جب محوِ خواب ہو جاتا ہوں تب وہ بھی سونے جاتی ہے
یہ ماں ہی ہے جو رات گئے بچوں کو دیکھنے آتی ہے ۱۵

پس ماں کی خدمت کرتے رہو یہ ساری دنیا جانتی ہے
اُس کے قدموں کی خاک ملے تو جنت بھی مل جاتی ہے ۱۶

۲= وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا ؕ لَانَسْئَلُکَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُکَ ؕ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی ۝ (طٰہٰ ۲۰ : آیت ۱۳۲) اورتُو اپنے اہل وعیال کو ہمیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتا رہ اورتُو خود بھی نماز پر قائم رہ کیونکہ ہم ہی تجھے رزق دے رہے ہیں اور تجھ سے کسی بھی قسم کا کوئی رزق نہیں مانگتے اور یہ یادرکھ کہ بالآخر متقین ہی کا انجام سب سے زیادہ اچھا ہوتا ہے۔

یعنی تمام ماں باپ کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ نہ صرف خود نمازوں کی پابندی کریں بلکہ وہ اپنی آل اولاد کو بھی باقاعدگی سے نماز پڑھنے کی تلقین کرتے رہیں بلکہ انہیں نماز باجماعت کا پابند بھی بنائیں۔آمین

۱۲= اس شعر میں حضرت ہاجرہ علیہ السلام اورآپؑ کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی وادیٔ بکہ (مکہ) میں بے بسی اور بیکسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح ایک ماں نے پیاس کی شدت سے نڈھال اپنے ننھے سے معصوم بچے کی جان کو بچانے کی خاطر صفاء اور مروہ کے درمیان گھبراہٹ میں دوڑ دوڑ کر سات چکر لگائے کہ شاید انہیں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوکر پہاڑوں کے دامن میں کہیں کسی جگہ پانی نظر آجائے۔اس وقت ایک ماں کے محبت بھرے دل کی حالت

کو خدا تعالیٰ کے سوا اور کون بہتر طور پر جان سکتا تھا۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن مجید کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے امر کر دیا بلکہ شعائر حج کا ایک حصہ بنا دیا اور پھر اسی وقت اور اسی جگہ کہ جہاں وہ پیارا بچہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا چاہِ زمزم یعنی زمزم کا چشمہ جاری فرما دیا کہ جس کے پانی کو نہ صرف دونوں ماں بیٹے نے خوب سیر ہو کر پیا بلکہ اب تک کروڑوں اربوں لوگ اس مقدس چشمہ کے پانی یعنی آبِ زمزم کو دل بھر کر پیتے ہوئے سیراب ہو چکے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

شانِ ممتا

اِک بے سَر و ساماں کو بیٹا بنایا تُو نے
متبنیٰ ہے یہ میرا سب کو بتایا تُو نے ۱

افلاس کا تھا مارا بیکس و غم سے ہارا
میں خاک کا تھا ذرہ ہیرا بنایا تُو نے ۲

قُرآن کی ریاضت کرتے تھے دونوں مِل کر
عِبادت شعار بچہ مجھ کو بنایا تُو نے ۳

کرتی ہوں میں دُعائیں بن جاؤ نیک خصلت
ہوں گی قبول اِک دِن یہ ہی سُنایا تُو نے ۴

عِلم و ہُنر کو سیکھو بن جاؤ لائق و فائق
پھر ہر طرح سے اِس کو مُمکِن بنایا تُو نے ۵

آئے جو وقت بھاری کرنا نہ گِریہ زاری
یوں عزت و آبرو سے جِینا سِکھایا تُو نے ۶

سینہ کو تان کر تُم غم کے مقابل آنا
دنیا میں سَر اُٹھا کر چلنا سِکھایا تُو نے ۷

دُنیا کے سامنے تم کبھی ہاتھ نہ پھیلانا
بس مانگنا خدا سے یہ ہی سِکھایا تُو نے ۸

حضرت میاں بشیرؓ کو سُن کر ہوئی مسرت
شیریں کھلاتے مجھ کو جو نمکیں کھلایا تُو نے ۹

انڈے کی زردی کو بھی رکھتی تھی تُو بچا کر
روزانہ دودھ سیر بھر مجھ کو پِلایا تُو نے ۱۰

دیتی تھی تُو دُعائیں ہر روز مجھ کو اماں
پشتوں کے واسطے پڑھا کلمہ دعائیہ تُو نے ۱۱

اِک احمدہ تھی پیاری جو تھی تیری دُلاری
مرتے سمے بھی اماں اُس کو بُلایا تُو نے ۱۲

پروردہ تھیں تمہاری بہنیں یہ میری ساری
دِل سے لگا کے اُن کو اپنا بنایا تُو نے ۱۳

دے کر دعائیں اُن کو رخصت کیا تھا تُو نے
اور یوں ثواب للہ کو بھی کمایا تُو نے ۱۴

مشفق بہت تھی ہم پہ اور مہربان بے حد
دے کے نہ پھر کبھی بھی احساں جتایا تُو نے ۱۵

اِک دن جو روٹھا تم سے تڑپی تیری محبت
ممتا کے جوش میں پھر کھانا نہ کھایا تُو نے ۱۶

دینے مجھے دِلاسہ خُود چل کے آ گئی تُو
سینے لگا کے اپنے مجھ کو منایا تُو نے ۱۷

فرمایا پاس بیٹھو لے دوں گی بائیسکل میں
عُجلت میں شام کا پھر کھانا منگایا تُو نے ۱۸

رکھوں گا یاد تیری میں شفقت و عنایت
ہوگا نہ وہ حرام نمک جو بھی کھِلایا تُو نے ۱۹

روتا ہوں یاد کر کے لُطف و کرم میں تیرے
اُڑتا ہوں آسماں پر اِتنا اُٹھایا تُو نے ۲۰

اُم مظفر اَحمد تو شانِ مامتا تھی
ماں باپ چیز کیا ہیں مجھ کو بُھلایا تُو نے ۲۱

چند روز کی جدائی تجھ کو نہ تھی گوارہ
جلدی سے نامہ لِکھ کر واپس بُلایا تُو نے ۲۲

میں خاک پا ہی پاؤں جو تیرے پاس آؤں
میں آؤں گا بصد شوق جب بھی بُلایا تُو نے ۲۳

یارب ذرا تُو سُن لے میری دُعائیں ساری
جو آسماں پہ اِک دن مجھ کو اُٹھایا تُو نے ۲۴

ا = متبنیٰ = یعنی مونہہ بولا بیٹا ۔ایک مرتبہ اماں کے ایک بیٹے حضرت مرزا منیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے میرے سامنے ہی اپنی والدہ ماجدہ سے دریافت کیا کہ اماں! کیا آپ نے سُودی کو اپنا بیٹا بنالیا ہے تو اماں نے فرمایا کہ ہاں تو اس پر انہوں نے اپنے بیٹے اور میرے دوست مکرم مرزا سفیر احمد صاحب کہ جو میرے قریب ہی کھڑے تھے کو فرمایا کہ

سُو دی چچا کو سلام کرو تو انہوں نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور اس کے بعد ہم دونوں پھر سے آپس میں مل کر کھیل کود میں مصروف ہو گئے۔

۶ = ❁ گریہ زاری = رونا پیٹنا۔

۹ = ❁ حضرت میاں بشیرؓ = حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

۱:۱۲ = ❁ احمدہ = خاکسار کی والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نور اللہ مرقدہا کہ جن کو حضرت ام مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور میری نانی جان محترمہ کریم بی بی صاحبہ نور اللہ مرقدہا پیار سے احمدہ کہہ کر پکارا کرتی تھیں۔ سیدنا حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ میری والدہ صاحبہ کو کبھی احمدہ کہہ کے نہ بلاتے بلکہ ہمیشہ ہی احمد بی بی کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ یہاں میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بی بی کا مطلب کیا ہے۔ بی بی کے معنی ایک عزت والی معزز بہن کے ہیں۔ اللہ اللہ اب ایسے شفیق اور مہربان بزرگ کہاں دکھائی دیتے ہیں؟ یہ تو صرف اُنہی لوگوں کا حسن سلوک تھا کہ جنہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہایت ہی اعلیٰ وارفع بہترین تربیت پائی تھی۔

۲:۱۲ = ❁ اماں = حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ = حضرت سرور سلطان جہان بیگم صاحبہؓ زوجہ محترمہ حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ (ایم۔اے)۔ سیدہ اماں حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ کی تمام اولاد در اولاد ان کو ''اماں'' کہہ کر ہی پکارا کرتی تھی اور اب بھی ہم سب آپؓ کو اسی نام سے ہی یاد کیا کرتے ہیں کیونکہ حضرت سیدہ اماں کا یہ ہی حکم تھا۔ یہاں یہ بیان کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ یعنی ام المؤمنین حضرت نصرت جہان بیگم صاحبہؓ کو حضرت اماں جانؓ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

۱۳ = ❁ میری بہنیں = محترمہ امتہ الحفیظ (حفیظہ) بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا موصیہ۔ محترمہ امتہ الغفور (غفورہ) بیگم صاحبہ

نور اللہ مرقدہا۔محترمہ زبیدہ رشید تسنیم (زبیدہ نسیم بیدی) صاحبہ نور اللہ مرقدہا موصیہ۔اپنے خاندان کے لوگ انہیں پیار سے زوبی تسنیم بھی کہا کرتے تھے کیونکہ انہیں زوبی کہلانا بے حد پسند تھا اور تسنیم ان کا پیارا تخلص تھا۔محترمہ بشریٰ پروین (بچھی) صاحبہ نور اللہ مرقدہا۔

۱۴= ❁ رخصت = یعنی شادی کے وقت رخصتی = میری دوعزیز بہنوں یعنی محترمہ آپا امتہ الحفیظ صاحبہ نور اللہ مرقدہا اور محترمہ آپا امتہ الغفور صاحبہ نور اللہ مرقدہا کی شادی خانہ آبادی حضرت ام مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بذات خود اپنے دست مبارک سے سرانجام دی تھی۔

۲۱= ❁ ام مظفر احمدؓ = خاکسار کی مونہہ بولی والدہ محترمہ یعنی حضرت سیدہ سرور سلطان جہان بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا المعروف حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ یعنی والدہ محترمہ حضرت مرزا مظفر احمد (ایم۔ایم۔احمد) صاحب نور اللہ مرقدہٗ

۲۳= ❁ میں اپنے آپ کو خواب میں کئی مرتبہ حضرت اماں ام مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ دیکھ چکا ہوں ۔اس لئے مجھے یہ پختہ یقین ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے ان بزرگوں کی دعاؤں کی بدولت مجھے بھی جنت الفردوس میں ضرور ان سے ملائے گا جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو خود ڈھارس بندھا رہا ہے کہ:-
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ط كُلُّ امْرِیءٍ م بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ" ٥ (الطور: ۲۲) اور جو لوگ صدق دل سے اللہ پر ایمان لے آئے اور ان کی اولاد بھی صدق دل سے اللہ پر ایمان لے آئی تو ہم ان ایمانداروں کے ساتھ ساتھ ان کی اس ایماندار اولاد کو بھی جنت الفردوس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے والدین کے اعمال کی جزا میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی کیونکہ ہر شخص کو اس کے اپنے ہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

دُعا کی طاقت

میں جو جی رہا ہوں اب تک
ہے تیری دُعا کی طاقت ۱
مجھے کوکھ میں اُٹھایا
سہی زچگی کی زحمت ۲

میرے دُکھ کو تُو نے جھیلا
تیری گود مِیں مَیں کھیلا ۳
پھر چَین سے میں سویا
دِی تو نے ایسی راحت ۴

مجھے تُو نے پالا پوسہ
غم میں دِیا دِلاسہ ۵
ہر ناز کو اٹھایا
پوری کی ساری حاجت ۶

میں نے دکھ دیئے ہیں تجھ کو
سب مُعاف کر دو مجھ کو ۷
ذرا رحم کھاؤ مجھ پہ
سُن لو میری سماجت ۸

تیرے کام میں نہ آیا
تیرے دِل کو بھی دُکھایا ۹
تو نے پھر بھی بخش ڈالا
یہ ہے مامتا کی رحمت ۱۰

آنکھوں میں تیری شفقت
قدموں میں تیرے جنت ۱۱
جو پاؤں تیرے چوموں
تو ہے باعثِ سعادت ۱۲

۱= ۞ اس پہلے شعر یعنی اس نظم کے مطلع میں ہی اسی نظم کا عنوان آ گیا ہے۔اسی کتاب کی چند دوسری نظموں یعنی ''ماں کی ممتا'' اور ''باعزم بامراد'' میں خاکسار اپنی والدہ محترمہ کی دعاؤں اور روحانی و دنیاوی تعلیم و تربیت کے بارہ میں بیان کر چکا ہے کہ انہوں نے کس محنت و مشقت سے مجھے پالا پوسہ اور پھر اسی طرح یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ وہ نماز روزہ تلاوت قرآن مجید کی بھی بے حد پابند تھیں یعنی ایک دعا گو وجود تھیں۔ بہرحال اِس مضمون کی تفصیل کے لئے خاکسار کی کتاب ''انوارِ بشیرؒ '' کے صفحات ۵۲۴-۵۲۷ کو ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح ایک ماں کی درد دل میں ڈوبی ہوئی دُعا سے ایک فوت شدہ مردہ بچہ پھر سے زندہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ**

۲ = ۞ دراصل یہ میری وہ نظم ہے جو کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نوراللہ مرقدہا کی شان میں قرآن مجید کی بہت سی آیات کریمہ کو مدنظر رکھ کر تحریر کی ہے کہ جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ

اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰهُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ (الاحقاف ۴۶ : آیت ۱۵)

یعنی اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کرنے کی تعلیم دی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اس کو حمل کی تکالیف کے ساتھ اس کو اپنے پیٹ میں اٹھایا تھا اور پھر جنم دیتے وقت دردزہ کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے اس کو جنم دیا اور اسی طرح اس نے اپنے بچہ کو اس کی ناتوانی کی حالت میں اٹھائے رکھا اور اس کے دودھ چھڑانے تک یعنی زچگی کی حالت میں تیس مہینے گزرے۔ پھر جب یہ انسان اپنی کامل جوانی کو پہنچ گیا تو اس انسان نے یہ کہا کہ اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور اس بات کی بھی مجھے توفیق دے کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں کہ جن کو تُو پسند فرمائے نیز میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر اور اس مقصد کے حصول کی خاطر دعا کرتے ہوئے میں تیری طرف ہی جھکتا ہوں کیونکہ میں تو تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

پس! اپنی تمام کتب کے مضامین اور اشعار یعنی جو کچھ بھی میں اپنے مونہہ بولے ماں باپ اور اپنے حقیقی ماں باپ نیز اپنی اولاد کے لئے زیرِ تحریر لا چکا ہوں اور لا رہا ہوں تو یہ سب کچھ قرآن مجید کی آیات کریمہ کی اتباع میں ہی کر رہا ہوں تا کہ ایک طرف تو میں اپنی دونوں ماؤں اور دونوں باپوں کا بھی شکریہ ادا کرسکوں کہ جنہوں نے مجھے پیار و محبت نیز شفقت و الفت سے پالا پوسہ اور تعلیم و تربیت سے مالا مال کیا اور انہی کے دم کرم سے ملنے والے دینی اور دنیاوی علوم کی بدولت آج مجھ جیسے ایک عاجز انسان کو تمام دنیا بھر کے خاص و عام میں عزت ملی اور دنیا بھر میں شہرت نصیب ہوئی اور دوسری طرف یہ قیمتی موقعہ بھی نصیب ہؤا کہ ان کتب اور اشعار کے ذریعہ سے اپنی اولاد کی تربیت بھی کرسکوں تا کہ ان کے قلوب بھی اسلام واحمدیت کے لئے خلوص و وفا اور عشق و محبت سے لبریز ہو جائیں نیز اسی طرح ان کے دل میں بھی خدمت دین کا جذبہ بیدار ہو جائے اور یہ خدمت دین کو اک فضلِ الٰہی جانتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ مسلمہ کے لئے تا قیامت ''جان، مال وقت اور عزت'' کی قربانی پیش کرتے ہوئے خدا کی راہ میں قربان ہو جائیں۔ آمین

نیک بندہ

اللہ کا نیک بندہ اور اُس کا تھا بھکاری
محمدؐ کا نام لیوا اِسلام کا پُجاری ۱
مہدی کا وہ تھا بیٹا پائی تھی انکساری
وہ قمرالانبیاء تھا پر کام خاکساری ۲

مرزا بشیر احمد اِنساں تھا نیک فِطرت
باپردہ باحیاء اور وہ تھا نیک خصلت ۳
خلفاء کی تابعداری تھی باعثِ سعادت
اُمت کی چاکری میں پائی تھی اُس نے عِزت ۴

اِک مردِ حق شناسا وہ تھا نصیر احمد
اور دعوتِ تبلیغ میں تھا وہ سفیر احمد ۵
بُشریٰ تھا اماں جانؓ کا ہمارا بشیر احمد
تھا صاحبِ ثروت دِل کا فقیر احمد ۶

دن رات میں نے دیکھا کرتا تھا وہ عِبادت
قرآن کی بھی ہر وقت کرتا تھا وہ تلاوت ۷
احادیث نبویہؐ کی کرتا تھا وہ ریاضت
اور اُس مواد کی پھر کرتا تھا وہ کتابت ۸

صورت کا وہ تھا پیارا چہرے پہ بھی تقدس
ہر کام اُس کا عمدہ سیرت بھی تھی مقدس ۹
فرمایا مسیح نے میرے فضل احمد کا ہے یہ نقش
بھائی تو اُس کا ہے یہ بالکل ہی اُس کے برعکس ۱۰

تقریر میں روانی تحریر میں سلاست
ہر قول اُس کا اعلیٰ ہوتا تھا پُر صداقت ۱۱
اپنی جماعت کی وہ کرتا تھا یوں حفاظت
خادِم سمجھ کے اِس کی کرتا تھا وہ قیادت ۱۲

دائیں مجھے بٹھاتا جو بائیں بٹھاتا پوتا
بائیں میں بیٹھ جاتا جو دائیں نواسہ ہوتا ۱۳
اپنی پیالی میں خود چائے بھی وہ پلاتا
اپنی رکابی میں سے کھانا بھی وہ کھلاتا ۱۴

غرباء کے غم و ہم میں کرتا تھا ایسے شرکت
اپنا ہی رنج ہو جیسے فرماتا ایسی شفقت ۱۵
اُن کی شکایتوں کی کرتا تھا وہ سماعت
غرباء کی مدد کرکے ملتی تھی اُس کو راحت ۱۶

میری تعلیم پر بھی وہ کڑی نگاہ رکھتا
اور جابجا وہ میرا پھر امتحاں بھی لیتا ۱۷
اِک خادمہ کے بیٹے کا اِتنا خیال رکھتا
اِک باپ سے بھی زیادہ وہ مجھ سے پیار کرتا ۱۸

تھا وہ دلیر بے حد نڈر وَ پُر شجاعت
حق اپنا چھوڑ دیتا اتنا تھا پُر شرافت ۱۹
جُھکتا عدو ادب سے ایسا تھا پُر وجاہت
دیتا دُعا سبھی کو اِتنا تھا پُر مروت ۲۰

ایسا جواں بہادر خلافت کی شان تھا
خلفاء کا دست و بازو اور اُن کی جان تھا ۲۱
ایسا نورانی انساں نبیوں کا چاند تھا
اور ایسا پیارا بندہ جماعت کا مان تھا ۲۲

رہتا فقیر بن کے تھا صاحبِ ثروت
اور سفر و حضر میں بھی رہتا تھا پُر مروت ۲۳
ورثہ ملی تھی نیکی کرتا تھا وہ سخاوت
اور چار دانگِ عالم پھیلی تھی اُس کی شہرت ۲۴

اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں کتنے پیارے
تقدیس کی علامت تھے وہ بزرگ سارے ۲۵
اُن کی ریاضتوں سے دُنیا بدلتی دیکھی
ہم کو دعاؤں سے وہ دیتے تھے یوں سہارے ۲۶

لاکھوں کا مال رہتا پاس اُس کے اِک اَمانت
یوں بُھول کر بھی اُس نے نہ کی کبھی خیانت ۲۷
نیکی اور تقویٰ کی تھی وہ سب سے بڑی ضمانت
ملتی نہیں کہیں بھی ایسی ہمیں دیانت ۲۸

روزِ حشر اے مؤلا نہ اُس کا حساب ہو
رحمت تیری ہو اُس پہ تو بے حساب ہو ۲۹
ہوں یہ دعائیں پوری نہ کوئی شتاب ہو
انجام ہوگا اچھا یہ تیرا جواب ہو ۳۰

۶ = اماں جانؓ = حضرت ام المؤمنین سیدہ نصرت جہان بیگم صاحبہ المعروف حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

۱۲ = **سیدالقوم خادمھم**۔یعنی کسی قوم کا سردار دراصل اسی قوم کا خادم ہوتا ہے۔

۱۸ = خادمہ = خادمہ حضرت ام مظفر احمد صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی خاکسار کی والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نوراللہ

مرقدہا۔میری والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ میری مونہہ بولی والدہ صاحبہ حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ کی خدمت کے لئے بطور نرس مقرر تھیں اسی لئے تمام ڈاکٹر حضرات بلکہ خود حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ بھی اماں یعنی حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ کی بیماری اور تکلیف میں میری والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ سے مشورہ کرنے کے بعد کوئی دوا تجویز کیا کرتے تھے اور پھر میری والدہ صاحبہ کی یہ ڈیوٹی ہوا کرتی تھی کہ یہ ادویات وقت مقررہ پر کھانے کے ہمراہ یا کسی دوسرے تجویز شدہ وقت پر دن یا رات کے وقت مناسب مقدار میں حضرت اماں کو کھلا دی جائیں۔تفصیل کے لئے میری کتاب ’’انوارِ بشیر‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں مجھے اپنی والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نوراللہ مرقدہا کی ذہانت کا ایک واقعہ پیش کرتے ہوئے اپنی والدہ صاحبہ پر رشک آرہا ہے کہ وہ انگریزی کے حروف ابجد سے قطعاً ناواقف تھیں لیکن اس کے باوجود بھی انہیں ہر انگریزی دواء کا نام اوراس کی مقدار نیز اوقات از بریاد رہتے تھے بلکہ ان ادویات کے پیکٹ کو دیکھ کر ہی وہ بتا دیا کرتی تھیں کہ اس دواء کا کیا نام ہے اسی طرح اگر بعض ادویات بغیر کسی پیکٹ یا ڈبہ کے صرف کسی شیشی وغیرہ میں بھی بند ہوتی تھیں تو تب بھی انہیں علم تھا کہ فلاں فلاں شیشی میں کون کون سی دوا کی گولیاں یا مکسچر وغیرہ ہیں کہ جس کی داد پاکستان کے اُس وقت کے چوٹی کے بڑے بڑے ڈاکٹر صاحبان بھی ضرور دیتے اور نہایت ہی خوش دلی سے میری والدہ صاحبہ کا شکریہ بھی ادا کرتے اور حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ کو یہ دلاسہ دے کر رخصت ہوتے کہ جس مریض کے ایسے اچھے تیمار دار ہوں اس کے صحت مند ہو جانے پر ہمیں کوئی شک نہیں۔اس طرح میری ان دونوں ماؤں کے دل بڑھ جاتے اور یوں ہمہ وقت کی اس خبر گیری سے بیماری کی شدت کم ہو جاتی یا بیماری جڑ سے ہی ختم ہو جاتی۔یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ بعض اوقات وہی پرانی بیماریاں کچھ عرصہ کے بعد پھر عود کر واپس آجاتیں لیکن یہ بڑھاپے کی عمر کی وجہ سے بھی ہو جاتا تھا۔

۲۵= ﷽ احباب جماعت کی امانتوں کے ساتھ ساتھ خاکسار کی اپنی سب سے بڑی ہمشیرہ محترمہ آپا امتہ الحفیظ (حفیظہ) بیگم صاحبہ نوراللہ مرقدہا کے لاکھوں روپیہ کے زیورات اور دوسرا مختلف قیمتی سامان بھی سیدنا حضرت قمرالانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے اپنے خاص ذاتی قیمتی سامان کے ساتھ آپؓ کے ذاتی سٹور میں سالہا سال تک رہا

اور پھر یہ سامان اتنا زیادہ ہوتا چلا گیا کہ حضرت میاں صاحبؓ کو اپنی چند اشیاء ایک دوسرے سٹور میں جو کہ مکرم صاحبزادہ مرزا نصیر احمد طارق (چھیری میاں) صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم پاکستان کے کمرہ سے متصل تھا وہاں منتقل کرنا پڑیں لیکن حضرت میاں صاحبؓ یا میری مونہہ بولی والدہ صاحبہ یعنی حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ نے اُف تک نہ کی بلکہ اپنی اپنی وفات تک اس سامان کی دل و جان سے حفاظت کی۔ احباب جماعت کو غالباً آج اس بات کا علم نہیں ہے کہ مجھے خوش قسمتی سے ایسے جان سے پیارے ہمدرد بزرگ انتہائی متقی پرہیزگار اور جنتی (بہ الہام حضرت مسیح موعودؑ) مونہہ بولے ماں باپ ملے کہ جو مجھ عاجز کے ساتھ ساتھ میری والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نور اللہ مرقدہا اور میری تمام بہنوں پر بھی اپنی جان چھڑکتے تھے اور ہمیں بے حد عزیز جانتے تھے اور انتہائی شفقت کا برملا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ **جزاک اللہ و احسن الجزاء**

اسی نظم کے بارہ میں امیر المؤمنین سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک مکتوب گرامی مؤلفہ ۲۰۱۳ء میں ازراہ شفقت یہ بھی تحریر فرمایا کہ:-

''آپ کا خط ملا کہ جس کے ساتھ آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (قمر الانبیاء) کے بارے میں اپنے نیک جذبات کو نظم میں پرو دیا ہے۔ جزاک اللہ۔

اللہ کرے ان کی سیرت حسنہ پر آپ سب کو چلنے کی توفیق عطاء ہو نیز آپ لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور عافیت کے وارث بنیں۔ اللّٰھم آمین۔ اللہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت طیبہ اور ان کی تا قیامت نسلوں اور جماعت احمدیہ پر ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جاوے اور ہر احمدی کو خلافت احمدیہ سے کامل پیار میں بڑھاتا رہے اور ہر آن سب کا نگہبان ہو۔ آمین''۔

والسلام

خاکسار دستخط (مرزا مسرور احمد)

مہر خلافت خامسہ

باعزم بامراد

گھربار کو چلانے کی سعادت تجھے ملی
ہم سے بھی زیادہ بڑھ کے فراست تجھے ملی ۱
اے ماں تیری یہ پیاری حکایت مجھے ملی
کردوں بیاں خدا سے اجازت مجھے ملی ۲

شوہر نے تجھ کو چھوڑا تُو غم سے دب گئی
بچوں کو پالنے کی فکر تجھ کو لگ گئی ۳
پھر ہم کو پالنے کی طاقت تجھے ملی
خدا کی جناب سے بھی اعانت تجھے ملی ۴

لاکھوں کو کھو کے بھی تو پُروقار تھی
ماں باپ بھائی بہنوں کی جانِ بہار تھی ۵
بچوں کو پیار کرنے کی عادت تجھے ملی
رحمت خدا کی ساری قیادت تجھے ملی ۶

نازک تھے تیرے بازو پر حوصلہ جواں
تجھ سا ملے گا کوئی بھی دنیا میں اب کہاں ۷
پس خاکساری سے ہی اک عظمت تجھے ملی
سنجیدگی کے باعث متانت تجھے ملی ۸

ہر چیز سے زیادہ خلافت سے تجھ کو پیار
خلفاء پہ جان دینے کو رہتی تھی تو تیار ۹
خلفاء کی خاک پاء سے ہی برکت تجھے ملی
یوں ہمت و شجاعت ذہانت تجھے ملی ۱۰

حضرت میاں بشیرؓ پہ دل سے نثار تھی
اماںؓ کی تھی چہیتی پر خدمت گذار تھی ۱۱
قدموں میں اُن کے رہنے سے عزت تجھے ملی
بزرگان دیں کی ایسی رفاقت تجھے ملی ۱۲

در سے گیا کبھی نہ کوئی فقیر خالی
گر رقم دے سکی نہ کھانے سے بھر دی تھالی ۱۳
باعزم و بامراد استقامت تجھے ملی
اللہ کی راہ میں کبھی نہ ملامت تجھے ملی ۱۴

اپنے سکوں کو ہم پہ قربان کر دیا
رکھا کبھی نہ گھر میں سبھی دان کر دیا ۱۵
صد شکر ہے کہ ایسی قناعت تجھے ملی
بے لوث دینے والی سخاوت تجھے ملی ۱۶

اے میری والدہ تو بہت نیک تھی ایماں میں
پرہیزگار فطرت رکھتی تھی اِس جہاں میں ۱۷
ایسی حسیں روحانی امانت تجھے ملی
تقویٰ کے نور سے یہ ریاضت تجھے ملی ۱۸

عصمت و آبرو کی تُو آن بان تھی
عفت کی شان پر تو قربانِ جان تھی ۱۹
حوروں سے بھی زیادہ وجاہت تجھے ملی
خدا کی جناب سے یہ شباہت تجھے ملی ۲۰

راہ خدا میں رہتی تھی ہر وقت چاق و چوبند
ہر وقت کا تھا روزہ نمازوں کی تو پابند ۲۱
یہ جان سے بھی پیاری عادت تجھے ملی
یہ ہمتِ عبادت وراثت تجھے ملی ۲۲

تھا وقت موت تیری زباں پہ خدا کا نام
اور جاں کنی کے عالم میں کرتی تھی تو سلام ۲۳
خدا کے حضور جانے کی طاقت تجھے ملی
یوں آخری دَموں تک بلاغت تجھے ملی ۲۴

اللہ کو بھیجتا ہوں ہر وقت یہ پیام
مل جائے میری ماں کو جنت تیری انعام ۲۵
جنت میں ہر طرح سے جو راحت تجھے ملی
ہوگی خوشی جو بہتریں عاقبت تجھے ملی ۲۶

یارب میری دعائیں سننا میرے حضور
ماں بچے پھر ملانا جنت میں تو ضرور ۲۷
مؤلا کی ساری بخشش و رحمت تجھے ملی
اب دیکھنا خُدا کی شِفاعت تجھے ملی ۲۸

۱۰= ❁ اماں =حضرت سیدہ سرور سلطان جہان بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ المعروف حضرت ام مظفرا صاحبہؓ کہ جنہیں ہم بچے خود آپؓ کے اپنے ہی حکم کی بناء پراماں کہہ کرہی پکارتے ہیں۔یہ کتنی عظمت کی بات ہے کہ ایک بہو اپنی تمام زندگی بھراپنے آپ کو اپنی ساس یعنی حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی انتہائی محبت۔دلی خلوص اور بے انتہاعقیدت کی بناء پراپنے بچوں سے بھی خود اپنے آپ کو حضرت اماں جانؓ کے تفاؤل کے نام پراماں کہلوانے میں فخر محسوس کرتی رہی اور پھر یہ بھی کتنا حسین اتفاق ہے کہ اب جب بھی ہم سب بچے اکیلے اکیلے یا آپس میں مل بیٹھ کر کبھی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگوں کی کوئی بات کرتے ہیں تو اماں یعنی حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ کہتے ہوئے حضرت اماں جانؓ یعنی حضرت نصرت جہان بیگم صاحبہؓ المعروف حضرت اماں جانؓ کی یاد بھی خود بخود ہی آجاتی ہے۔اس طرح یہ دونوں معزز ومحترم بزرگ خواتین کرام ہماری دعاؤں کا حصہ بن جاتی ہیں۔

۱۱= ❁ میری والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نوراللہ مرقدہا کے والد محترم مکرم محمد منشی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے ایک صحابی دوست حضرت چوہدری اکبرعلی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مشورہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ پھر میری والدہ محترمہ کی ساس محترمہ زینت بی بی (زینو) صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سسر مکرم خیر الدین (خیراتی) صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یعنی میرے دادا جان اور دادی جان بھی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے تھے۔ ان کے بعد حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ کی رفاقت میسر آئی تو حضرت میاں صاحبؓ نہ صرف صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے تھے بلکہ حضرت اقدس کی مبشر اولاد میں سے بھی تھے۔ اسی طرح حضرت ام مظفر احمد صاحبہؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابی خاتون بلکہ حضرت اقدس کی بہو بھی تھیں۔ یعنی میری والدہ صاحبہ کو بچپن سے لے کر بڑھاپے تک مختلف صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے۔ چلنے پھرنے۔ کھانے پینے اور رہنے سہنے کا قیمتی بلکہ نایاب موقع نصیب ہوُا

پس! اسی لئے ان بزرگان دین کی رفاقت کی بناء پر آپ خود بھی بے حد نمازی اور پرہیز گار خاتون تھیں اور ہمیں بھی نماز روزے کی پابندی کی تلقین فرماتیں۔ اب ہمیں یہ کہتے ہوئے اپنی والدہ صاحبہ پر رشک آتا ہے اور آج ہمارا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ جب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معزز و محترم افراد بھی اپنے اپنے تحریری مضامین اور آپس کی زبانی گفتگو میں بھی نہایت عزت و اکرام سے میری والدہ صاحبہ کا نام لیتے ہیں۔ فالحمدللہ

۲۷ = ۞ یہ شعر درج ذیل آیت کا پرتو ہے۔ فرمایا:-

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ کُلُّ امْرِیءٍ ۭ بِمَا کَسَبَ رَهِیْنٌ" ○ (الطور ۵۲ : آیت ۲۱) اور جو لوگ صدق دل سے اللہ پر ایمان لے آئے اور ان کی اولاد بھی صدق دل سے اللہ پر ایمان لے آئی تو ہم ان ایمانداروں کے ساتھ ساتھ ان کی اس ایماندار اولاد کو بھی جنت الفردوس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے والدین کے اعمال کی جزا میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی کیونکہ ہر شخص کو اس کے اپنے ہی اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

چھوٹی سی دُعا

اے میرے اللہ میرے مؤلا میرے مُشکِل کُشا
تو عطاء کر میری اولاد کو صِدق و صفا ۱

ہے یہ میری تجھ سے پیارے ایک چھوٹی سی دُعا
شامِ غم نہ آئے سُن یہ میری التجا ۲

بُھول جائیں یہ اگر تو یاد اِن کو تُو دِلا
اِن کو اپنے فضل سے تُو راستہ سیدھا دکھا ۳

دِین و دنیا کی بھلائی سے اِنہیں کر مالا مال
دِین کا سچا فدائی اپنی رحمت سے بنا ۴

یہ بنیں پرہیزگار اور دِینداروں کے سالار
مُتقیوں میں اِنہیں دے رُتبہ تُو سب سے بڑا ۵

پھیردے اب اِس طرف بھی اپنی رحمت کی نِگاہ
تا اَبد بڑھتے رہیں یہ ہو یوں میری اِنتہا ۶

میں تیرے قربان جاؤں اے میرے پیارے خُدا
سُن میرے دل کی صدا اور کر دے پورا مُدعا ے

۴= ﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (البقرة ۲ : آیت ۲۰۱)
۔یعنی اے ہمارے رب! ہم کو اِس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہر قسم کی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

۵:۱= ﴿ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ق رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ۝ (ابراهیم ۱۴ : آیت ۴۰)
۔ یعنی: اے میرے رب! مجھ کو اور میری اولاد کو بھی نماز پر قائم رہنے والا بنا اور اے ہمارے رب! ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔آمین

۵:۲= ﴿ وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا ۝ (الفرقان ۲۵ : آیت ۷۴) اور جو لوگ یہ پکارتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے بیویوں اور اپنی اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمارے خاندان میں بھی نیک و پارسا لوگ پیدا فرما اور پھر ہمیں متقین کا امام بنا۔آمین

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازخود یہ سب پاکیزہ دعائیں ہمیں سکھائی ہیں تاکہ ہمیں اطمینان قلب اور ہماری روح کو سکینت نصیب ہو۔اس لئے ہماری انہی التجاؤں کو سن کر باعث شفقت فرمایا کہ ان دعا گو لوگوں کی خود اپنے بارہ میں نیز اپنی اولاد کے بارہ میں انہی اعلیٰ اور عمدہ دعاؤں کے بدلے ان کی خواہش کے عین مطابق ہی انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کیا جائے گا۔فرمایا:-
اُولٰٓئِکَ یُجۡزَوۡنَ الۡغُرۡفَةَ بِمَا صَبَرُوۡا وَیُلَقَّوۡنَ فِیۡهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا ۝ (الفرقان ۲۵ : آیت ۷۵)۔ یہ وہ

لوگ ہیں کہ جنہیں ان کی نیکیوں کی جزاء اور صبر و شکر کے بدلہ میں بہشت میں بالا خانے دئے جائیں گے کہ جن میں ان پر دعاؤں کے ساتھ ساتھ سلامتی بھی نازل ہوگی۔

یہی نہیں بلکہ پھر مزید فرمایا کہ یہ سلامتی ان کی عاجزانہ دعاؤں کے بدلہ کے طور پر صرف ایک خاص مدت تک ہی محدود و مخصوص نہیں ہوگی بلکہ:-

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ (الفرقان ۲۵ : آیت ۷۶) وہ اس جنت میں تا ابد رہتے چلے جائیں گے کیونکہ بہشت ایک عارضی ٹھکانہ کے طور پر بھی بہت اچھی جگہ ہے اور ایک مستقل ٹھکانہ کے طور پر بھی نہایت ہی عمدہ جگہ ہے۔

پس! اب آپ دیکھ لیں کہ میں کیوں انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ بار بار یہ دعائیں کرتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کے صدقے قبول فرمائے۔ آمین

نیک و پارساء

دل میں اُلفت کی لہر اور آنکھ میں چاہت کا نُور
تم سے ہے گھر میں بہار اور ہے سارا سرور ۱

اے میرے بیٹو میری بیٹی میری جانِ چمن
مانگتا ہوں میں دعائیں ہر قدم پہ دن بہ دن ۲
نیک ہو تم پارساء تم اور بہت معصوم ہو
دل میرا ہے ناز سے پُر مجھ کو ہے تم پہ غرور ۳

تم ہو میری ہر خوشی اور مسرت کا ساماں
تم ہو میری زندگی تم ہو میری جانِ جاں ۴
آ گئے ہو بن کے تم شب بارات کا چراغاں
جان سے پیارا مجھے اِن کی محبت کا سرور ۵

شکر کرتا ہوں میں ہر دم ہر گھڑی اُس ذات کا
جس نے مجھ کو دے دیا ہے تحفہ خاکِ پاک کا ۶
میں نے کی تھیں التجائیں اِن کو پانے کے لئے
اِن کو پا کر مل گیا ہے مجھ کو اِس کا بھی شعور ۷

زیرِ لب مانگوں دعائیں تم بنو جنت کا نُور
ہوں بلائیں دُور تم سے تم بنو ایسے ضرور ۸
تم سے اچھا عمدہ اعلیٰ بہترین کوئی نہیں
سن رہا ہے سب دعائیں وہ میرا پیارا غفور ۹

۶ = ﷺ خاک پاک = اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان کو مٹی سے ہی بنایا ہے۔فرمایا:-
اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ○ (اٰل عمران : آیت ۵۹) یعنی تم اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو کہ عیسیٰ کی پیدائش اللہ کے نزدیک یقیناً آدم کی پیدائش کی طرح ہی ہے کیونکہ اللہ نے آدم کو خشک مٹی سے پیدا کرتے ہوئے جب یہ فرمایا کہ تُو بن جا تو وہ وجود میں آ گیا اور بالکل یہی معاملہ عیسیٰ کا بھی ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ:-

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ (الحجر ۱۵ : آیت ۲۶) اور یقیناً ہم نے انسان کو آواز نکالنے والے لاوے کے خشک گارے کی مٹی سے پیدا کیا۔

لاوے کے بارے میں جنہیں علم نہیں تو میں انہیں بتا دوں کہ جلتا ہوُا لاوا خشک ہو کر چٹان کی طرح سخت بن جاتا ہے تو تب اس میں کسی قسم کی آلودگی باقی نہیں رہتی اور اس کی بنی ہوئی مٹی کوئی معمولی مٹی نہیں بلکہ بہت ہی پاک وصاف اور بابرکت مٹی تھی۔

۷ = اِس دُنیا میں کسی کو بھی اپنی اولاد سے زیادہ بڑھ کر کوئی اور چیز پیاری نہیں لگتی۔اسی لئے میری دعائیں نہ صرف میری اپنی اولاد کے لئے ہیں بلکہ اپنے تمام احمدی احباب کے بچوں کے لئے بھی ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی ہمیں ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا ہے تو ہم میں اور ہم سب کے بچوں کے درمیان کسی بھی قسم کا کوئی بھی فرق کیوں رہے۔اپنی اولاد کے حصول کے واسطے میں نے بے حد دعائیں کی تھیں کہ جن کا ذکر میری اپنی کتاب ''انوارِبشیر'' میں ہو چکا ہے۔اسی طرح اب کی دینی اور دنیاوی بھلائی نیز آخرت میں بہتری کے لئے دعا گو رہتا ہوں اور اس کا اظہار میرے بہت سے اشعار سے بھی واضح ہے۔

۹ = غفور = یعنی مغفرت کرنے والا اللہ تعالیٰ۔

☆

ابرِ کرم

میرا جسم بھی تم میری جان بھی تم ہو
میری آن بھی تم میری شان بھی تم ہو ۱

میرا علم بھی تم عرفان بھی تم ہو
میری آس بھی تم ارمان بھی تم ہو ۲

ملکہ بھی میری سلطان بھی تم ہو
گھر والے بھی تم مہمان بھی تم ہو ۳

میرا حکم بھی تم فرمان بھی تم ہو
میرا دین بھی تم ایمان بھی تم ہو ۴

میرے حزن و ملال اور غم میں
تم میری خوشی مسکان بھی تم ہو ۵

میرے سر کا سہارا بازو بھی تم ہو
تم ارض میری آسمان بھی تم ہو ۶

عزت کے میری رکھوالے بھی تم ہو
عظمت کا میری نشان بھی تم ہو ۷

سجنوں کے لئے تم ابرِ کرم ہو
دُشمن کے لئے طوفان بھی تم ہو ۸

۱= یہاں اس پہلے شعر میں ہی ایک خونی رشتے کا اظہار ''میرا جسم بھی تم میری جان بھی تم ہو'' کے الفاظات سے کر دیا گیا ہے تا کہ پڑھنے والا فوراً سمجھ جائے کہ اس نظم میں اولاد کا ذکر ہے اور اولاد کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ان کی تعریف کی گئی ہے کیونکہ اولاد کہنے کو تو دل کا ٹکڑا ہوتی ہے لیکن درحقیقت اس سے بھی زیادہ بڑھ کر ہمارے جسم میں ہی پل بڑھ کر جب یہ پیدا ہوتی ہے تو ہمارے جسم و جان سے جدا ہونے کے باوجود بھی یہ ہمارے جسم و جان کا ہی ایک علیحدہ حصہ بھی ہوتی ہے۔

جسم کا علم تو سب کو ہے لیکن یہ جان کیا چیز ہے؟ ہاں یہ وہ چیز ہے کہ اگر اس جسم کی پیدائش سے قبل ہی ہم یعنی ماں یا باپ وفات پا جائیں تو یہ بچے ہمارے جسم میں ہونے کے باوجود بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں یعنی ہمارے ساتھ ہی مر جاتے ہیں۔اسی لئے یہ اولاد ہمیں سب سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔اسی لئے یہ ہمارا سب کچھ ہیں۔اسی لئے ہم ان کو اپنا جسم و جان بھی کہتے ہیں۔

☆

بابُل

ہمراہ رہیں تمہارے بابل کی یہ دُعائیں
پھولوں سے زیادہ نازک ڈولی تیری اٹھائیں ۱

تیری حسین آنکھیں ہر وقت مُسکرائیں
حسرت دِکھے نہ اِن میں آنسو نہ یہ بہائیں ۲

لُو کے بگولے واللہ کبھی خواب میں نہ آئیں
آرام تجھ کو دینے ٹھنڈی چلیں ہوائیں ۳

ماں باپ کی بلائیں لوری تجھے سُنائیں
جنت کی ساری پریاں جھولہ تجھے جُھولائیں ۴

جس دیس میں رہو تم غم راہ میں نہ آئیں
اچھی خبر ہی آئے خوشیاں ہی ہم منائیں ۵

تم خوش رہو ہمیشہ ہم یہ ہی گِڑگڑائیں
یارب ہماری سن لے ساری یہ التجائیں ٦

نظریں جُھکا کے سب سے باتمیز بات کرنا
سارے بزرگ تجھ سے شفقت سے پیش آئیں ۷

گردن جُھکا کے رہنا کبھی اُف بھی تم نہ کرنا
آسان کردے مؤلا مشکل تمہاری راہیں ۸

نندیں ہوں تجھ پہ قرباں دیور بھی سر جُھکائیں
سسرال میں تمہیں سب پیار سے بُلائیں ۹

اِخلاق بھی ہے گہنا تم سادگی سے رہنا
تم جس طرف سے گزرو باہیں سبھی پھیلائیں ۱۰

مہماں کبھی جو آئیں عزت سے پیش آنا
رُخصت ہوں جب کبھی بھی دے کر دعا ہی جائیں ۱۱

شرم و حیاء کو بیٹی نہ پائمال کرنا
تم پُروقار رہنا معصوم ہوں ادائیں ۱۲

بابل کو بھول جانا میکہ نہ یاد کرنا
تم بھول جانا بیٹی ماں باپ کی خطائیں ۱۳

تیرا سہاگ بیٹی رہے تا ابد ہی سلامت
دولہا تمہارا یارب کرتا رہے وفائیں ۱۴

سرتاج کہتی رہنا اور باندی بن کے رہنا
ملکہ بنو تم اِک دن میری ہیں یہ دُعائیں ۱۵

۸= ❁ آج کل جب کسی امیر گھرانے کی بیٹی کی شادی ہوتی ہے تو دولت مند ماں باپ اپنی اپنی توفیق کے مطابق اپنی بیٹی کو بہت کچھ دے دلا کر رخصت کرتے ہیں تاکہ وہ خوش وخرم اپنی زندگی بسر کر سکے اور پھر اس مقصد کے لئے دعائیں بھی ضرور کرتے ہیں لیکن جو چند ایک نصائح میں نے یہاں بیان کی ہیں کہ " تم سر جھکا کے رہنا اور کبھی اُف بھی تم نہ کرنا "۔صد افسوس کہ اس قسم کی پائیدار نصائح کو وہ بھول جاتے ہیں بلکہ جب اتنا دے دلا کر رخصت کرتے ہیں تو ان نصائح کی بجائے یہ ہی کہہ کر رخصت کرتے ہیں کہ اگر تمہیں کسی اونچ نیچ کا سامنا کرنا پڑے تو ڈٹ کر جواب دینا اور ہماری ناک نہ کٹوا دینا بلکہ ہمیں بھی بروقت ضرور مطلع کرنا اور پھر ہم خود ہی ان سے نپٹ لیں گے وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ صرف امیر کبیر لوگوں کے ہی چلن نہیں بلکہ ان کی دیکھا دیکھی اب بدماش فطرت لوگ بھی پاکیزہ نصائح کی بجائے اسی طرح کی باتیں کہنے لگے ہیں۔تو یہ ہے آج کا دستور کہ جس کو مدنظر رکھ کر میں نے اپنے اشعار میں اس معصوم اور خوبصورت دستور کی بات کی ہے جو کہ ہمارے آقا سیدنا آنحضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے ﷺ نے ہمیں سکھایا تھا کہ بیٹی کی جدائی کے وقت دعاؤں کے ساتھ ساتھ انہیں پاکیزہ نصائح سے بھی نواز کر رخصت کرنا کہ دیکھو حلم و بردباری کو نہ چھوڑنا۔شرم وحیاء کو اپنائے رکھنا۔عزت وآبرو کے ساتھ رہنا اور ہماری غربت کی لاج رکھنا۔آمین

۱۰= ❁ اخلاق کا گہنا یعنی خُلق کا زیور۔یہ ایک ایسا بہترین ہار سنگھار ہے کہ جس کسی عورت کے پاس یہ ہو اُسے پھر کسی بھی قسم کے سرخی پاؤڈر یعنی لیپا پوتی یا لباس فاخرہ پہننے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ وہ اپنے حسن اخلاق سے ہی سب

آنے جانے والوں اور ملنے جلنے والوں کے دلوں کو جیت لیتی ہے اور اس فتح کے بعد دنیاوی حسن کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی۔لباس خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہو لیکن اسے صاف ستھرا ضرور ہونا چاہئے اور پھر صاف ستھرے لباس کی قدر و قیمت اس وقت مزید اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ جب اسی عورت کا گھر صاف ستھرا اور قرینے سے سجاہؤا بھی ہو خواہ وہ خودرو جنگلی پھولوں سے ہی کیوں نہ مزین ہو۔اس طرح اس عورت کی عزت اور اس گھر کی وقعت بڑھ جاتی ہے اور گھر کے مردوں کا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔

یہ غزل میں نے اپنی بیٹی کے لئے اس وقت لکھی تھی کہ جب وہ تقریباً دس گیارہ برس کی تھی کہ ایک دن وہ یکدم بیمار پڑ گئی اور پھر اس کا اپنڈکس کا کامیاب آپریشن ہؤا۔فالحمدللہ۔ان ایام میں اس کے لئے دعائیں کرنے کا خوب موقع نصیب ہؤا۔امید ہے کہ ایک باپ کی اپنی بیٹی سے دلی محبت اور اس کی صحت وسلامتی کے لئے دعاؤں کو ان اشعار میں آپ بھی ضرور محسوس کریں گے۔خدا کرے ایسا ہی ہو اور جب بھی آپ میں سے کسی کی بیٹی کی شادی بیاہ یعنی رخصتی کا وقت آئے تو آپ ان اشعار کے ساتھ ساتھ اس خاکسار کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرلیں۔**جزاک اللہ واحسن الجزاء**

اللہ کے کام

اللہ کے نام لیوا محمدؐ کے تم ہو پیارے
اِسلام کے ہو پیرو مسیحاؑ کے تم دُلارے ۱

باترجمہ پڑھو تم قرآں کے سارے پارے
یہ جگمگائیں دل میں ہوں ذہن نشیں تمہارے ۲

حافظ قرآن بن کر دل جیت لو ہمارے
بن جاؤ میرے پیارو یوں مہر و ماہ ہمارے ۳

اپنی عبادتوں سے قُربِ خُدا کو پا لو
بن جاؤ اِس طرح سے تم پیشوا ہمارے ۴

ہر دِن دِکھائے اللہ دُنیا کو یہ نظارے
اللہ کے کام واللہ ہوتے ہیں سب سے نیارے ۵

تم احمدی جماعت پہ جاں نثار کرنا
خلفاء کے دست و بازو بن جانا تم ہی سارے ۶

مہدیؑ کے صدقے نیّا لگ جائے یوں کنارے
اللہ تمہاری قسمت اب اِس طرح سنوارے ۷

۵ = ❁ پیشوا یعنی نیکی تقویٰ اور طہارت میں سب سے زیادہ آگے بڑھ کر ہماری راہنمائی کرو اور امام التقویٰ بن جاؤ۔آمین

۶ = ❁ پس! میری عاجزانہ دعا یہی ہے کہ ہماری موجودہ اولاد کے ساتھ ساتھ ہماری اولاد در اولاد میں سے بھی لاکھوں کروڑوں بچے ایسے ہونہار نکلیں کہ جو قرآن وحدیث اور فقہ کے ماہر ہوں۔سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے والے مبلغ اسلام بنیں اور یہی اللہ کے نیارے کام ہیں کہ وہ ہم جیسے گناہ گاروں کی اولاد در اولاد میں سے بھی انشاءاللہ تعالیٰ نمازی

اور پرہیز گار بنا کر دنیا کو یہ نظارہ ضرور دکھلائے گا کہ ہاں دیکھو آج سے کچھ عرصہ قبل یا سینکڑوں برس قبل یا ہزاروں سال پہلے ایک شخص نے اس مطلب کے حصول کے لئے دعا کی تھی اور وہ دعا آج قبولیت کا درجہ پا گئی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دعاؤں نے ہزاروں سال بعد قبولیت کا درجہ پایا۔

اس لئے مجھے یہ کامل یقین ہے کہ ایسا انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہوگا لیکن اگر ہم اس کی جناب سے کچھ مانگیں گے ہی نہیں تو وہ دے تو کسے دے؟ جبکہ ہمیں یہ تو علم ہی ہے کہ وہ بِن مانگے دینے والا ہے اور جب وہ بلا مانگے بھی دیتا رہا ہے۔ دیتا رہتا اور دیتا رہے گا تو پھر ہم اگر اس کی جناب سے ازخود کچھ مانگ بھی لیں تو اس میں اچنبہ کی کیا بات ہے؟ جبکہ اسی مانگنے میں ہی برکت ہے اور پھر یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپؑ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سنت کی پیروی بھی ہے۔

۷= آج یعنی اِس زمانہ میں اِسلام کے نام پر کئے جانے والے ظلم وستم کی خستہ اور شکستہ کشتی میں ڈوب کر مر جانے کی بجائے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچان کر آپؑ پر ایمان لے آئیں اور احمدیت کی مضبوط اور پائیدار کشتی پر سوار ہو کر اپنے آپ کو گناہوں کی دلدل میں ڈوبنے سے بچالیں۔ آمین

چراغِ وفا

تُو سورج کی مانند چمکتا رہے
قمر سے بھی زیادہ دمکتا رہے ۱

فلک سے بھی آگے نکلتا رہے
زمانہ تیرے پیچھے چلتا رہے ۲

نہ ٹھوکر لگے جو قدم ڈگمگائیں
ہر اِک گام پہ تُو سنبھلتا رہے ۳

خزاں کا کبھی دور دورہ نہ آئے
بہاروں کا رنگ یوں نکھرتا رہے ۴

میں گاتا رہوں گیت بیٹا تمہارے
خواہ موسم کوئی رنگ بدلتا رہے ۵

ستاروں سے اونچا رہے نام تیرا
دو عالم میں تُو یوں دمکتا رہے ۶

دلوں میں رہے تیری عزت ہمیشہ
محبت کا شعلہ بھڑکتا رہے ۷

ہو قربان ہر شخص تجھ پہ نسیم
اور چراغِ وفا یونہی جلتا رہے ۸

۵ = یہاں بیٹا سے مراد تمام اولاد ہے یعنی بیٹے بھی میرے مخاطب ہیں تو بیٹی بھی کہ جسے بعض اوقات بیٹا کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے بالخصوص ان گھرانوں میں کہ جہاں بیٹی سب سے بڑی ہو یا بیٹیاں ہی بیٹیاں پیدا ہوتی ہوں کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے کہ کس کے گھر کون اور کیا پیدا ہوگا۔اس لئے کسی انسان کا خود اس کی اپنی ہی اولاد پر فخر کرنا قطعاً مناسب نہیں کہ اجی ! میرے صرف بیٹے ہی بیٹے ہیں کیونکہ اس کی اولاد جو کچھ بھی ہے وہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عطاء کردہ رحمت ہے جس کا بجا طور پر شکر ادا کرنا چاہیئے نہ کہ تکبر اور غرور۔فرمایا:-

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَخْلُقُ مَايَشَآءُ ط يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ٥ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًاوَّاِنَاثًا ج وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ط اِنَّه‘ عَلِيْم’‘ قَدِيْر’‘

(الشورىٰ ۴۲ : آيات ۴۹-۵۰) اللہ ہی زمین وآسمان کا مالک ہے اس لئے جو وہ چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسے لڑکے عطاء فرماتا ہے اور پھر جس کو چاہتا ہے اسے صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں عطاء فرماتا ہے یا پھر بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہی عطاء فرماتا ہے اور اسی طرح جس کو چاہتا ہے اس بچہ کو نامرد اور اس بچی کو بانجھ بنا دیتا ہے۔پس !یقیناً وہ ہی ہر علم پر مکمل قدرت رکھنے والا خدا ہے۔

☆

عادت

تم کو دعائیں دے کر ہوتی ہے مجھ کو فرحت
سب کی بھلائی مانگوں تو یہ ہے میری عادت ۱

اچھی اولاد پائی اچھی تھی میری قسمت
اب نامور بنو تم مجھ کو ملے گی عزت ۲

اولاد کے مقابل کچھ بھی نہیں ہے دولت
اِن کا نہ مول کوئی اِن کی نہ کوئی قیمت ۳

میرے عزیزو تم کو گر مجھ سے ہے محبت
ہیں میرے دِل کے ٹکڑے کرنا نہ اِن سے نفرت ۴

رہ جائے گی یہیں پر دنیا کی جاہ و حشمت
پس میری باتیں مانو چھوڑو سبھی کدورت ۵

دنیا کے کام آنا تم کو ملے جو فرصت
نیکی کے کام کرنا اِن سے ملے گی عظمت ۶

۱ = ۞ سب کی بھلائی مانگنے کی عادت مجھے اپنی والدہ محترمہ احمد بی بی صاحبہ نور اللہ مرقدہا کی پیروی سے ملی کہ وہ کم وبیش

روزانہ ہی ''کُل عالم کی خیر'' یا ''دنیا بھر کے تمام بیماروں کی شفایابی'' کے لئے دعائیں مانگا کرتی تھیں اور میں ان پر ہنسا کرتا تھا لیکن وہ مجھے بار بار سمجھایا کرتی تھیں کہ دیکھو بیٹا! جب تم نے خدا تعالیٰ سے کوئی دعا قبول کروانی ہو تو پہلے دوسرے دکھیوں کے لئے بھی تو کچھ مانگو اور پھر ان کے ساتھ ہی اپنے آپ کے لئے بھی۔ خیر اس وقت تو مجھے ان باتوں کی سمجھ نہ تھی لیکن اب ہے اور اب میں بھی روزانہ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سبھی کی خیر و عافیت کی دعا مانگتا رہتا ہوں کہ شائید اسی طرح خدا تعالیٰ مجھ پر بھی رحم فرمائے۔ آمین

۲ = ﴾ جیسے کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس دنیا میں ہر شخص کو بلاشک وشبہ اس کی اپنی اولاد ہی خوبصورت نظر آتی ہے خواہ وہ بدصورت ہی کیوں نہ ہو لیکن دراصل اس شخص کی عزت اولاد کی اچھی شکل وصورت کی وجہ سے کم لیکن اس کی اولاد کی اچھی سیرت کی وجہ سے زیادہ ہوتی ہے یہاں ''اچھی اولاد پائی'' کا یہی مطلب ہے کہ تم یعنی ہماری اولاد اپنے اچھے اعمال اچھے کردار اور اچھی سیرت کی بناء پر دنیا بھر میں اپنے نام روشن کرو تا کہ اس طرح ہمیں بھی عزت ملے۔ کسی قاتل راہزن چور ڈاکو لٹیرے کے گھر والوں کی ان کے اردگرد کے ہمسایوں میں یا ان کے عزیز رشتہ داروں میں کیا خاک عزت ہوتی ہے۔ ایسے مجرموں کے ماں باپ اور بہن بھائیوں نیز عزیز رشتہ داروں بلکہ یار دوستوں کو بھی ہر وقت یہ ہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں ان کے عزیزوں کے کرتوت کی بناء پر پولیس تفتیش کے لئے انہیں بھی اپنی حراست میں لے کر حوالات میں بند نہ کر دے۔

پس! ثابت ہؤا کہ خدانخواستہ اگر تم لوگ یعنی اے احمدی بچو! اگر تم لوگ اچھے کردار کے مالک نہیں ہو تو اپنے ماضی۔ حال اور مستقبل نیز اپنی آخرت کے بارہ میں ذرا سوچو اور غور وفکر سے کام لو کہ تم کہاں سے آئے یعنی کن معزز و محترم بزرگوں کی اولاد ہو لیکن اب تم کس مقام پر کھڑے ہو یعنی اب اس وقت یعنی آج تمہارا حالیہ کردار کیا ہے اور پھر اب تم اس کے بعد کیا بننا چاہتے ہو؟ ہاں! اگر تم نمازی پرہیز گار تہجد گزار ہو قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہو۔ سیدنا آنحضرت ﷺ کی احادیث نبویہ پر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ پر نیز خلفائے احمدیت کے احکامات پر عمل کرنے والے ہو اسی طرح پاک وصاف کردار کے مالک ہو تو سبحان اللہ! پھر ہمیں اور کیا چاہیئے؟

یعنی اپنے حالات کی بہتری کے واسطے خدا کے حضور سربسجو د رو رو کر دعائیں کرو اور یوں اچھے سے اچھا یعنی بہتر سے بہترین بننے کی کوشش کرو یعنی خدا تعالیٰ کے بتائے گئے صحیح اور سیدھے راستے پر چلتے ہوئے نیک بنو۔نیک سے پرہیزگار بنو اور پھر پرہیزگار سے ایک متقی انسان بن جاؤ اور یوں نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے امام المتقین بن جاؤ (قرآن مجید کی یہ آیت اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ بھی درج ہے)۔خدا تعالیٰ ہر آن تمہاری مدد فرمائے اور ہمیں بھی وہ مبارک دن جلد دکھائے۔آمین

شکریہ

اب یہ خاکسار یہاں نہایت ادب سے آپ سب مہربانوں اور قدردانوں کا دلی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے کہ آپ سب نے اپنی بے انتہا مصروفیات کے باوجود اپنے انتہائی قیمتی وقت میں سے چند گھڑیاں اس کتاب کو پڑھنے کے لئے صرف کیں۔**جزاک اللہ و احسن الجزاء**

اسی طرح یہ بھی عرض ہے کہ آپ جیسے علم و دانش میں یکتا لوگوں میں سے شائید چند ایک کو میرے اشعار میں سے کوئی ایک آدھ شعر کسی دوسرے شاعر کی نقل محسوس ہو یا ان کا وزن یا قافیہ اور ردیف اگر ایک جیسا ہو یعنی مِلتا جُلتا لگے تو برائے مہربانی کہیں غلطی سے آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے بلکہ یہ وہ حسین مماثلات ہوتے ہیں کہ جو اتفاقاً نظم ونثر میں در پیش آجاتے ہیں اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ مجھ سے پہلے گزرے ہوئے بڑے بڑے نامی گرامی شعرائے کرام کو بھی بعض اوقات انہی حالات سے دوچار ہونا پڑا۔اس لئے ازراہ کرم انہیں کسی کی نقل کی بجائے دراصل کسی بھی شاعر کی اپنی ہی تخلیق سمجھتے ہوئے درگزر سے کام لیتے ہوئے محظوظ ہونا چاہیئے ۔بہرحال جو بھی آپ مناسب خیال فرمائیں وہ سمجھیں لیکن میں یہاں آپ کی جناب میں چند ایک مشہور و معروف امثال پیش خدمت کرتا ہوں تا کہ سند رہے۔ملاحظہ فرمائیں:-

زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر
یا وہ جگہ بتا دے جہاں پر خدا نہیں (مرزاغالب)

مسجد خدا کا گھر ہے پینے کی جگہ نہیں
کافر کے دل میں جا وہاں پر خدا نہیں (علامہ اقبال)

کافر کے دل سے آیا ہوں میں یہ ہی دیکھ کر
خدا تو موجود ہے وہاں پر اُس کو پتہ نہیں (احمد فراز)

یہاں میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ممکن ہے کہ اوپر درج تینوں اشعار میں ایک آدھ لفظ کم یا زائد تحریر ہو گیا ہو یا اپنے مقام سے ہٹ گیا ہو کیونکہ یہ اشعار میں نے اپنے کمزور حافظہ کی بناء پر لکھے ہیں تو اس کے لئے معذرت قبول فرمائیں اور ان کی تصحیح سے مطلع فرمائیں۔آپ کا بہت بہت شکریہ۔

دیوان نسیم

مؤدبانہ عرض ہے کہ خاکسار کی تمام کتب اب خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جرمنی کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے تمام ممالک میں بھی مناسب قیمت پر دستیاب ہیں۔ بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے Books on Demand جرمنی کو استعمال فرمائیں اور EBOOKS خرید فرمانے کے لئے دنیا بھر میں AMAZON یا KINDLE کو استعمال فرمائیں کیونکہ یہ ای بکس تو اب آپ اپنے ہر قسم کے دستی فون یعنی موبائل فون پر بھی با آسانی پڑھ سکتے ہیں اور اس طرح یہ بھاری بھر کم کتب اِدھر اُدھر لے جانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ Google Drive کے ذریعہ جہاں جی چاہے اور جب جی چاہے تب پڑھ سکتے ہیں۔ **سبحان اللہ**:-

نام کتاب	سن اشاعت
چندے آفتاب	۱۹۶۸ء
دین ودُنیا	۱۹۷۰ء
ام مظفر	۱۹۷۲ء
قرآنی خزائن جلد اول	۱۹۷۴ء
دیوان نسیم	۱۹۷۸ء
چندے ماہتاب	۱۹۸۱ء
بزم نسیم	۱۹۸۵ء
قرآنی خزائن جلد دوم	۱۹۸۷ء
خلد نسیم	۱۹۸۹ء
انوار بشیر جلد اول	۱۹۹۳ء

طلسم نسیم	۱۹۹۵ء
قرآنی خزائن جلد سوم	۱۹۹۷ء
بادِنسیم	۲۰۰۲ء
انوار بشیر جلد سوم	۲۰۰۷ء
کاروان نسیم	۲۰۰۹ء
بادنسیم (رومن اردو)	۲۰۱۱ء
انوار بشیر جلد چہارم	۲۰۱۳ء
نسیم سحر (رومن اردو)	۲۰۱۵ء
خلدنسیم (رومن اردو)	۲۰۱۶ء
خلدنسیم (رومن اردو)	۲۰۱۹ء
نسیم سحر	۲۰۱۸ء
گلستان نسیم	۲۰۲۰ء
رومن قرآن	۲۰۲۱ء
قرآنی خزائن جلد اول	۲۰۲۲ء
تسنیم نسیم	۲۰۲۴ء

معزز قارئین ! مجھے امید ہے کہ میری یہ تمام کتب آپ جیسے ذہین وفہیم عاشق قرآن اورادب نیز شعروشاعری کے قدردان احباب وخواتین اورطلباوطالبات کوانشاءاللہ تعالیٰ ضرور پسند آئیں گی۔خُدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

اب میں یہاں ایک اورانتہائی اہم معاملہ کی جانب آپ کی توجہ کومبذول کروانا چاہتا ہوں اوروہ یہ ہے کہ ہم یورپ میں رہنےاور بسنے والوں کے لئے توان کتب کی قیمت انتہائی معقول ہےلیکن ایشیااورافریقہ نیز وسطی اورجنوبی امریکہ کے

مما لک میں رہائش پذیر اردودان طبقہ کے لئے یہاں یورپ میں طبع ہونے والی یہ کتب بہرحال مہنگی ہیں اس لئے بہت سوچ بچار کے بعد میں نے امازون کے تعاون سے اپنی کتب کو ادھار مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ وہ تمام عزت ما آب قارئین گرامی بھی میری کتب سے استفادہ حاصل کر سکیں کہ جو انہیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے اوران میں زیادہ تر سکول اور کالج نیز یونیورسٹی کے طلبا اور طالبات ہیں۔

اس طرح مجھے یقین ہے کہ اب غریب مما لک میں رہنے والے قارئین کی یہ شکایت اب انشاءاللہ دُور ہوجائے گی کہ آپ کی کتب بہت مہنگی ہیں کہ جنہیں خریدنے کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔ دعا ہے کہ آپ سب خیروعافیت سے صحت مند شادو آباد شاداب سلامت رہیں۔آمین

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَا لَمِیْنَ وَاَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ عَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلیٰ اِبرَاھِیْمَ وَ عَلیٰ اٰلِ اِبرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْد'' مَّجِیْد'' وَعَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمُؤْعُوْدُ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ

والسلام ۔آپ کی قیمتی آراء کا منتظر

آپ کا اپنا مخلص جرمن کاتب رومن قرآن ومفسر قرآن،مؤلف،مصنف،ادیب،مدیر،مغنی،شاعر

خاکسار مقصود احمد نسیم

از جرمنی